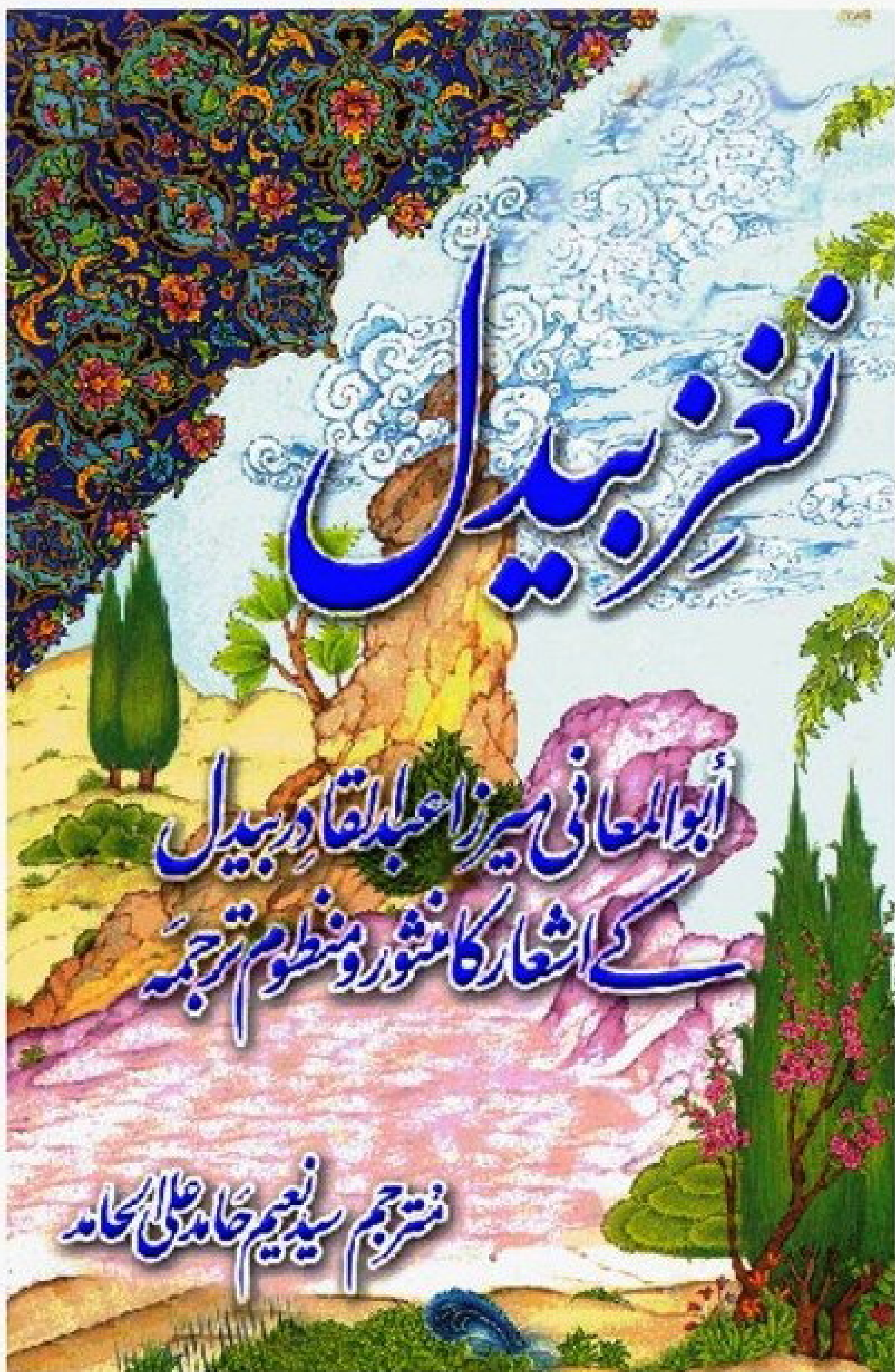

نغزِ بیدل
ابوالمعانی میرزا عبدالقادرِ بیدل
کے اشعار کا منثور و منظوم ترجمہ
مترجم سید نعیم حامد علی الحامد


بسم الله الرحمن الرحيم

نغزِ بیدلؔ





ابو المعانی میرزا عبدُ القادر بیدلؔ کے منتخب اَشعار کا

منثور و منظوم ترجَمہ





انتخاب و ترجَمہ :

سیّد نعیمؔ حامد علی الحامد





شاد باد اے دل! کہ آخر عُقدہ اَت وا می شوَد

قطرۂ ما، می رسد جائے کہ دریا می شوَد!

(بیدلؔ)

محسنِ پاکستان

ڈاکٹر عبدُ القدیر خان

کے

نام

اے ہمہ آیاتِ قُدرت، ظاہر از شانِ شما!

کارہاے مُشکلِ آفاق ، آسانِ شما!

(بیدلؔ)

مُطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے غالبؔ
ساز پر رشتہ پئے نغمۂ بیدلؔ باندھا

ابوالمعانی میرزا عبدالقادر بیدلؔ...... اجمالی تعارُف!

ابوالمعانی میرزا عبدالقادر بیدلؔ "لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمْ" کے مظہر رُوحانیت کے علمبر دار اور اسلامی کردار کے معمار تھے۔ وہ صرف شاعر نہیں، بلکہ علم وحکمت تھے۔

بیدلؔ کی علمی و شاعرانہ عظمت کی ایک عظیم الشان دلیل یہ ہے کہ غالبؔ واقبالؔ جیسے نادرِ روزگار شاعر خوشہ چینِ خرمنِ بیدلؔ تھے۔

پروفیسر انور مسعود "بہارِ ایجادی بیدلؔ" پر اپنے مضمون "قابلِ قدر کارنامہ" میں لکھتے ہیں:

"حضرت علامہ (اقبالؔ) اپنے ایک مقالے میں بیدلؔ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"بیدلؔ برصغیر میں شنکر اچاریہ کے بعد سب سے بڑا مفکر شاعر ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اُس کا ذہن دُنیا کے تمام عظیم مفکّروں کے رُوحانی تجربات سے گزر رہا ہو""۔

بیدلؔ کی حکیمانہ بصیرت کو علامہ اقبالؔ بصورتِ نظم اس عظیم الشان اُسلوب میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں:

ہے حقیقت یا مری چشمِ غلط بیں کا فساد
یہ زمیں، یہ دشت، یہ کہسار، یہ چرخِ کبود!
کوئی کہتا ہے نہیں ہے، کوئی کہتا ہے کہ ہے
کیا خبر! ہے؟ یا نہیں ہے؟ تیری دُنیا کا وجود!
میرزا بیدلؔ نے کس خوبی سے کھولی یہ گرہ
اہلِ حکمت پر بہت مشکل رہی جس کی کشود!

"دل اگر می داشت وسعت بے نشاں بود ایں چمن
رنگِ مے بیروں نشست از بسکہ مینا تنگ بود!"

مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ جیسا دماغ دار و فخر گو سخنور جو برِ صغیر کے کسی فارسی گو شاعر کو تسلیم نہیں کرتا تھا (بہ استثنائے امیر خسروؔ) ابوالمعانی میرزا عبدالقادر بیدلؔ کی بارگاہِ شعر میں اپنا سرِ نیاز اس طرح خم کرتا ہے:

مجھے راہِ سخن میں خوفِ گمراہی نہیں، غالبؔ
عصائے خضرِ صحرائے سخن ہے خامہ بیدلؔ کا

اسدؔ ہر جا سخن نے طرح باغ تازہ ڈالی ہے
مجھے رنگِ بہارِ ایجادیِ بیدلؔ پسند آیا

مطربِ دل نے مرے تارِ نفس سے، غالبؔ
ساز پر رشتہ، پئے نغمۂ بیدلؔ باندھا

ہر غنچہ اسدؔ بارگہِ شوکتِ گل ہے
دل فرشِ رہِ نازِ ہے، بیدلؔ اگر آوے

غالبؔ نے بیدلؔ کی مدح میں تیرہ (۱۳) شعر کہے ہیں۔

بیدلؔ ۱۰۵۴ھ مطابق ۱۶۴۴ء میں پیدا ہوئے۔ بیدلؔ کے والد مرزا عبدالخالق کے دوست میر ابوالقاسم ترمذی نے ان کی پیدائش کی دو (۲) تاریخیں "فیضِ قدس" اور "انتخاب" سے نکالیں۔

تاریخ کہنے والے نے تاریخ کہہ کر اپنی قدرتِ تاریخ گوئی کی نمائش

نہیں کی تھی بلکہ بیدلؔ کے رتبۂ بلند و مستقبل ارجمند کی پیش گوئی کی تھی۔ میر ابو القاسم ترمذی کی مستقبل آشنا نگاہ، طفل شیر خوار عبدالقادر کو انتخاب روزگار و قدسی نژاد انسان کے روپ میں دیکھ رہی تھی۔

بیدلؔ کی جائے پیدائش ''اکبر نگر عرف راج محل'' ہے۔ یہ شہر بنگال و بہار کی سرحد پر واقع ہے۔ بنگال و بہار مغلیہ عہد میں ایک ہی صوبہ تھا اور ''راج محل'' موسم گرما کا صوبائی صدر مقام تھا۔ اس وقت بنگال و بہار ایک گھر کے دو آنگن شمار ہوتے تھے۔ ۱۰۷۵ھ میں بیدلؔ نے بہار کو خیر باد کہا اور مغل سلطنت کے پایۂ تخت دہلی تشریف لے گئے۔

۱۰۷۵ھ سے ۱۰۹۶ھ تک شمالی ہند میں بیدلؔ نے مستقل قیام کے لیے کسی شہر کا انتخاب نہیں کیا۔ اکبر آباد، متھرا، اور دہلی میں درویشانہ آمد و رفت رکھی۔ ان شہروں میں مختلف وقفوں سے کئی کئی سال عارضی طور سے مقیم رہنے کے بعد ستائیس (۲۷) جمادی الثانی ۱۰۹۶ھ مطابق اکتیس (۳۱) مئی ۱۶۸۰ء میں بیدلؔ ''متھرا'' سے مع اہل و عیال مستقل قیام کے لیے دہلی تشریف لائے۔ بیدلؔ نے مسلسل چھتیس (۳۶) سال دہلی میں بسر کیے۔

بیدلؔ سیاحت دوست، سفر نصیب تھے۔ انہوں نے ''کٹک'' سے ''اٹک'' تک سیاحت کی۔ ''بہار'' کے جن شہروں اور قصبوں میں بیدلؔ کا طویل یا مختصر قیام رہا، ان کے نام یہ ہیں۔ پٹنہ، بسی سرائے جمناپور، چاند چور سرائے بیگو لی، ترہٹ، رانی ساگر، آرہ، سرائے بنارس۔

اُڑیسہ" کے صدر مقام "کٹک" میں بیدلؔ تین سال مقیم رہے اور وہاں سے موضع کساری بھی گئے۔

شمالی ہند اور پنجاب میں بیدلؔ کی منازلِ سفر میں یہ شہر نمایاں ہیں:

دہلی، اکبر آباد، متھرا، اکبرپور، کوہستان بیراٹ، سرائے نورو، لاہور، حسن ابدال۔ بیدلؔ دو بار لاہور تشریف لے گئے۔ پہلی بار ۱۰۸۵ھ میں عازمِ لاہور ہوئے۔ بیدلؔ کا پہلا سفر لاہور اُن کے اشتیاقِ دیدِ لاہور کا نتیجہ تھا کہ اُنہوں نے اس سفر کو "عزیمتِ شوق" کہا ہے۔

لیکن لاہور کا دُوسرا سفر ۱۱۳۱ھ میں جبری حالات کے تحت ہوا۔ بادشاہ گر سید برادران جب قتلِ فرخ سیر کے مرتکب ہوئے تو اس قتلِ ناحق پر بیدلؔ کو بہت صدمہ ہوا۔ اور اُنہوں نے اچھا بایہ تاریخ کہی:

سادات بوے نمک حرامی کردند = ۱۱۳۱ھ

یہ تاریخ کہنے پر سید برادران اُن کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ بیدلؔ اُن کے انتقام سے بچنے کے لیے نواب عبدالصمد خاں کے پاس لاہور چلے گئے۔

بیدلؔ کی زندگی میں آٹھ (۸) مغل بادشاہ تختِ طاؤس پر متمکن ہوئے۔

اُن کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

1- شاہجہاں

2- عالمگیر

3- بہادر شاہ

4- جہاندار شاہ

5- فرخ سیر

6- رفیع الدرجات

7- رفیع الدولہ شاہجہاں ثانی

8- محمد شاہ رنگیلا

بیدلؔ نے تاج شاہی کی ہوس میں لڑی جانے والی چار جنگوں کی تباہکاریاں دیکھیں۔

بیدلؔ نے تمام اصناف سخن میں طبع آزمائی کی اور ہر صنف کو اوج کمال عطا کیا۔ بسیار گوئی معیار سخن ہوتی ہے مگر بیدلؔ نے اس میدان میں بھی علم انفرادیت بلند رکھا۔

بیدلؔ نے غزل، مثنوی، قصیدہ، قطعہ، رباعی اور دیگر اصناف سخن میں اڑسٹھ ہزار دو سو بانوے (۶۸۲۹۲) اشعار کہے لیکن زبان و بیان اور ندرت اظہار کی سطح گرنے نہیں دی۔

حقائق کے فلسفیانہ بیان، تجربات کی منطقی تفہیم اور ابداع و اختراع کی قوت عظیم سے، بیدلؔ نے ایسا قصر طلسم معانی تخلیق کیا کہ ان کی نظم و نثر، فارسی ادب اور سبک ہندی کا بے مثال و گرانقدر سرمایہ قرار پائی اور بیدلؔ نے شاعری اور زبان فارسی کے مجتہد کا مقام پایا۔ یہ شرف اُن سے قبل و بعد کسی دوسرے شاعر کو حاصل نہیں ہوا۔

بیدلؔ کو ہمہ گیر و کثیر الجہات شخصیت عطا ہوئی تھی۔ جس کا ہر رخ " کرشمہ

دامن دل می کشد کہ جا اینجاست" کا مصداق تھا۔ بایں ہمہ اُن کی شخصیت کا نمایاں جوہر شاعری ہے۔

رعنائی زبان، شادابیِ بیان، غزارتِ معانی اور لطافتِ شاعرانہ کا وفور بیدلؔ کی شاعری کا طرۂ امتیاز ہے۔ بالخصوص غزلیات و مثنویات۔ بیدلؔ کیفیت و کمیت ہر دو اعتبار سے بدیع و بے نظیر ہیں۔

ریاضتِ فن، بیان و زبان پر مجتہدانہ قدرت، بوفورِ شعریت اور فکرِ بیدلؔ غزلیات و مثنویوں میں اس طرح جلوہ گر ہوئی ہے کہ "معجزۂ فن" اور "خونِ جگر کی نمود" کے تمام امکانات و معانی روشن ہو گئے ہیں۔ اُن میں شاعرانہ تخیل اور حکیمانہ تفکر اوجِ کمال پر نظر آتا ہے۔ کلامِ بیدلؔ، ایک ہمہ گیر کائنات کا نقطۂ عروج ہے۔

بحیثیت سالکِ راہِ تصوف، بیدلؔ کی شخصیت اتنی متاثر کن تھی کہ مخالف بھی فیضِ صحبت سے ہم خیال ہو جاتے۔ اخلاق میں اِس قدر گرفت کہ دشمن بھی دوست بن جاتے۔ بیدلؔ کی زندگی نو عمری سے طہارتِ قلب، جدتِ ذہن اور اخلاق کا ضد کا نمونہ تھی۔ وہ تمام عمر بادۂ توحید سے سرشار اور سنتِ نبوی پر کاربند رہے۔

فارسی کے عظیم شاعر ہونے کے ساتھ، بیدلؔ کو اُردو زبان کا محسنِ اعظم ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ اُن کے مدرسۂ کمال سے تربیت پا کر ایسے عظیم الشان شاگرد اُٹھے جن کا شمار قصرِ شعر و ادبِ اُردو کے اولین معماروں میں ہوتا ہے۔

اُردو کے حوالے سے شاگردانِ بیدلؔ میں بالخصوص شاہ سعد اللہ گلشن اور سراج الدین علی خان آرزؔو ممتاز ہیں۔ اِن بزرگوں کے اثرات، اُردو زبان و شاعری

پر نہایت گہرے، بار آور اور دُور رس ثابت ہوئے۔

شاہ سعد اللہ گلشنؔ شاعری میں ولیؔ دکنی کے اُستاد تھے اور شاہ گلشنؔ کے اُستاد میرزا عبد القادر بیدلؔ تھے۔ یعنی بہ اعتبار نسبِ تلمذ بیدلؔ، ولیؔ دکنی کے دادا اُستاد ہیں۔ اِس طرح بیدلؔ اُردو شاعری کے جدِّ امجد قرار پاتے ہیں۔

''اپنے رسالہ ''نورِ معرفت'' کے اختتام پر ولیؔ لکھتے ہیں:

''مصنف ایں عبارت کہ بہ یُمنِ شاہ پروازی گُزرگاں بہ خطاب ولیؔ سرفراز است وازشاگردی زُبدۃ العارفین حضرت شاہ گلشنؔ ممتاز''۔

(''کلیاتِ ولیؔ'' مرتبہ نور الحسن ہاشمی۔ صفحہ ۳۰)

قدرتِ بیان کا خدا، تازہ و تازہ تر اسالیبِ نو کا پروردگار، تخیل کا بادشاہ، مجرد کو مجسم اور غیر محسوس کو محسوس بنا دینے والا، آفتابِ جہل سوز و علم تاب، سبکِ ہندی کا آخری اور سب سے بڑا شاعر ابو المعانی میرزا عبد القادر بیدلؔ، بروز جمعرات چار صفر ۱۱۳۳ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۷۲۰ عیسوی کو عمر اُناسی (۷۹) سال دہلی میں راہیِ ملکِ بقا ہوا۔

بیدلؔ کی سیرت کا تنوع، حالاتِ زندگی کی وسعت اور کثیر الجہت کارناموں کا احاطہ اِس مختصر تحریر میں کرنا ممکن نہیں:

سفینہ چاہیے اِس بحرِ بے کراں کے لیے!

ڈاکٹر سیّد نعیم حامد علی الحامد۔ ۲۹ راگست ۲۰۰۹، جدہ

❁ ردیف ''زائے'' ❁

ستم است اگر ہوست کشد کہ بہ سیرِ سرو و سمن درآ
تو ز غنچہ کم ندمیدہ ای، درِ دل کشا بہ چمن درآ

یہ ستم ہے کہ تو سیر سرو و سمن کی خواہش رکھتا ہے ❁ تو خود شگفتہ غنچہ ہے درِ دل کھول چمن میں آ

یہ ستم نہیں ہے تو اور کیا، تجھے شوقِ سرو و سمن ہوا
تو شگفتہ غنچے سے کم نہیں، درِ دل کو کھول چمن میں آ

❁❁❁

پئے نافہ ہائے رمیدہ بو، مپسند زحمتِ جستجو
بہ خیالِ حلقۂ زلفِ او گرہے خور و بہ ختن درآ

نافہ مشک کی خوشبو اڑ جاتی ہے اس کی تلاش نہ کر ❁ زلفِ محبوب کی گرہ کھول ختن میں داخل ہو جا

کہ رہائے مشک پریدہ بو، نہ اٹھا تو زحمتِ جستجو
گرہ زلفِ یار کی کھول تو، بصد اہتمام ختن میں آ

❁❁❁

غمِ انتظارِ تو بردہ ام، بہ رہِ خیالِ تو مردہ ام
قدمے بہ پرسشِ من کشا نفسے چو جاں بہ بدن درآ

غم انتظار نے مجھے بے حال کیا، تیرے خیال میں مر گیا ❁ چند قدم پرسشِ حال کو بدن میں جان کی طرح آ

ترے انتظار کا غم سہا، تری راہِ عشق میں مر گیا
کبھی میری پرسشِ حال کو، تو مثالِ جان بدن میں آ

چشمِ اُمید نہ داریم ز کشتِ دگراں
دلِ ما، دانۂ ما، نالۂ ما، ریشۂ ما!

مری چشمِ اُمید تو دوسروں کی طرف نہیں دیکھتی ❁ میرا دل، دانہ، نالہ و ریشہ بے نیاز ہے

کوئی اُمید نہیں رکھتا کسی سے ہرگز
دل مرا، دانہ مرا، نالہ مرا، ریشہ مرا!

❁

دانا نبود از ہنرِ خویش برومند
از میوۂ خود، بہرہ مُحال است شجر را

دانا اپنے ہنر سے نفع یاب نہیں ہوتا ❁ جیسے کہ درخت بھی اپنے پھل کا مزا نہیں چکھتا

ہنر نصیب کو ملتا نہیں، ہنر کا صِلہ
شجر ثمر سے نہیں ہوتا اپنے لذّت یاب

❁

دُرشت خو چہ خیال است نرم گو باشد
شرار خیزیِ محض است طبعِ خارا را!

تُند مزاج سے اور نرم کلام گفتگو کی توقع؟ ❁ تُند پتھر سے چنگاریاں ہی نکلتی ہیں!

دُرشت خو سے نہ رکھ حرفِ نرم کی اُمّید
مزاجِ سنگ، شرر کے سوا کچھ اور نہیں!

تکلّمِ حرص و پاسِ مراتب، چہ ممکن است

با شرم کار نیست، زبانِ سوال را!

حریص کو اپنی عزت کا پاس نہیں ہوتا ❁ مانگنے والی زبان بے شرم ہوتی ہے

تکلّمِ حرص و پاسِ مراتب؟ مُحال ہے

آتی نہیں ہے شرم، زبانِ سوال کو!

❁

امروز نیست قابلِ تفریق و امتیاز

انجام کار دُشمن و آغاز آشنا!

آج کل انسانوں کو پہچاننا مشکل ہے ❁ پہلے دوست بنتے ہیں پھر دُشمن ہو جاتے ہیں

مشکل ہے اِس زمانے میں تفریق و امتیاز

انجام کار دُشمن و آغاز آشنا!

❁

سینہ چاکیم و خموشی ترجُمانِ عجزِ ماست

رہ زلب بیروں نمی باشد فغانِ زخم را

سینہ چاک ہے اور خاموشی عاجزی کی ترجمان ہے ❁ فغانِ زخم کو لب تک آنے کی راہ نہیں ملتی

چاک ہے سینہ، خموشی عاجزی کی ترجُماں

لب تک آنے کی نہیں رخصت فغانِ زخم کو

تا بوصفِ تیغ بیدادت ، زباں پیدا کند
موجِ خوں انگشتِ حیرت شد دہانِ زخم را
بیانِ تیغِ ستم کے لیے زباں کہاں سے لائے ❀ اس شعر میں موجِ خون انگشتِ حیرت بن گئی
تیری شمشیرِ ستم کی کوشش توصیف میں
میرے منہ میں موجِ خوں انگشتِ حیرت بن گئی!



زردمندم ، یاس می جوشد اگر دم می زنم
از سخن خوں می تراود ، ترجمانِ زخم را
زردمندوں اگر دم ماروں تو یاس اُبھرتی ہے ❀ ترجمانِ زخم کی باتوں سے خون نکلتا ہے
ناامیدی زردمندوں کے لیے قفلِ زباں
ترجمانِ زخم کی باتوں سے ٹپکے ہے لہو



چوں نباشد فضلِ یزداں مائلِ امدادِ غیب
بیدلؔ است آخر دعا گوے و ثنا خوانِ ترا
خدا غیب سے تیری امداد کیوں نہ کرے ❀ آخر بیدلؔ ترا دعا گو و ثنا خوان ہے
کیوں نہ برآئیں مُرادیں تیری از فضلِ خدا
خیر اندیش و دعا گو جب کہ ہے بیدلؔ ترا!



در جہانِ بے خبر، شرم از کہ باید زیستن
دیدۂ بینا نہ دارد، ہیچ کس، عریاں برآ

بے خبر دُنیا میں، شرم کی پروا نہ کر ٭ یہاں کوئی دیدۂ بینا نہیں رکھتا، برہنہ آ جا

دُنیائے بے خبر میں نہ کر شرم کا خیال
بے پردہ آ کہ دیدۂ بینا کسے نصیب!



دعویٰ فضل و ہنر، خواری ست در ابنائے دہر
آبرو می خواہی ایں جا، اندکے ناداں برآ

زمانے والوں کے سامنے اظہارِ فضل و ہنر ذلت ہے ٭ آبرو چاہتا ہے تو نادانوں میں نادان بن جا

باعث بے وقعتی ہے دعویِٔ فضل و ہنر
خواہشِ عزت ہے گر نادانیوں سے کام لے



اماں خواہ از گروہِ خلق در گرمِ اختلاطی ہا
کہ عقرب بیشتر در فصلِ تابستاں شود پیدا

اگر لوگ گرم جوشی سے پیش آئیں تو خدا کی پناہ ٭ بچھو گرمیوں کے موسم میں زیادہ پیدا ہوتے ہیں

جو ہو سرگرمِ خوش خلقی یہ دُنیا، کر حذر اس سے
کہ بچھو زیادہ تر گرمی کے موسم میں پنپتے ہیں

غنچہ ہا در بسترِ زخمِ جگر آسودہ اند
اے نسیم! آتش مزن دل ہائے الفت خستہ را

بے شمار کلیاں دل زخمِ جگر کی سیج پر آسودہ ہیں ۞ نسیم! ان کو جلا کر شاد نہ کر، دل شکستوں میں آگ نہ لگا

غنچے محوِ خواب ہیں زخمِ جگر کی سیج پر
آگ مت دے سینۂ دل خستگاں کو اے نسیم!



تہی دستیم چوں ساغر، خدارا، ساقیا! ارزنے
بزودے قسمتِ ما بکشا درِ گنجینۂ مینا!



ہوں خالی ہاتھ ساغر کی طرح ساقی کرم فرما
مری قسمت میں لکھ دے تو جواہر خانۂ مینا!



چشمِ امید نداریم ز کشتِ دگراں
دلِ ما، دانۂ ما، نالۂ ما، ریشۂ ما



کوئی امید نہیں رکھتا کسی سے ہرگز
دل مرا، دانہ مرا، نالہ مرا، ریشہ مرا!

تہی دستیم چوں ساغر، خدارا، ساقیا! رحمے

بروے قسمتِ ما بکشا درِ گنجینۂ مینا

ساقی! میں ساغر کی طرح تہی دست ہوں، رحم کر ❁ ہمارے مقدر پہ بابِ خزانۂ مینا کھول دے

ہُوں خالی ہاتھ، ساغر کی طرح، ساقی کرم فرما

مری قسمت میں لکھ دے تو جواہر خانۂ مینا!



مُفلساں را، بیدلؔ! از مشقِ خموشی چارہ نیست

تنگ دستی باز می دارد ز قلقل مینا، را

بیدلؔ! مفلسوں کو خوشی کے سوا کوئی چارہ نہیں ❁ تنگ دستی مینا کو قلقل سے باز رکھتی ہے

صِرف خاموشی ہی بیدلؔ! مُفلسوں کے بس میں ہے

نغمۂ قلقل سے جوں محروم مینائے تہی



گفتم بہ دل: زمانہ چہ دارد، ز دار و گیر؟

خندید و گفت: آنچہ نیاید بہ کارِ ما

دل سے کہا: زمانے کو اس دار و گیر سے کیا حاصل ❁ ہنسا اور کہا: یہ امر ہمارے کسی کام کا نہیں؟

دِل سے کہا: زمانہ ہے کیوں مائلِ فساد؟

ہنس کر کہا: کہ اس سے مجھے کچھ غرض نہیں

باہمہ کثرت شماری، غیر وحدت باطل است
یک یک آمد بر زباں، از صد ہزار اعداد ما

مظاہر کثرت بے شمار ہیں لیکن وحدت ہی حق ہے ❁ اعداد لاکھوں ہوں زبان پہ ایک ایک ہی آتے ہیں

چاہے کثرت ہو بہ ظاہر، غیر وحدت کچھ نہیں
ایک ایک آئیں زباں پر صد ہزار اعداد بھی

❁ ❁ ❁

از فلک بے نالہ کامِ دل نمی آید بدست
شہد خواہی؟! آتشے زن خانۂ زنبور را

بغیر فریاد فلک دل کی آرزو پوری نہیں کرتا ❁ شہد کو چھتہ جلائے بغیر شہد نہیں ملتا

کب فلک سے مطلبِ دل ہاتھ آیا بے فغاں
شہد کی خواہش اگر ہے، شہد کا چھتہ جلا!

❁ ❁ ❁

در طریقِ نفعِ خود، کس نیست محتاجِ دلیل
بے عصا راہِ دہن معلوم باشد کور را

فائدے کی راہ کے لیے کوئی رہنما کا محتاج نہیں ❁ منہ کا راستہ نابینا چھڑی کے بغیر جانتا ہے

اپنی راہِ نفع سے واقف ہیں سب بے راہبر
بے عصا معلوم، راہِ لقمہ نابینا کو ہے!

جاہل از جمعِ کتب ، صاحب معنی نشود

نسبتے نیست ، بہ شیرازہ ، سخندانے را

جاہل کتابیں جمع کرنے سے صاحبِ علم نہیں ہوتا ❁ شیرازہ بندی اور سخن شناسی میں کوئی نسبت نہیں

صاحبِ معنی نہ ہو جمعِ کتب سے کوئی

جلد سازوں کو سخن فہمی سے نسبت مشکل !



زیں دبستاں مصرعِ زُلفِ مسلسل خواندہ ایم

خامشی مشکل کہ گردد ، مقطعِ دیوانِ ما!

اس دبستاں میں مصرعِ زُلفِ مسلسل پڑھا ہے ❁ میرے دیوان کا مقطع، خاموشی ہو یہ ممکن نہیں

مصرعِ زُلفِ مسلسل اِس دبستاں میں پڑھا

خامشی مشکل کہ ہو مقطع مِرے دیوان کا



گر نالم کجا روم بیدلؔ!

شش جہت بے کسی و من تنہا!

بیدلؔ! رونے کے سوا کوئی چارہ نہیں ❁ ہر طرف بے کسی ہے اور میں اکیلا

گر نہ رووں تو کیا کروں بیدلؔ

ہر طرف بے کسی ہے مَیں تنہا

کثرت نشد محو از سازِ وحدت
ہجو خیالات از شخص تنہا

کثرت شیوۂ وحدت سے محو نہیں ہوتی ❁ ہجومِ خیالات میں تنہا شخص، تنہا نہیں ہوتا

اِسی صورت جدا وحدت سے کثرت بھی نہیں ہوتی
خیالوں میں گھرا، انسان جوں تنہا نہیں ہوتا



راست بازاں را، زحکمِ کج سرشتاں چارہ نیست
باکماں، بیدلؔ! اِطاعت لازم آمد تیر را

راست بازوں کو، کج مزاجوں کا حکم ماننا پڑتا ہے ❁ اے بیدل! تیر، کمان کی اطاعت پر مجبور ہے

ہوتے ہیں راست باز ہی محکومِ کج مزاج
لازم ہے تیر پر، کرے طاعت کمان کی!



بسملِ ما بسکہ از ذوقِ شہادت می طپد
تیغِ قاتل می شمارد، فرصتِ تکبیر را

بسمل شہید ہونے کے لیے بے تاب ہے ❁ غضب ہے کہ تیغِ قاتل آوازِ تکبیر کی منتظر ہے

جذبۂ شوقِ شہادت سے ہے بسمل بے قرار
تیغِ قاتل منتظر ہے، فرصتِ تکبیر کی!

جوہرِ تجرید، قطعِ اُلفتِ خویش است و بس

بر سرِ خود می تواں کرد ، اِمتحاں شمشیر را

حقیقتِ تجرید، خود سے قطعِ اُلفت کے سوا کچھ نہیں ❁ اپنی آرزو کا سر قلم کر کے تیری شمشیر کا امتحاں کر

بے تعلُّق خود سے ہونا ، جوہرِ تجرید ہے

کیجیے گردن پہ اپنی ، اِمتحاں شمشیر کا!



اے فغاں ! بگذرز چرخ و لامکاں تسخیر کن

چند در زیرِ سپَر کردن ،نہاں شمشیر را؟

اے فغاں! آسمان سے گزر، لامکاں تسخیر کر ❁ ورکب تک شمشیر کو ڈھال کے پیچھے چھپائے گی

نِکل! ہفت آسماں تسخیر کر ،اے آہِ مجبوراں

نیامِ سینہ پوشیدہ رکھے،شمشیر کو کب تک؟



اے جگر ہا داغ دارِ شوقِ پیکانِ شما

چاک ہاے دِل ، نیامِ تیغِ مژگانِ شما

جگر تیرے، تیروں کا نشانہ بننے کا شوق رکھتے ہیں ❁ دلوں کے چاک، تیری تیغِ مژگاں کی نیام ہیں

داغ ہیں کتنے جگر، اِک شوقِ پیکاں میں ترے

ہیں دِلوں کے چاک، تیری تیغِ مژگاں کی نیام

اَز ہجومِ اَشک بر مژگاں گُہر ہا چیدہ ایم
دَر تمنّائے نثارِ لعلِ خنداں شما

کثرتِ اشک سے مَیں نے پلکوں پر موتی چنے ہیں ❁ اس تمنا میں کہ تمہارے لب خنداں پر نثار کروں

سجائے مَیں نے پلکوں پر ہجومِ اَشک سے موتی
تمنّا ہے نچھاور ہوں، تمہارے لعلِ خنداں پر



دانا نبود از ہنرِ خویش برومند
از میوۂ خود، بہرہ مُحال است شجر، را



ہُنر نصیب کو ملتا نہیں ہنر کا صِلہ
شجر، ثمر سے نہیں ہوتا اپنے لذّت یاب!



دُرُشت خو چہ خیال است نرم گو باشد
شرار خیزی محض است، طبعِ خارا، را



دُرُشت خو سے نہ رکھ، حرفِ نرم کی اُمّید
مزاجِ سنگ، شرر کے سوا کچھ اور نہیں

بیدؔل! رہِ حمد اَز تو بصد مرحلہ دُور است

خاموش! کہ آوارۂ وہم اَند بیاں ہا!

بیدؔل! اراہِ حمد ذاتِ حق تجھ سے بہ مراحل دُور ہے ❁ خاموش کہ اُس کی شان کا بیان الفاظ میں ممکن نہیں

بہ صد مراحل ہے دُور بیدؔل! مقامِ حمدِ غفور بیدؔل!

خموشی اُس کے حضور بیدؔل! کمالِ نُطق وسخن کا حاصل!



آخر زفقر، بر سرِ دُنیا زدیم پا

خلقے بجاہ تکیہ زَد و ما زدیم پا

مَیں نے فقر سے دُنیا کو زیرِ قدم رکھا ❁ لوگ جاہ پر تکیہ کرتے ہیں، مَیں ٹھکراتا ہُوں

رکھا زیرِ قدم دُنیا کو مَیں نے فقر سے آخر

ہے تکیہ جاہ پر لوگوں کا، مَیں نے اُس کو ٹھکرایا!



مہ شُد، ہزار بار ہلال و ہلال بدر

دیدیم وَضعِ عالَمِ نقص و کمال را

ماہ ہزار بار ہلال اور ہلال بدر رہتا ہے ❁ مَیں عالَمِ نقص و کمال کی حقیقت سمجھتا ہُوں

بدر و ہلال، ماہ بنے ہے ہزار بار

مَیں جانتا ہُوں، رَمزِ زوال و کمال کو

محکومِ حرص و پاسِ مراتب چہ ممکن است

با شرم، کار نیست زبانِ سوال را

لالچی عزتِ نفس سے محروم ہوتا ہے ❁ زبانِ سوال کو شرم سے کیا کام!

لالچی محترم نہیں ہوتا

شرم آتی نہیں بھکاری کو!



طبع را فیضِ خموشی می کند معنی شکار

نیست جز دامِ تأمل، وحشیِ اندیشہ را

ذہن فیضِ خموشی سے صیدِ معانی ہوتا ہے ❁ وحشیِ خیال، دامِ تفکر ہی میں پھنستا ہے

کرتا ہے فیضِ خموشی، طبع کو معنی شکار

وحشیِ اندیشہ کو، دامِ تأمل چاہیے!



بیدلؔ! از فطرتِ ما، قصرِ معانیست بلند

پایہ وا زد و سخن از کرسیِ اندیشۂ ما

بیدلؔ! میری فکر سے قصرِ معانی وسیع ہوا ❁ میرے عرشِ خیال سے سخن کا پایہ بلند ہوا

میری فطرت سے ہُوا بیدلؔ! معانی کو عُروج

فکر سے میری سخن کا مرتبہ اعلیٰ ہُوا!

دریاے خیالیم و نمے نیست دریں جا

جُز وہم، وُجود و عدمے نیست دریں جا

جس طرح خیالی دریا میں نمی نہیں ہوتی ❁ اسی طرح یہاں وجود و عدم بھی وہم ہے

یہ زندگی ہے خیالی دریا نہیں ہے پانی کا اِس میں قطرہ

حقیقتِ ہست و بود ہر گز نہیں ہے وہم و گماں سے افضل



بر ہم نہ زَنے سلسلۂ نازِ کریماں

محتاج مُدن، بے کرمے نیست دریں جا

اہلِ کرم کے نازِ سخاوت کو برہم نہ کر ❁ تیری محتاجی بھی کریمی سے کم نہیں

تہی دستوں سے قائم ہے وَقارِ اہلِ سخاوت کا

کہ محتاجی میں بھی شانِ کریمی پائی جاتی ہے



بسعیِ ظلم، کے رفعِ مظالم می شود بیدلؔ!

بآبِ خنجر و شمشیر، نتواں کشت آتش را

بیدلؔ! مظالم سے ظلم ختم نہیں ہوتے ❁ جس طرح آبِ خنجر و شمشیر سے آگ نہیں بجھتی

مِٹانا ظلم سے ہے غیر ممکن، ظلم کو بیدلؔ!

بُجھائی ہے کسی نے آگ آبِ تیغ و خنجر سے

وضعِ خموشِ ما ، زسخن دلنشیں تر است

با تیر احتیاج نہ دارد کمانِ ما

میری خموشی، گفتگو سے زیادہ اثر رکھتی ہے ❁ یعنی میری کمان تیر کی محتاج نہیں

میرا سکوت ، حرف و صدا سے بلیغ ہے

میری کمان تیر کی محتاج تو نہیں !



لعلِ تو بحرف آمد و دادیم دِل از دست

یعنی بسوالِ تو جواب است دِلِ ما

ترے لب سے حرفِ طلب نکلتے ہی دل دے دیا ❁ اس لیے کہ ترے سوال کا جواب مرا دل ہی ہے

حرفِ طلب پہ، ہاتھ سے دل مَیں نے دے دیا

تیرے سوال کا، مرا دِل ہی جواب ہے!



صد سنگ شُد آئینہ و صد قطرہ گُہر بست

افسوس ہماں خانہ خراب است دِلِ ما

سیکڑوں پتھر اور قطرے آئینے اور موتی بن گئے ❁ حیف! مرے دلِ خانہ خراب کی حالت نہیں بدلی

قطرۂ آب اور سنگ ، گوہر و آئینہ بنے

حیف! مگر وہی رہا حال دِلِ خراب کا!

نیست اَز جیب تو بیروں، گوہرِ مقصودِ تو

بے خبر سرمی زَنے چوں موج، بر ساحل چرا؟

گوہرِ مقصود تیرے گریبان سے باہر نہیں ہے ❁ بے خبر! مثلِ موج ساحل پر سر کیوں پھوڑتا ہے

گوہرِ مقصود ہے تیرے گریباں میں نہاں

بے خبر پھر چھانتا ہے خاکِ ساحل کس لیے؟



مُشتِ خونِ خود چو گُل باید بَروئے خویش ریخت

بے اَدَب! آلودہ سازے دامنِ قاتل چرا؟

اپنا خون پھول کی طرح اپنے چہرے پہ ملتا ❁ اے بے اَدَب! دامنِ قاتل کو کیوں تھیڑا؟

مثلِ گُل چہرے پہ، اپنے خون سے غازہ لگا

بے اَدَب! کیوں دامنِ قاتل کو آلودہ کیا؟



اَبر ایں جا، می کند اَز کیسۂ دَریا کَرَم

اے تونگر بر نیارے، حاجتِ سائل چرا؟

بادل تو سمندر کی جیب سے لے کر سخاوت کرتا ہے ❁ اے غنی! تو محتاج کو اپنی جیب سے کیوں نہیں دیتا

کیسۂ دَریا سے لے کر جب کرے بادل کرم

اے تونگر! کیوں عطا کرتا نہیں سائل کو تو؟

برہمیں آبلہ، ختم است رہِ کعبہ و دَیر
کاش می کرد، کسے سیرِ مقامِ دلِ ما

راہِ کعبہ و دَیر، اِسی آبلے تک آتی ہے ❁ کاش کوئی تو میرے مقامِ دل کی سیر کرے

ختم ہے اِس آبلے ہی پر، رہِ کعبہ و دَیر
کاش کوئی تو کرے میرے مقامِ دِل کی سیر!



محکومِ حرص و پاسِ مَراتِب چہ ممکن است
با شرم کار نیست زَبانِ سوال را



محکومِ حرص و پاسِ مَراتِب؟ مُحال ہے!
آتی نہیں ہے شرم زبانِ سوال کو!



راست بازاں راز حکمِ کج سرشتاں چارہ نیست
باکماں، بیدلؔ! اِطاعت لازِم آمد تیر را



ہوتے ہَیں راست باز ہی محکومِ کج مزاج
لازِم ہے تیر پر، کرے طاعت کمان کی!

بحرفِ آمدی و زخمِ کہنہ ام نو شد
بحیرتم چہ نمک بود، گفتگوے ترا
تیری زبان سے حرف نکلتے ہی پرانا زخم تازہ ہو گیا ❁ حیران ہوں کہ تیری گفتگو میں کس قدر نمک ہے

کہا اک حرف تو نے، زخمِ کہنہ ہو گیا تازہ
خدا رکھے، نمک رکھتی ہے کتنا گفتگو تیری!

❁ ❁ ❁

بہارِ حسرتِ ما زحمتِ خزاں نکشد
شکستگی نبرد رنگِ آرزوے ترا
میری بہارِ حسرت کو خزاں کا اندیشہ نہیں ❁ تیری آرزو کا رنگ کبھی پھیکا نہیں پڑتا

بہارِ حسرتِ دل کو خزاں کا خوف نہیں
کبھی شکستہ نہ ہو تیری آرزو کا رنگ

❁ ❁ ❁

زنامِ مے، زبانم مست و بے خود، در زباں افتد
نگاہم، رنگِ مے پیدا کند از دیدنِ مینا!
مے کے نام سے میری زبان مست و بے خود ہو گئی ❁ مینا دیکھ کر میری آنکھوں میں رنگِ مے آ گیا

ذکرِ مے سے ہو گئی میری زباں سرشار و مست
ہو گئیں آنکھیں منور، دیکھ کر مینائے مے!

ما معنیِ مسلسلِ زُلفِ تو خواندہ ایم
مُشکل کہ مرگ قطع کند ، داستانِ ما
مَیں نے تری زُلفِ مسلسل کا مفہوم سمجھا ہے ❁ میری داستان کو موت بھی مختصر نہیں کر سکتی
مَیں تری زُلفِ مسلسل کا ہُوں معنی آشنا
موت بھی میری کہانی ختم کر سکتی نہیں !



اَسبابِ زندگی، ہمہ دامِ تحیُّر است
غیراَز فریب، ہیچ نباشد سراب ما
تمام اسباب زندگی دامِ تحیُّر کے سوا کچھ نہیں ❁ جس طرح سراب، فریب کے سوا کچھ نہیں
بس ایک دامِ تحیُّر ہے، زندگی کیا ہے
بس اِک فریبِ نظر ہے سراب کچھ بھی نہیں



مباش اے غنچہ و اوراقِ گُل! مغرورِ جمعیت
کہ ایں پیوستگی ہا، دَربغل دارد جدائی ہا
اے گل! پتیوں کی یکجائی پر گھمنڈ نہ کر ❁ کہ اس یکجائی میں، جدائی چھپی ہے
نہ ہو اے غنچہ اوراقِ گُل! مغرورِ جمعیت
یہی یکجائی ناداں، پیش خیمہ ہے جُدائی کا

بجُز پیشِ ما ، مخوانید ، افسانۂ فنا را

ہر کس نمی شناسد ، آوازِ آشنا را

افسانۂ فنا میرے سوا کسی کے سامنے نہ پڑھ ۞ آوازِ آشنا کو ہر شخص نہیں پہچانتا

بس میرے سامنے پڑھ، افسانۂ فنا کو

مَیں جانتا ہُوں رمزِ آوازِ آشنا کو



بیدِلؔ! آں فتنہ کہ طوفانِ قیامت دارد

غیرِ دِل نیست ،ہمیں خانہ خراب است ایں جا

بیدلؔ! وہ فتنہ جو طوفانِ قیامت رکھتا ہے ۞ اور یہاں کوئی نہیں میرا ہی دِل خانہ خراب ہے

وُہ فِتنہ کہ طوفانِ قِیامت کا اَمیں ہے

بیدلؔ! دِلِ مضطر کے سِوا کوئی نہیں ہے



الٰہی ! اَز سرِ ما ، کم نگردد سایۂ مستی

کہ بے صہبا بہ پیشانی نمُودے نیست مینارا

الٰہی مرے سر سے (ترے عشق کی) مستی کا سایہ کم نہ ۞ ہو کہ اگر مینا میں شراب نہ ہو تو وہ سجدہ نہیں کرتا

نہ کم ہو میرے سر سے سایۂ مستی کبھی یارب!

کبھی سجدہ نہ کرتا ، مَے سے گر مینا تہی ہوتا!

جوہرِ اسرارِ آباء، اَز خلف گیرَد فروغ

خوں کند روشن، چراغِ دُود مانِ زخم را

لائق خلف سے خصوصیاتِ آباء وجد کو تابانی ملتی ہے ❁ جس طرح چراغ خاندانِ زخم کو خون روشن کرتا ہے

جوہرِ آباء کو دیتا ہے وارث آب و تاب

خوں کرے رَوشن، چراغِ خاندانِ زخم کو!



بر اُمیدِ وَصل، مُشکل نیست قطعِ زندگی

شوقِ منزِل می کند نزدیک، راہِ دُور، را

وَصل کی اُمید پر زندگی گزارنا آسان ہے ❁ منزل کا شوق راہِ دُور کو نزدیک کرتا ہے

وَصل کی اُمّید پر جینا کوئی مشکل نہیں

شوقِ منزِل کرتا ہے نزدیک، راہِ دُور کو!



زندانیِ اَندوہِ تعلُّق نتواں زیست

بیدؔل! دِلت اَز ہر چہ شوَد تنگ بروں آ

معاملاتِ دُنیا میں مبتلا کر زندگی گزارنا مُشکل ہے ❁ بیدؔل اتو ہر شے سے بیزار ہے تو خود کو بھی چھوڑ

اَسیرِ اَسبابِ زیست ہو کر نہیں ہے آسان زیست کرنا

اگر ہے دُنیا سے تنگ بیدؔل! تو بے نیازِ جہان ہو جا

نزاکت ہاست، دَر آغوشِ مینا خانۂ حیرت

مِژہ برہم مزن تا نشکنی رنگِ تماشا را

مینا خانۂ حیرت اپنے اندر بہت نزاکتیں رکھتا ہے ❁ پلک نہ جھپکاؤ ایسا نہ ہو کہ منظر بدل جائے

نہ جھپکاؤ پلک ایسا نہ ہو منظر بدل جائے

کہ ہے نازک بہت آغوشِ مینا خانۂ حیرت

❁❁❁

زخمِ تیغش، بدل از داغ مُقدّم باشد

پایہ از چشم بُلند است، خمِ ابرُو، را

تیغ ابرُو نے آنکھ سے پہلے دل کو زخمی کیا ❁ اس لیے خمِ ابرُو کا رُتبہ آنکھ سے بلند ہے

داغ سے پہلے یہ دِل، زخمیِ شمشیر ہُوا

مرتبہ چشم سے بالا ہے خمِ ابرُو کا!

❁❁❁

زندگی تا کہ ہلاکِ کعبہ و دَیرَت کند

بہہ کہ از دوش افگنے ایں جامۂ اِحرام را

زندگی کب تک تیرے کعبہ وبُت خانہ کی اسیر ہے ❁ بہتر ہے کہ اس جامۂ احرام کو اُتار دیا جائے

زندگی کب تک ہلاکِ کعبہ و بُت خانہ ہو

ترک کرنا چاہیے اِس جامۂ احرام کو!

عرضِ مطلب دیگر و اظہارِ صنعت دیگر است

بیدلؔ! از آئینہ نتواں ساخت وَضعِ جام را

عرضِ مطلب اور آرائشِ کلام میں فرق ہے ❁ بیدلؔ! آئینہ جام کی وضع اپنا نہیں کر سکتا

عرضِ مطلب صنعتِ اظہار سے ممتاز ہے

آئینہ بیدلؔ! نہ پہنچے گا مقامِ جام تک!

❁ ❁ ❁

آخر زفقر ، بر سرِ دُنیا زدیم پا

خلقے بجاہ تکیہ زَد و ما زدیم پا

❁

رکھا زیرِ قدم دُنیا کو مَیں نے فقر سے آخر

بے تکیہ جاہ پر لوگوں کا مَیں نے اُس کو ٹھکرایا

❁

مہ شُد، ہزار بار ہلال و ہلال بدر

دیدیم وَضعِ عالَمِ نقص و کمال را

❁

بدر و ہلال، ماہ بنے ہے ہزار بار

مَیں جانتا ہُوں رمزِ زوال و کمال کو!

جنونِ ناتواناں را ، خموشی می دہد شہرت
کہ غیر از بُو صدائے نیست زنجیرِ رگِ گُل را
خموشی کمزوروں کے جنوں کو مشہور کرتی ہے ❁ جس طرح زنجیرِ رگِ گُل کی آواز خوشبو ہے

جنونِ ناتواناں کو ، خموشی سے ملی شہرت
کہ زنجیرِ رگِ گُل کی صدا کیا ہے بجز خوشبو !



علاجِ زخمِ دِل از گریہ ، گے ممکن بود بیدلؔ !
بشبنم بخیہ نتواں کرد ، چاکِ دامنِ گُل را
بیدلؔ ! زخمِ دل کا علاج رونے سے نہیں ہوتا ❁ جس طرح چاکِ دامنِ گُل ، شبنم سے نہیں سِلتا

علاجِ زخمِ دِل رونے سے ، بیدلؔ ! غیر ممکن ہے
رَفو ، شبنم سے چاکِ دامنِ گُل ہو نہیں سکتا !



مَرا اَز پیچ و تابِ گرد باد، ایں نکتہ رَوشن شُد

کہ دَر راہِ طلب، معراجِ دامانست چیدنہا

مجھ پر بگولے کی بے تابی سے یہ نکتہ رَوشن ہُوا ❁ کہ اس کے دامن تک پہنچنا معراجِ طلب ہے

بگولے کی تڑپ سے مجھ پہ یہ نکتہ ہُوا رَوشن

کہ معراجِ طلب سمجھو، پہنچنا اُس کے دامن تک!



مجاز اَندیشیت ، فہمِ حقیقت را نمی شاید

مُحال است ایں کہ حق اَز عالمِ باطل شَوَد پیدا

تیری مجاز اَندیشی ، حقیقت کو نہ سمجھے گی ❁ یہ مُحال ہے کہ باطل سے حق پیدا ہو

مجاز اَندیشہ، کب فہمِ حقیقت تک پہنچتا ہے

یہ ممکن ہی نہیں، حق عالمِ باطل سے پیدا ہو!



رنگِ شکستہ ، آئینۂ بے خودی بس است

یارب! زَبانِ ما ، نشَوَد ترجُمانِ ما

اُڑا ہُوا رنگ میری بے خودی کا آئینہ دار ہے ❁ الٰہی! مری زَبان عرضِ حال نہ کرے

رنگِ پریدہ ، آئینۂ بے خودی رہے

یارب! مری زَبان مری ترجُماں نہ ہو!

خورشید ز ظلمت کدۂ سایہ برُون است

تا کے ز حُدُوث، آئینہ سازید قِدَم را

سورج سایے کے اندھیرے سے باہر ہے ❁ قدیم کب تک، حادث کو آئینہ بنائے

ظلمت کدۂ سایہ سے، خورشید ہے باہر

ممکن نہیں، حادِث سے قِدَم جلوہ نُما ہو!



❁ ردیف "ب" ❁

دیدہ محدودِ ادراک آغوشِ خیالت عاجز است

ذرہ کے یابد کنارِ بحر و ژرفِ آفتاب

آنکھ تیری وسعتِ خیال کا احاطہ کرنے سے عاجز ہے ❁ ذرہ آفتاب کی گہرائی اور کنارہ کیسے پا سکتا ہے

آنکھ ہے عاجز تری پہنائی کے ادراک سے

ذرہ پا سکتا نہیں، عمق و کنارِ آفتاب!



امتیازِ جزو و کل، در عالمِ تحقیق نیست

ہیچ نتواں کرد از خورشیدِ تاباں انتخاب

عالمِ تحقیق میں امتیازِ جزو و کل نہیں ہے ❁ چمکتا ہوا سورج سر سے پا انتخاب ہے

عالمِ تحقیق میں تفریقِ جزو و کل نہیں

جس طرح خورشیدِ تاباں ہے سراپا انتخاب!



ہر صفحہ کہ وصفِ جمالت رقم زند

از رشتۂ شعاع، کشد مسطر آفتاب

جس ورق پر تیرے حسن کی تعریف رقم کی جائے ❁ اس پر آفتاب کرنوں سے سطریں کھینچتا ہے

تحریر جس ورق پہ قصیدہ ترا کریں

کرنوں سے اُس پہ سطریں بناتا ہے آفتاب

بزمِ امکاں رالو و، غوغائے مستی تا بکے؟
چند خواہد بود آخر، جوش یک مینا شراب؟
دُنیا میں کہاں تک ہنگامۂ مستی رہے گا ❁ آخر ایک مینائے شراب کب تک پُر جوش رہے
بزمِ عالم میں رہے گا شورِ مستی کب تلک؟
کسقدر جوشاں رہے گی ایک مینا بھر شراب



مُعجزہ خوبی نگر بیدؔل! کہ ہنگامِ سخن
لعلِ خاموشش، کشید از غنچہ گوہر گلاب
بیدؔل! مُعجزہ تو دیکھو کہ گفتگو کرتے ہوئے ❁ اس کا عقیقِ خوش غنچہ گوہر سے گلاب کھینچتا ہے
مُعجزہ تو دیکھ بیدؔل! یعنی ہنگامِ سخن
لعلِ خاموشِ صنم، گوہر سے کھینچے ہے گلاب



معنیٰ بغیرِ لفظ ، مُصوّر نمی شود
اُفتادہ است کارِ دِل و دیدہ بانقاب
معنیٰ لفظ کے بغیر نمایاں نہیں ہوتے ❁ کارِ دل و دیدہ، نقاب کے پنجے میں ہے
نُمایاں ہوتے ہیں ملبوسِ لفظ میں معنیٰ
زمامِ دیدہ و دِل، پنجۂ نقاب میں ہے

اَز شرمِ رُو سیاہیِ اَعمالِ زِشتِ خویش

بر رُخ کشیدہ ایم ز دَستِ دُعا نِقاب

اپنے اَعمالِ بد کی سیاہی سے شرمندہ ہو کر ❁ دستِ دُعا سے ، اپنے چہرے کو چھپاتا ہوں

شرما کے رُو سیاہیِ اَعمالِ زِشت سے

دَست دُعا کو کرتا ہُوں ، چہرے کی مَیں نِقاب



اہلِ کمال ، خِفّتِ نُقصاں نمی کشَد

مُشکل کہ ہم چوں ماہ ، شوَد لاغر آفتاب

اہلِ کمال نقصان کی شرمندگی نہیں اُٹھاتے ❁ مشکل ہے کہ چاند کی طرح سورج گھٹے

اہلِ کمال ، خِفّتِ نُقصاں سے بے نیاز

لاغر مِثالِ ماہ ، نہیں ہوتا آفتاب!



ہر صبح چاک ، پیرَہنِ تازہ می کنَد

یارب! بدَستِ کیست؟ گرِیبانِ آفتاب

ہر صبح تازہ پیرَہن چاک کرتا ہے ❁ یارب! آفتاب کا گریبان کس کے ہاتھ ہے

کرتا ہے کون؟ پیرَہنِ تازہ روز چاک

یارب! ہے کس کے ہاتھ، گرِیبانِ آفتاب!

کمال داشت اِشارت کہ سرکشی تا چند
بجیب بحر رُجوع آورند، موج و حُباب

کب تک سرکشی کرے گا، اس بلیغ اشارے کو سمجھ ❁ کہ موج و حباب، دریا ہی کی طرف پلٹتے ہیں

غضب کا ہے یہ اِشارہ کہ سرکشی کب تک
حُباب و موج، پلٹتے ہیں، جانبِ دریا!



بسعی ظلم، کے رَفعِ مظالم می شود بیدلؔ!
بآبِ خنجر و شمشیر، نتواں کشت آتش را



مِٹانا ظلم سے ہے غیر ممکن، ظلم کو بیدلؔ!
بُجھائی ہے کسی نے آگ آبِ تیغ و خنجر سے؟



وَضعِ خموشِ ما، زِسخن دِلنشیں تر است
با تیر اِحتیاج نہ دارَد کمانِ ما



میرا سکوت، حرف و صدا سے بلیغ ہے
میری کمان تیر کی محتاج تو نہیں!

❁ ردیف ''ت'' ❁

عمر یست ، سُراغِ دلِ گُم گشتہ ندارم

یارب! بکجا ایں ورق از دفترِ من ریخت

عمر گزر گئی، دلِ گم شدہ کا سُراغ نہیں ملا ❁ یارب! کتابِ زندگی کا یہ ورق کہاں گر گیا؟

اک عُمر سے، تلاشِ دلِ گُم شدہ میں ہُوں

یارب! کتابِ زیست کا صفحہ کہاں گیا؟

❁❁❁

بہرزہ بال مفشاں دریں چمن بیدؔل!

کہ ہر طرف نگرے، جُز قفس درِ وا نیست

بیدؔل! چمن سے اڑنے کی بیہودہ کوشش نہ کر ❁ دیکھ جز درِ قفس کے کوئی در کھلا نہیں ہے

کوششِ پرواز بیدؔل! اِس چمن میں بے ثمر

باب ہیں سب ہی مُقفّل، بابِ زنداں کے سوا!

❁❁❁

مُو بمُویم چشمۂ برقِ تجلّیِ ہائے اُوست

طور اگر آتش فروزد، کرمِ شب تابِ من است

میرا بال بال اس کی تجلیوں سے منوّر ہے ❁ طور کی آتش افروزی جگنو سے بھی کم ہے

ہے اُس کے جلوؤں سے رَوشن رُواں رُواں میرا

بس ایک کرمکِ شب تاب طور میرے لیے

غنچۂ دل چوں حباب از خامشی دارد ثبات
خانۂ مارا، بجز پاسِ نفس دیوار نیست!

ثباتِ غنچۂ دل، مثلِ حباب سکوت پر منحصر ہے ❁ سانس کی پاسداری ہی مرے گھر کی دیوار ہے

ہے ثباتِ غنچۂ دل، خامشی، مثلِ حباب
میرا گھر محکم ہے بس اک سانس کی دیوار سے!



حُسن را، بے عرقِ شرم، طراوت نبود
گلِ کاغذ بہ ازاں گل کہ برآں شبنم نیست

حُسن عرقِ شرم سے تر و تازہ رہتا ہے ❁ پھول پر شبنم نہ ہو تو کاغذ کا پھول اچھا

حُسن میں بے عرقِ شرم طراوت نہ رہے
گلِ بے شبنم و بُو سے، گلِ کاغذ بہتر!



چوں سایہ باش یک قلم، آئینۂ نیاز
آں را کہ سجدہ جُزوِ بدن نیست، بندہ نیست!

سائے کی طرح سرتا پا، نیاز مند ہو جا ❁ سجدے کو جُزوِ بدن کیے بغیر بندگی ممکن نہیں

مانندِ سایہ سر بسر ہو جا نیاز مند
گر سجدہ ہو نہ جُزوِ بدن، بندگی نہیں!

چوں رنگ عیاں نیست کہ ایں ہستیِ موہوم

آمد! ز کجا آمد و گر رفت کجا رفت؟

مثالِ رنگ معلوم نہیں کہ یہ موہوم ہستی ❁ کہاں سے آئی ہے اور کہاں جاتی ہے

مثالِ رنگ کسی کو خبر نہیں کہ حیات

یہ آئی ہے تو کہاں سے؟ اگر گئی تو کہاں؟



دستِ گُل دامنِ بُوے نتوانست گرفت

رفت گیرائی ازاں پنجہ کہ در بندِ حناست

پھول کا ہاتھ اپنی خوشبو پر گرفت نہیں رکھتا ❁ اُس ہاتھ میں گرفت نہیں رہتی جو حنا بند ہو

تو، پھول دامنِ خوشبو کو کس طرح تھامے؟

لگی ہو ہاتھ میں مہندی، گرفت مشکل ہے!



بیدلؔ! دلیلِ مقصدِ عزّت تواضع است

زیں جادہ ماہِ نو، بجہانِ کمال رفت

بیدلؔ! انکسار منزلِ عزّت کا رہنما ہے ❁ ماہِ نو اسی راہ سے کمال تک پہنچا ہے

بیدلؔ! تواضع مسندِ عزّت کی رہنما

اِس راہ سے ہلال کو حاصل ہُوا کمال!



عجز و غرورِ خلق، گر آید بامتحاں

پرواز ہائے ذرّہ زگردُوں زیادہ است

لوگوں کے انکسار و غرور کا امتحان کیا جائے ❁ تو ظاہر ہو کہ ذرّہ زیادہ فلک پرواز ہے

عجز و غرورِ خلق کا کچھ مقابلہ

اور دیکھیے کہ ذرّہ ہی گردُوں نصیب ہے



زاں خوشہ کہ میناگریِ باغِ عنب داشت

ہر دانہ، پری خانۂ بازارِ حلبؔ داشت



وہ خوشہ جو باغِ انگور کو مینا خانہ بنا دیتا ہے ❁ اس کے ہر دانے کو رشکِ بازارِ حلبؔ کہنا بجا ہے

وہ خوشہ کہ ہے میناگرِ دُخترِ انگور

صد رشکِ پری خانۂ بازارِ حلبؔ ہے!

زگریہ سیری چشمِ پُر آب دُشوار است

خیالِ دامنِ خشک از سحاب دُشوار است

روتے سے چشمِ پُر آب سیر نہیں ہوتی ❁ پانی سے بھری گھٹا خشک ہو یہ دُشوار ہے

چشمِ پُر آب نہ ہو سیر کبھی رونے سے

خشک ہو دامنِ اَبر، بات یہ ممکن ہی نہیں

❁ ❁ ❁

حذر! ز راہِ محبت کہ پُر خطرناک است

تو مُشتِ خارِ ضعیفے و شُعلہ بے باک است

راہِ محبت بہت خطرناک ہے، اجتناب کر ❁ تو مُشتِ خار و خس ہے، شُعلۂ عشق بے باک

حذر! کہ راہِ محبت ہے پُر خطر بے حد

تو خارِ خشک کی مانند، شُعلہ سرکش ہے!

❁ ❁ ❁

بے عشق مُحال است بوَد رَونقِ ہستی

بے جلوۂ خورشید، جہاں نامہ سیاہ ہست

مُحال ہے کہ زندگی بے عشق با رَونق ہو ❁ جلوۂ خورشید نہ ہو تو دُنیا تاریک ہو جائے

زندگی بے عشق با رَونق ہو، ناممکن ہے یہ

یہ جہاں رَوشن ہو بے خورشید، ہو سکتا نہیں!

بیدلؔ آں شُعلہ کز و بزمِ چراغاں گرم است
یک حقیقت بہزار آیینہ تاباں شُدہ است

بیدل! او شُعلہ کہ باعثِ جشنِ چراغاں ہے ❁ ایک حقیقت جس نے ہزار آئینوں کو صیقل کیا

بیدلؔ اک شُعلے سے ہے بزمِ چراغاں کی نُمود
اک حقیقت ہے کہ ہے روشن گرِ صد آئینہ!



ہر حرف کہ آید بلبم، نامِ تو باشد
از نسخۂ ہستی ، سبقِ یادِ من اینست

مرے لب پہ ہر حرف ترا نام بن جاتا ہے ❁ کہ صفحۂ دُنیا میں یہی لفظ ناقابلِ فراموش ہے

بن جاتا ہے ہر حرف مرے لب پہ ترا نام
اِس نسخۂ ہستی کا سبق یاد یہی ہے



بیدلؔ! آں فتنہ کہ طوفانِ قیامت دارد
غیرِ دِل نیست ہمیں خانہ خراب است ایں جا



وُہ فتنہ کہ طوفانِ قیامت کا امیں ہے
بیدلؔ! دِلِ مضطر کے سِوا کوئی نہیں ہے

صد سنگ شد آئینہ وصد قطرہ گہر بست

افسوس ہماں خانہ خراب است دِلِ ما



قطرۂ آب اور سنگ، گوہر و آئینہ بنے

حیف! مگر وُہی رہا حالِ دِلِ خراب کا!



بگذر زغِنا تا نشوی دُشمنِ احباب

اوّل سَبقِ حاصلِ زَر، ترکِ سلام است

دولت کو ٹھکرا کہ دُشمنِ احباب نہ ہو جائے ❁ تو نگر ہونا دوستوں سے لاتعلّق کر دیتا ہے

امیری سے گزر، گر اُلفتِ احباب رکھتا ہے

سبق پہلا کتابِ زَر کا ہے ترکِ رواداری



بے جوھرے اَز ہرزہ درائیست زباں را

تیغے کہ بزنگار فرو رَفت نیام است

ہرزہ گو زبان جوہرِ تاثیر سے محروم رہتی ہ ❁ زنگ آلود تلوار نیام سے زیادہ نہیں!

زبانِ ہرزہ سرا میں اثر نہیں رہتا

کہ تیغ میں نہ ہو بُرِش، تو کہہ نیام اُسے

برلبِ اظہار، بیدلؔ! مُہرِ خاموشی است لیک

سینۂ ماچوں خُمِ مے، گرمِ جوشِ یارب! است

بیدلؔ! میرے لب پر مُہرِ خموشی لگی ہے مگر ❁ مثلِ خُمِ مے سینے میں فغانِ یارب جوش زن ہے

مُہرِ خاموشی ہے بیدلؔ! گو لبِ اظہار پر

دل میں لیکن شورشِ یارب! بپا ہے روز و شب!



نقدِ گردُوں نیست غیرا ز اعتباراتِ خیال

چوں حباب ایں کاسۂ وہم، از ہوا بالیدن است

جیسے آسماں صرف مفروضات سے پُر ہے ❁ مثلِ حباب یہ پیالۂ وہم، ہوا سے قائم ہے

بھرا ہے صرف مفروضات سے یہ کیسۂ گردُوں

پیالہ وہم کا مثلِ حبابِ بے حقیقت ہے



برگ و سازم جُو ہجومِ گریۂ بے تاب نیست

خانۂ چشمے کہ من دارم کم از گرداب نیست

میرے پاس ہجومِ گریہ کے سوا کچھ نہیں ❁ میں جو آنکھ رکھتا ہوں بھنور سے کم نہیں

جُز ہجومِ گریۂ بیتاب کچھ رکھتا نہیں

آنکھ میری درحقیقت اک بھنور سے کم نہیں

زاختلاطِ سخت رُویاں، کینہ جولاں می کند
سنگ و آہن تا بہم ناید شرر بیتاب نیست

سخت مزاجوں کے ملنے سے کینہ راہ پاتا ہے ❁ پتھر اور لوہا نہ ٹکرائیں تو چنگاری نہ نکلے

اختلاطِ بد مزاجاں سے فروغِ کینہ ہے
ہوں نہ باہم سنگ و آہن، تو شرر پیدا نہ ہو!



اَز ہوا، بر پاست بیدلؔ! خانۂ وہمِ حباب
دَر لباسِ ہستیِ ما، جُز نفس یک تار نیست

بیدلؔ! خانۂ حباب کی بنیاد ہوا پر قائم ہے ❁ لباسِ زندگی میں صرف سانس کا اک تار ہے

بیدلؔ! مکاں حباب کا قائم ہوا پہ ہے
اک رشتۂ نفس سے بُنا ہے لباسِ زیست!



یاس تمہید است، ایں اُمّید ہا، ہشیار باش
ہر قدر عرضِ اَمل باشد، فرصت با کم است

اُمیدوں کا انجام اکثر یاس ہوتا ہے ❁ وقت اتنا نہیں ہے، جتنی تمنائیں ہیں!

یہ اُمّیدیں یاس کی تمہیدہیں محتاط رہ
ہیں تمنائیں زیادہ اور ہے محدود وقت

اے عدم پرورده! لافِ ہستیت جاے حیاست

بے نشانے را، نشاں فہمیدئی، تیرِ خطاست

اے سراپا عدم! تو دعویِ ہستی سے شرم کر ❁ ذاتِ بے نشان وجودِ حقیقی کا ادراک ممکن نہیں

اے عدم پرورده! اپنی ذات پر نازاں نہ ہو

ماورائے فہمِ انساں ہے وہ ذاتِ بے نشاں!



طبعِ آزاد از خراشِ جسم دارد انبساط

زخمہ تا بر تار می آید صدا بالیده است

ذرا پریشانیوں سے شاد ہوتے ہیں ❁ تار پر ضرب لگتی ہے تو نغمہ نکلتا ہے

طبعِ آزاد امتحاں سے اور بھی مسرور ہو

چوٹ سے مضراب کی نغمہ صدا پیدا کرے!



اشک یک لحظہ بمژگاں بار است

فرصتِ عمر ہمیں مقدار است

اشک پل بھر پلکوں پر بوجھ بنتے ہیں ❁ زندگی بھی اتنی دیر کی مہمان ہوتی ہے

جیسے اک لحظہ مژگاں پہ آنسو رہیں

فرصتِ عمر اس سے زیادہ نہیں!

ہم چو آیینہ اگر صاف شوی

ہمہ جا ، انجمنِ دیدار است

دل کو بشلِ آئینہ رکھ تو نظر آئے گا ❁ کہ ہر جگہ انجمنِ دیدارِ حق ہے

مثلِ آئینہ ، رہو گر روشن

ہر جگہ دید کے امکان بہت

❁❁❁

راحتِ جاویدِ فقر ، از جاہ نتواں یافتن

خاکِ ساحل قیمتِ خود گر شناسد گوہر است

فقر کی راحتِ جاوید ، جاہ سے حاصل نہ ہو ❁ ریگِ ساحل اپنی قیمت پہچانے تو گہر ہے

بے نیازی راحتِ جاوید کی بُنیاد ہے

ریگِ ساحل اپنے جوھر میں نہیں گوھر سے کم

❁❁❁

دَر نیامِ ہر نفس ، تیغِ دو دَم خوابیدہ است

چوں سحر دَر قطعِ ہستی ، خنجرے در کار نیست

ہر سانس کی نیام میں تیغِ دودم خوابیدہ ہے ❁ جیسے سحر کو ہستیِ شب قطع کرنے کو خنجر درکار نہیں

گویا ہر اک سانس میں تیغِ دو دَم پوشیدہ ہے

جوں سحر ، قطعِ نفس کو حاجت خنجر نہیں

جنسِ ما، با ایں کسادے، قیمتی فہمیدہ است

ویں حباب پوچ خود را با گہر سنجیدہ است

میری جنس باوجود کساد کے، قیمتی گنی جاتی ہے ❁ یہ حباب پوچ، خود کو موتی کے برابر سمجھتا ہے

مَیں اِس مندی کے عالم میں بھی جنسِ قیمتی ٹھہرا

حَبابِ پوچ خود کو گوہرِ نادر سمجھتا ہے

❁ ❁ ❁

اَوجِ دَولت سِفلہ طبعاں را، دو، رُوزے بیش نیست

خاک اگر اِمروز بر چرخ است، فردا زیرِ پاست!

کم ظرفوں کا اِقتدار کچھ دن ہی رہتا ہے ❁ خاک آج آسمان پر ہے، کل پاؤں تلے ہوگی

اِقتدارِ سِفلہ طبعاں، دائمی ہوتا نہیں

آسماں پر خاک ہے جو، زیرِ پا آجائے گی!

❁ ❁ ❁

دیدہ، دَر اِدراکِ آغوشِ خیالت عاجز است

ذرّہ کے یابد کنارِ بحر و ژرفِ آفتاب

❁

آنکھ ہے عاجز تری پہنائی کے اِدراک سے

ذرّہ پا سکتا نہیں، عُمق و کنارِ آفتاب!

اِمتیازِ جُزو و کُل، دَر عالمِ تحقیق نیست
ہیچ نتواں کرد اَز خورشیدِ تاباں اِنتخاب

❁

عالَمِ تحقیق میں تفریقِ جُزو و کُل نہیں
جس طرح خورشیدِ تاباں ہے سراپا اِنتخاب!

❁ ❁ ❁

نَفَسِ بُلھوساں، بر دلِ رَوشن تیغ است
شمعِ اَفروختہ را، جُنبشِ دامن تیغ است

بُلھوسوں کا سانس، دلِ رَوشن پر کارِ تیغ کرتا ہے ❁ شمعِ رَوشن کو دامن کی ہَوا، پیامِ موت ہے

بُلھوس کا سانس ہے، رَوشن دِلوں کو مثلِ تیغ
جُنبشِ دامن ہے جیسے شمع کو پیغامِ مرگ!

❁ ❁ ❁

کجا رویم کہ سرِ منزلے بدَست آریم
چو خطِ دایرہ، انجامِ ما، ہم آغاز است

کہاں جاؤں کہ منزل کا نشاں ہاتھ آئے ❁ دائرے کی طرح میرا انجام، آغاز بھی ہے

تلاشِ منزلِ مقصود میں کہاں جاؤں؟
''نہ اِبتدا کی خبر ہے، نہ اِنتہا معلوم!''

آسی بدایونی

نسیمِ گُل بخموشی ، ترانہ پرداز است
کہ موجِ رنگِ گلِ ایں چمن ، رگِ ساز است

نسیمِ گُل خموشی سے ترانہ تخلیق کر رہی ہے ❁ موجِ رنگِ چمن اس کے ساز کا تار و نغمہ ہے

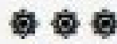
نسیمِ گُل کی خموشی ہی ، نغمہ پرور ہے
کہ موجِ رنگِ چمن ، تارِ سازِ نغمہ ہے !



بحُسنِ خُلق خوباں دل شکار اند
کمانِ شاخِ گُل ، نکہت خدنگ است

حسین اپنے حُسنِ اخلاق سے دل اسیر کرتے ہیں ❁ جیسے شاخِ گُل کی کمان کا تیر، خوشبوئے گُل ہے

حُسنِ خُلق سے خوباں ، دل شکار کرتے ہیں
شاخِ گُل کے ترکش کا ، تیر نکہتِ گُل ہے !



چوں شیشۂ ساعت ، بفسوں خانۂ گردُوں
زیرِ قدم آں خاک نیابے کہ بسر است

ریت گھڑی کی طرح دُنیا کے جادو خانے میں ❁ وہ خاک نہیں ہے ، جو زیرِ قدم ہو اور سر پر نہ آئے

ہاں ! شیشۂ ساعت کی طرح دیکھنا اک دن
آئے گی یہی سر پہ ، جو ہے زیرِ قدم خاک !

معیارِ برومندیِ ایں باغ گرفتیم

سرہا،بسرِ دار رسیدہ است ،ثمر نیست

اس باغ کے پھلنے کا انداز میں سمجھ گیا ہوں ❁ اس میں شاخوں پر ثمر نہیں ، سر لٹکتے ہیں

یہ باغ اِس طرح پھلتا ہے، جہاں تک مَیں نے سمجھا ہے

یہ سر جو دار پہ لٹکے ہیں، اِن کو ہی ثمر جانو!



غافل مشو اے بے خبر، اَز شورشِ ایں بحر

آمد شُدِ اَمواجِ نفس، مرگ پیام است

اے بے خبر! بحرِ زندگی کی شورش سے غافل نہ رہو ❁ سانسوں کا تموّج ہی ، پیامِ مرگ ہے

شورشِ دریاے ہستی سے کبھی غافل نہ ہو

یعنی ،اَمواجِ نفس ہی موت کا پیغام ہیں!



اِحتیاجِ ما ، سماجت پیشۂ اِظہار نیست

آنچہ ماگم کردہ ایم اَز عرضِ مطلب، مطلب است

میری غیرت ، اظہارِ احتیاج پسند نہیں کرتی ❁ میں اپنی طلب ظاہر نہ کرسکوں، یہی چاہتا ہوں

اپنی محتاجی کا چرچا ، میری غیرت کے خلاف

اے خوشا!اِس باب میں میری زَباں خاموش ہے!

سپہر حسرتِ پروازِ نالہ اَم دارد
زشوقِ تیرِ من، آغوشِ ایں کماں خالیست
آسماں کو حسرت ہے کہ میرا نالہ پرواز کرے ❁ میرے شوقِ تیر میں، کمان کی آغوش خالی ہے
آسماں حسرت یہ رکھتا ہے کہ مَیں نالہ کروں
میرے شوقِ تیر میں، خالی ہے کب سے یہ کماں!



گوہرِ اُمید ما قعرِ توکّل کرد ساز
کشتیِ تدبیر دَر موجِ رضا اُفتادہ است
گوہر اُمید نے توکّل کی گہرائی اختیار کی ❁ میری کشتیِ تدبیر اب خدا کے حوالے ہے
گوہرِ اُمید ہے قعرِ توکّل میں مُقیم
کشتیِ تدبیر اب تیری رضا پر منحصر



دَر قیدِ جسم، سازِ سلامت چہ ممکن است
ایں خاک سخت تشنۂ آبِ بقاے ماست
جسم کی قید میں ہمیشہ رہنا ممکن نہیں ❁ یہ خاک آبِ بقا کی بہت پیاسی ہے
گر قیدِ جسم ہو تو خیالِ بقا مُحال
اِس خاک کو فنا ہی بقا کا مقام ہے

جانِ پاک از قیدِ تن، بیدلؔ ندامت می کشد

گنج را، جُو خاک بر سر کردنِ ویرانہ نیست

بیدلؔ! روح طاہر کو قیدِ جسم سے وحشت ہوتی ہے ❁ خزانہ ویرانے ہی میں خود کو محفوظ سمجھتا ہے

قیدِ تن سے روح طاہر کرتی ہے بیدلؔ! نفور

اِس خزانے لیے ہے خاکِ ویرانہ ہی خوب!



شُد حاجتِ ماپردہ بر اندازِ عنایت

سائل ہمہ جا، آئینۂ رازِ کریم است

میری ضرورت تیری سخاوت کو نمایاں کرتی ہے ❁ سائل ہر جگہ رازِ کریم کا آئینہ ہے

میری غرض نے تیرے کرم کو کیا ہے فاش

آئینۂ کریم ہے سائل بہ ہر مقام



بیدلؔ! ز جگر سوختگی چارہ ندارم

با داغ مرا لالہ صفت، عہدِ قدیم است

بیدلؔ! جگر کی تپش کا کوئی علاج نہیں ❁ داغ سے لالہ کی طرح میرا قدیم تعلق ہے

نہیں ممکن علاجِ سوزشِ زخمِ جگر بیدلؔ!

گُلِ لالہ سے میرے داغ کا رشتہ پُرانا ہے

مائیم و پاسبانِی خلوت سرائے چشم
بیرُوں رَوائے نگاہ کہ ایں خوابگاہِ اُوست
مَیں خلوت سرائے چشم کی نگہداری میں محو ہوں ❁ اے نگاہ تو بھی باہر جا کہ یہ خوابگاہِ محبوب ہے
مَیں اور پاسبانِی خلوت سرائے چشم
باہر جائے نگاہ! یہ ہے اُس کی خوابگاہ!

❁ ❁ ❁

غیرِ مستی ہر چہ دارد، ایں چمن دردِ سر است
خوابِ راحت جُز بزیرِ سایہ ہائے تاک نیست
اس چمن میں مستی کے سوا سب دردِ سر ہے ❁ پُر سکون، نیند صرف سایۂ تاک میں آتی ہے
اِس چمن میں ایک مستی کے سِوا، سب دردِ سر
خوابِ راحت بس یہاں انگور کے سائے میں ہے

❁ ❁ ❁

اَوجِ دَولت سِفلہ طبعاں را، دو، رُوزے بیش نیست
خاک اگر اِمروز بر چرخ است، فردا زیرِ پاست!

❁

اِقتِدارِ سِفلہ طبعاں ، دائمی ہوتا نہیں
آسماں پر خاک ہے جو، زیرِ پا آجائے گی!

از ہوا، بر پاست بیدلؔ! خانۂ وہمِ حباب
در لباسِ ہستیِ ما، جز نفس یک تار نیست



بیدلؔ! مکاں حباب کا قائم ہوا پہ ہے
اک رشتۂ نفس سے بُنا ہے لباسِ زیست!



بر عیبِ خلق، خوردہ نگیرند محرماں
اے بے خبر من و تو خدا نیست بندہ است

لوگوں کے عیوب پر محرمانِ راز نکتہ چینی نہیں کرتے ❁ اے بے خبر! میں اور تو خدا نہیں، بندہ ہیں

لوگوں کے عیب فاش نہیں کرتے راز دار
اے بے خبر! ہیں عبد، خدا تو نہیں ہیں ہم



فنا مثالم و آئینۂ بقا اینجاست
کجا روم ز درِ دل کہ مدعا اینجاست

فنا کی مثل ہوں میں اور یہ جائے دوام ہے ❁ درِ دل سے کہاں جاؤں یہاں قیام میرا مدعا ہے

فنا مثال ہوں، آئینۂ بقا ہے یہاں
کہاں میں جاؤں درِ دل سے مدعا ہے یہاں

در بحرِ احتیاج کہ موجش طپیدن است

آسایشے کہ داشت، لبِ بے سوال داشت

بحرِ احتیاج کی موج بے قرار ہے ❁ آرام سے بحرف لب بے سوال ہے

ہے بحرِ احتیاج میں موجوں کو اضطراب

راحت نصیب، حرفِ لبِ بے سوال ہے

❁ ❁ ❁

غافل ز شکستِ دلِ عاشق نتواں بود

معموریِ امکاں بہ ہمیں خانہ خراب است

عاشق کے ٹوٹے ہوئے دل سے بے پروا نہ رہو ❁ یہ دُنیا اسی خانہ خراب سے آباد ہے

رکھنا خیال عاشقِ دل غم نصیب کا

معمور ہے جہاں اِسی خانہ خراب سے

❁ ❁ ❁

فیضِ معنی در خورِ تعلیمِ ہر بے مغز نیست

نشہ را، چوں بادہ، نتواں در دلِ پیمانہ ریخت

اہلِ معنی ہر بے مغز کو لائقِ تعلیم نہیں گردانتے ❁ ساغر میں مے اُترتی ہے نشہ دلِ ساغر میں نہیں اُترتا

بابِ عقل و معرفت کھلتے نہیں بے مغز پر

مے لکھی ہے بختِ پیمانے میں سرشاری نہیں

زاہد تُو ہم، برافروزِ شمعِ غرورِ طاعت

رحمت دریں شبستاں، پروانۂ گناہست

زاہد تُو بھی اپنی شمعِ غرور اطاعت جلائے رکھ ❁ اس شبستاں میں رحمت پروانۂ شمعِ گناہ ہے

زاہد جلا تُو اپنی شمعِ غرورِ طاعت

ہے عاصیوں پہ عاشق، پروانہ وار رحمت!

❁❁❁

مُطرِبے دَر بزمِ مستاں، گر نباشد گو مباش

نَے نوازِ مجلسِ مَے، گردنِ مینا بس است

گر بزمِ مستاں میں مُطرِب نہیں ہے تو کیا ہُوا ❁ محفلِ مے میں نے نوازی کو گردنِ مینا کافی ہے

بزمِ مے نوشی میں گر مُطرِب نہیں ہے تو نہ ہو

نَے نوازِ محفلِ مے، قُلقُلِ مینا تو ہے

❁❁❁

باعثِ قتلِ مَن از لالہ رُخاں ہیچ مپُرس

ایں قدر بس کہ بگویند گنہ گارے ہست

میرے قتل کا سبب لالہ رُخوں سے نہ پوچھ ❁ اُن کا اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ یہ گنہ گار ہے

پُوچھ مت لالہ رُخوں سے سببِ قتل مِرا

اِتنا کافی ہے وُہ کہہ دیں کہ گنہ گار ہے یہ!

بیدلؔ! مباش غرّہ سامانِ اعتبار!

ہرچند، رنگ بال ندارد، پرندہ است!

بیدلؔ! آثارِ ثبات پہ فخر نہ کر ❁ رنگ، پَر نہ رکھتے ہوئے بھی اُڑتا ہے

سامانِ اعتبار پہ بیدلؔ! نہ کر غرور

اُڑتا ہے رنگ گرچہ نہیں رکھتا بال و پَر!



پادشاہی در طلسمِ سیر چشمی بستہ اند

کاسۂ چشمِ گدا، گر پُر شود جامِ جم است!

تونگری دراصل سیر چشمی میں مخفی ہے ❁ پیالۂ چشمِ فقیر اگر پُر ہو تو جامِ جم کہلائے

بادشاہی ہے فسونِ سیر چشمی میں نہاں

کاسۂ چشمِ گدا، پُر ہو تو رشکِ جامِ جم!



از حیا با چرب طبعاں، بر نیاید ہیچ کس

آب در ہر جا کہ دیدم، زیرِ دستِ روغن است

حیادار، چرب زبان سے نہیں جیت سکتا، دیکھا ❁ گیا ہے کہ چکنائی ہمیشہ پانی کے اوپر ہی رہتی ہے

مقابل چرب طبعوں کے، حیا ناکام رہتی ہے

کہ سطحِ آب پر، روغن کو بالا دست ہی دیکھا!

آبرو خواہی ، مقیمِ آستانِ خویش باش

اَشک را، از دیدہ پا بیرُوں نہادن خواری است

آبرو چاہتا ہے تو، اپنی دہلیز تک محدود رہ کہ ❁ آنسو آنکھ سے باہر پاؤں رکھ کے خوار ہوتا ہے

ہے اِسی میں آبرو ، گھر سے قدم باہر نہ رکھ!

آنکھ سے جو اَشک نکلے خاک میں مِل جائے ہے



داغ زیرِ پا و آتش بر سر و دَر دیدہ اَشک

شمع را، دَر انجمن بودَن، چہ جائے خرمیست

پاؤں کو آبلے، سر کو شعلہ اور آنکھوں کو آنسو ہی ملے ❁ شمع کے لیے محفل میں رہنا مسرت کا مقام نہیں

داغ ہیں پاؤں میں، سر پر آگ اور آنکھوں میں اَشک

شمع کو اِس بزم میں کوئی خوشی حاصل نہیں



عارِف بخدائے رسَد از گردِشِ چشمے

دَرنیم نفَس، بحر ہم آغوشِ حباب است

خدا شناس پلک جھپکتے ہی خدا تک پہنچ جاتا ہے ❁ سانس لیتے ہی حباب دریا سے ہم آغوش ہوتا ہے

جھپکتے ہی پلک، پہنچے خدا تک بے خطر عارِف

کہ اک ہی سانس میں، پہنچے حباب آغوشِ دریا میں



دِل بیادِ پرتوِ حُسنَت، سراپا آتش است

از حضورِ آفتاب آئینۂ ما، آتش است

دل ترے حسن کی یاد سے آتش بجاں ہے ❁ آئینہ سورج کے سامنے سراپا آگ ہو جاتا ہے

دِل بیادِ پرتوِ جلوہ! مجسَّم آگ ہے

سامنے سورج کے آئینہ! مجسَّم آگ ہے



مَوج و کف مشکل کہ گردَد، مَحرمِ قعرِ مُحیط

عالمے بے تابِ تحقیق است و اِستعداد نیست

جھاگ اور لہریں، سمندر کی گہرائی نہیں سمجھتیں ❁ دُنیا کو خواہشِ تحقیق ہے مگر اِستعداد نہیں

مَوج و کف، اَسرارِ دَریا کو سمجھ سکتے نہیں

خواہشِ تحقیق، اِستعداد سے مشروط ہے

بیدلؔ آں شُعلہ کز و بزمِ چراغاں گرم است
یک حقیقت بہزار آیینہ تاباں شدہ است



بیدلؔ اک شُعلے سے ہے بزمِ چراغاں کی نُمود
اک حقیقت ہے کہ ہے روشن گرِ صد آئینہ!



بہرزہ بال میفشاں دَریں چمن بیدلؔ!
کہ ہرطرف نگرے، جُزقفس دَرِوا نیست



کوششِ پرواز بیدلؔ! اِس چمن میں بے ثمر
باب ہیں سب ہی مُقفّل بابِ زنداں کے سِوا



مندرجہ ذیل شعر کا ترجمہ قطعہ میں کیا گیا ہے

عشق کا ہے، قدر دانِ درد پیدا می کند
بیستوں گر تا ابد نالد دِگر فرہاد نیست

عشق کم ہی درد کا قدر دان پیدا کرتا ہے ❁ بیستوں گر تا ابد فریاد کرے دُوسرا فرہاد نہ ہوگا

قِطعہ

جس کے دَم سے عزّتِ دَردو جُنوں پائے فروغ
اب وُہ آدم زاد! پیدا ہو یہ ممکن ہی نہیں!
بیستوں! چاہے قِیامت تک رہے نالہ کُناں
دُوسرا فرہاد! پیدا ہو یہ ممکن ہی نہیں!



گرِفتہ است حوادث، جہانِ اِمکاں را
ز عافیت، چہ زمین وچہ آسماں خالیست

یہ جہانِ اِمکاں حوادث کی زد میں ہے ❁ زمین ہو یا آسمان، سکون کہیں نہیں ہے

گرِفت میں ہے حوادث کی عالمِ اِمکاں
ہے عافیت سے، زمین اور آسماں خالی

اہلِ معنیٰ اَز حوادِث مَستِ خوابِ راحت اَند
شورِ مَوجِ بحر، نزدیکِ صَدَف افسانہ است

اہلِ معنی حوادث کے باوجود میٹھی نیند سوتے ہیں ❁ شورِ موجِ بحر صدف پر اثر انداز نہیں ہوتا

اہلِ معنی پر نہیں ہوتا حوادِث کا اثر
شورِ مَوجِ بحر، نزدیکِ صَدَف افسانہ ہے

❁ ❁ ❁

شاخ اَز گلشن جُدا، مصرُوفِ گُلخن می شود
زندگی با دوستاں عیش است، تنہا آتَش است

گلشن سے جدا شاخ نذرِ آتش ہوتی ہے ❁ دوستوں کے ساتھ زندگی پُرلطف ورنہ دوزخ

شاخ گلشن سے بچھڑ کے نذرِ آتش ہو گئی
زندگی احباب میں پُرلطف، تنہا آگ ہے

❁ ❁ ❁

ہیچ کَس چوں مَن دریں حرماں سرا، ناشاد نیست
عُمر دَر دام و قفس ضائع شُد و صیّاد نیست!

کوئی میری طرح اس دُنیا میں ناشاد نہیں ہے ❁ زندگی قید میں کٹی اور صیاد نظر نہیں آیا

کوئی بھی مغموم دُنیا میں نہیں میری طرح
عُمر پنجرے میں کٹی، دیکھا نہیں صیّاد کو

بہرہ اَز کسبِ معارف، کَے رَسَد بے مغز را

سرخوشی اَز نشہٴ مَے، قسمتِ پیمانہ نیست

بے مغز پر تعلیم کچھ اثر نہیں کرتی ❁ ساغر کو، نشہٴ شراب سے سرخوشی نہیں ہوتی

عِلم سے بے مغز کو، ہرگز نہ پہنچے فائدہ

مَے سے لُطف اندوز ہونا جام کی قسمت نہیں



نے نقشِ چیں، نہ حُسنِ فرنگ آفریدن است

بہزادیِ تُو دَست ز دُنیا کشیدن است

حسنِ چین و فرنگ قابلِ صورت گری نہیں ہے ❁ تیری بہزادی تو یہ ہے کہ دُنیا سے اپنا ہاتھ کھینچ

قابلِ صورت گری حُسنِ فرنگ و چیں نہیں

ہے کمالِ فن یہی، دُنیا سے اپنا ہاتھ کھینچ!



جُو کاہشِ جاں نیست، ز ہم صُحبتِ سرکش

گِریاں بُوَد آں موم کہ با شُعلہ ندیم است

سرکش کی صُحبت سے رنج ہی ملتا ہے ❁ شُعلے کی ہمسائگی میں، موم رونے پر مجبور ہوتا ہے

نہیں ملتا سوائے رَنج، سرکش کی رَفاقت سے

نَدیمِ شُعلہ ہو کر، موم کو رونا ہی پڑتا ہے

نشوی منکرِ سامانِ جنونم بیدؔل !

کہ اگر ہیچ ندارم ، دلِ ویرانے ہست !

بیدؔل مرے سامانِ جنوں کا منکر نہ ہو ❁ میں بے سامان سہی ، لیکن دلِ ویران رکھتا ہوں

نہ کر انکار بیدؔل !تو مرے سامانِ وحشت کا

اگر کچھ بھی نہیں ، میرا دلِ ویران کیا کم ہے



چشم واکن ، حُسنِ نیرَنگِ قِدَم بے پردہ است

گوش شو ، آہنگِ قانونِ عدم بے پردہ است

آنکھ کھول ، طلسمِ حُسنِ قِدم مستور نہیں ❁ سراپا گوش بن کے آوازِ سازِ عدم سُن

حُسنِ نیرَنگِ قِدَم ، جلوہ نُما ہے دیکھ تو

غور سے سُن نغمۂ سازِ عدم بے پردہ ہے !



اَز مُدارائے فلک ، غافل نباید زیستن

زخمِ ایں شمشیر ، ناپیدا و خم بے پردہ است

آسمان کی ظاہری انکساری کے فریب میں نہ آؤ ❁ اس شمشیر کا زخم پوشیدہ ، اور خم ظاہر ہے

مہربانیِ فلک سے ، تُو کبھی غافل نہ ہو

زخم اِس شمشیر کا مخفی ہے ، خم بے پردہ ہے

غفلتِ عالَم فزُود اَز سرگُذشتِ رَفتگاں
ہرکُجا افسانہ باشَد، ہیچ کَس بیدار نیست!

سرگُذشتِ رَفتگاں، غفلت بڑھاتی ہے ❁ قِصّہ خوانی میں، کوئی بیدار نہیں ہوتا!

سرگُذشتِ رَفتگاں، دیتی ہے غفلت کو فروغ
نیند طاری کرتے ہیں افسانے، بیداری نہیں



دَردِ معشُوقاں، بعاشق پیشتر دارَد اثر
شمع تا اَشکے بیفشانَد، پَرِ پروانہ ریخت!

معشوق کے دَرد کا اثر، پہلے عاشق پر ہوتا ہے ❁ شمع کے آنسو بہنے سے پہلے پروانہ جل جاتا ہے

عشق پر ہوتا ہے فوراً حُسن کے غم کا اثر
شمع کے رونے سے پہلے خاک پروانہ ہُوا!



سینہ چاکاں می کنَد اَز یکدگر کسبِ نشاط
اَز نسیمِ صُبح، شمعِ خانۂ گُل روشن است

سینہ چاک ہم شربوں سے خوش ہوتے ہیں ❁ شمع کا شانۂ گُل بادِ نسیم سے روشن ہوتی ہے

سینہ چاک اِک دُوسرے سے کرتے ہیں کسبِ نشاط
ہے نسیمِ صُبح سے روشن، چراغِ بزمِ گُل!

آستانِ عشق، جولاں گاہِ ہر بے باک نیست
ہیچ کس، غیر از جبیں آں جا قدم بر خاک نیست
آستانِ عشق پر کھلا نا نہیں آنا چاہیے ۞ اس جگہ قدم نہیں، پیشانی خاک پر رکھتے ہیں
جنابِ عشق میں اہلِ ادب کی قدر ہوتی ہے
قدم رکھتے نہیں یاں، خاک پر پیشانی رکھتے ہیں!



چوں سایہ باش یک قلم، آئینۂ نیاز
آں را کہ سجدہ جُز وِ بدن نیست، بندہ نیست!



مانندِ سایہ سر بسر ہو جا نیاز مند
گر سجدہ ہو نہ جُزوِ بدن، بندگی نہیں!



عُمریست، سُراغِ دلِ گم گشتہ ندارم
یارب! بکجا ایں ورق از دفترِ من ریخت



اک عُمر سے، تلاشِ دلِ گم شدہ میں ہُوں
یارب! کتابِ زیست کا صفحہ کہاں گیا؟

بے محبت زندگانی نیست جُز ننگِ عدَم
خاک کُن بر فرقِ آں سازے کہ بے آہنگِ اُوست

محبت کے بغیر، زندگی ننگِ عدم ہے ❁ خاک پڑے اُس ساز پر جس میں نغمۂ محبت نہیں

گر نہیں لحنِ محبت ، زیست ہے ننگِ وُجود
خاک ڈال اُس ساز پر، جو بے صدائے عشق ہے

❁❁❁

مُشتِ خاکِ مَن سراپا فرشِ تسلیم است وبس!
سجدۂ مارا ، جبینے و سرے دَر کار نیست!

میری مُشتِ خاک، سراپا تسلیم و اطاعت ہے ❁ میرا سجدہ، جبین و سر کا محتاج نہیں

میری مُشتِ خاک ، سرتا پا سرِ تسلیم ہے
میرا سجدہ ، رہنِ پیشانی و سر ہرگز نہیں!

❁❁❁

عرضِ حالِ بے دِلاں را، گفتگو در کار نیست
گردِشِ چشمِ تحیُّر ، ہم اَدائے مُدعا ست

عاشق بیانِ حال میں گفتگو کے محتاج نہیں ❁ اُن کا چشمِ تحیُّر سے دیکھنا ہی اظہارِ مدعا ہے

عرضِ حالِ عاشقاں ہے گفتگو سے بے نیاز
گردِشِ چشمِ تحیُّر ، ہے بیانِ مُدّعا!

تشویشِ انتظارِ قیامت، قیامت است

ما را دماغ ایں ہمہ اِبرامِ ناز نیست

انتظارِ قیامت کا عذاب، قیامت سے کم نہیں ❁ میں تمہارے ناز کہاں تک سہوں؟

تکلیفِ انتظارِ قیامت، عذاب ہے

مجھ کو نہیں دماغ، اُٹھاؤں تمہارے ناز!



محوِ زنجیرِ نفس بودن، دلیلِ ہوش نیست

ہر کہ می بینی، بقیدِ زندگی دیوانہ است

سانسوں کی زنجیر سے جکڑا ہوا، ہوشمندی نہیں ❁ زندگی کی قید میں ہوا میری نظر میں دیوانگی ہے

محوِ زنجیرِ نفس ہونا، نہیں فرزانگی

جو بقیدِ زندگی ہے، اصل میں دیوانہ ہے



اہلِ دُنیا عاشقِ جاہند، از بے دانشی

آتشِ سوزاں بچشمِ کودکِ ناداں زر است!

دُنیا جاہ پر کم فہمی کے سبب سے عاشق ہے ❁ نادان بچہ، انگارے کو سونا سمجھتا ہے

خواہشِ جاہ و حشم ہے اصل میں بے دانشی

طفلِ ناداں کی نظر میں، آتشِ سوزاں ہے زر

بُلبُل بہ نالہ، حرفِ چمن را مُفسّر است
یارب! زبانِ نکہتِ گُل ترجُمانِ کیست؟

بلبل اپنی فریاد سے اگر حرفِ چمن کی مُفسّر ہے ❁ یارب! نکہتِ گُل کی زبان کس کی ترجمان ہے

اگر حرفِ چمن کا نالۂ بُلبُل مُفسّر ہے
الٰہی! ہے زبانِ نکہتِ گُل ترجُماں کس کی؟



علاجِ زخمِ دِل از گریہ، گے ممکن بُود بیدِلؔ!
بشبنم بخیہ نتواں کرد، چاکِ دامنِ گُل را

بیدلؔ! زخمِ دل کا علاج رونے سے نہیں ہوتا ❁ جس طرح چاکِ دامنِ گُل شبنم سے نہیں سِلتا

علاجِ زخمِ دِل رونے سے بیدلؔ غیر ممکن ہے
رَفو، شبنم سے چاکِ دامنِ گُل ہو نہیں سکتا



نسیمِ زُلفِ تو، صُبحے گُذشت از گُلشن
ہنوز سلسلۂ موجِ گُل، جنوں خیز است

تیری زُلف کی خوشبو، صبحِ گُلشن سے گُزری تھی ❁ لیکن اب تک زنجیرِ موجِ گُل جنوں انگیز ہے

نسیمِ زُلف تیری، صُبحدَم گُلشن سے گُزری تھی
مگر زنجیرِ موجِ گُل جنوں آثار ہے اب تک

ذرّہٗ نیست کہ خورشید نُمائی نکُند

گردِراہت چہ قدر آیینہ اندوختہ است

ایسا ایک ذرّہ بھی نہیں جو خورشید نما نہ ہو ❁ تیری گردِ راہ کس قدر آئینے رکھتی ہے

کوئی ذرّہ جلوۂ خورشید سے خالی نہیں

آئینے کتنے نہاں ہیں، تیری گردِ راہ میں

❁ ❁ ❁

باکے باید گُفت بیدلؔ! ماجرائے آرزُو

آنچہ دِل خواہِ مَنست، اَز عالَمِ اِدراک نیست

بیدلؔ تمنائے دل کس سے کہوں! کیسے کہوں! ❁ میرا محبوب، عالَمِ اِدراک سے نہیں ہے

ماجرائے آرزُو، بیدلؔ بیاں کیسے کروں

ماورائے سرحدِ اِدراک ہے میرا حبیب!

❁ ❁ ❁

زُہد و تقویٰ ہم خوشست، امّا تکلُّف برطرف

دَردِ دِل را بندہ اَم، دَردِ سرِ دَر کار نیست

تکلُّف برطرف زُہد و تقویٰ سے انکار نہیں مگر ❁ میں بندۂ دردِ دل ہُوں، دردِ سر نہیں چاہتا!

زُہد و تقویٰ خوب ہے لیکن تکلُّف برطرف

مَیں غُلامِ دَردِ دِل ہُوں، دَردِ سر سے کیا غرض

اِستقامت بس بوَد ، اَربابِ ہمّت را کمال

بہر تیغِ کوہ ، بیدلؔ ! جوہرے دَر کار نیست

اَربابِ ہمّت کا کمال ثابت قدمی ہی ہے ، بیدلؔ ❁ جیسے تیغ کوہ (پہاڑ کی چوٹی) کو آب درکار نہیں!

اِستقامت ہی میں ہے ، اَربابِ ہمّت کا کمال

جیسے تیغِ کوہ ، بیدلؔ بے نیازِ آب ہے



دُور ، دار اَز زُلفش اے مَشاطۂ گستاخ دَست

آتشِ ایں دُود نزدیک است خواہد شانہ سوخت

اے دَست دراز مشاطہ! زُلفِ محبوب سے دُور رہ ❁ اس دھوئیں کی آگ سے تیرا ہاتھ نہ جل جائے

دُور ، رہ اُس زُلف سے مَشاطۂ گستاخ دَست

اِس دھوئیں کی آگ ہے نزدیک شانہ جل نہ جائے



صبر کُن اے شِیشہ ، بر سنگِ جفائے محتسب

گردَنِ ایں دُشمنِ عشرت خدا خواہد شکست

اے شیشۂ مے ، سنگِ جفائے محتسب پر صبر کر ❁ خدا ، اس دُشمنِ عشرت کی گردن توڑے گا

صبر کر اے مِینا ، سنگِ محتسب پہ صبر کر

اِس عدُوے مے کی گردن توڑے گا اِک دِن خدا!

بیدلؔ ز دل غبارِ علائق نمی رَوَد

سر شود چو صندل و ایں دردِ سر نرفت؟

بیدلؔ خواہش دُنیا کا غبار دل سے نہیں جاتا ❁ سر صندل کی طرح گھس گیا، دردِ سر نہ گیا

دل میں بیدلؔ آج بھی گردِ علائق ہے بھری

پس گیا دل مثلِ صندل، دردِ سر باقی رہا

❁❁❁

کجا رویم کہ سر منزلے بدست آریم

چو خطِّ دایرہ، انجامِ ما، ہم آغاز است

❁

تلاشِ منزلِ مقصود میں کہاں جاؤں؟

''نہ اِبتدا کی خبر ہے، نہ اِنتہا معلوم!''

فانیؔ بدایونی

❁❁❁

آبرو خواہی، مُقیمِ آستانِ خویش باش

اَشک را از دیدہ پا بیروں نہادن خواری است

❁

ہے اِسی میں آبرو گھر سے قدم باہر نہ رکھ

آنکھ سے جو اَشک نکلے خاک میں مل جائے ہے

❁ ردیف ''ث'' ❁

خواریست بہرِ کج منش از راست رواں بحث

بر خاک فتد تیر چو گیرد بکماں بحث

راست رو کج مزاج سے بحث کر کے ذلیل ہوتا ہے ❁ جیسے کمان سے بحث کرنے والا تیر خاک چاٹتا ہے

اُلجھ کر کج مزاجوں سے ملے گی ذلّت و خواری

کماں سے بحث کر کے تیر خاک آلود ہوتا ہے

❁ ❁ ❁

بے مغزی و داری بمنِ سوختہ جاں بحث

اے پنبہ! مکن ہرزہ، با آتش نفساں بحث!

بے مغزی کے باوجود ہم سوختہ جانوں سے بحث ❁ اے روئی ہم شعلہ نفسوں سے نہ اُلجھ جل جائے گی

یہ بے مغزی کا عالم اور شوقِ بحث بھی ہم سے؟

اَری رُوئی! اُلجھنا شعلہ جانوں سے نہیں اچھا!

❁ ❁ ❁

از عاجزیِ من جگرِ خصم کباب است

با آب کند آتشِ سوزندہ چساں بحث

میری عاجزی سے دُشمن غضب ناک ہوتا ہے ❁ لیکن آگ پانی کا مقابلہ نہیں کر سکتی

عاجزی سے میری دُشمن کا کلیجہ جل گیا

آگ ممکن ہی نہیں پانی پہ قابو پا سکے!

فسانہ ناتمام دارد ، حقیقتِ عالَمِ تعینؔ

تو در خور فرصے کہ داری تمام کن داستانِ حادث

حقیقتِ عالَمِ تعینؔ ، افسانہ نا تمام ہے ❁ تو فرصت رکھتا ہے کہ داستانِ جہاں تو مکمل کر

حقیقت تشنۂ تکمیل ہے دُنیائے فانی کی

تجھے فرصت ہے، تو تکمیل کر دے اِس کہانی کی



❁ ردیف: ج ❁

زبے قراریِ ما، فارغ است خاطرِ یار

دلِ گہر چہ خبر دارد از طپیدنِ موج

مری بے قراری کا یار کے دل پر اثر نہیں ہوتا ❁ جیسے موتی لہروں کے تھپیڑے اثر نہیں کرتے

کچھ اثر نہیں ہوتا، میری بے قراری کا، میرے یار کے دل پر

جس طرح دلِ گوہر، موج کے تلاطم سے، بے نیاز ہوتا ہے

❁❁❁

نکرد اُلفتِ مژگاں، علاجِ وحشتِ اشک

بمُشتِ خس کہ تواند گرفت دامنِ موج

پلکیں الفت سے آنسوؤں کی وحشت کا علاج نہ کر سکیں ❁ مُٹھی بھر تنکے دامنِ موج کس طرح پکڑ سکتے ہیں

آنسوؤں کی وحشت کو، دُور کر نہیں سکتیں، پلکیں جس قدر چاہیں

لہر کو سمندر کی، ایک مُٹھی بھر تنکے، کیسے روک سکتے ہیں

❁❁❁

گر لب از اظہار بندے اشکِ مژگاں می درد

تا کجا باید نہفت ایں نالہ مضموں احتیاج

گر لب اور آنسو پلکوں کا بند توڑ دیں ❁ بھر ضرورتوں کا آئینہ دار نالہ کب چھپے گا؟

ہونٹ اور آنسو شکستہ کر دیں گر پلکوں کا بند

کب تلک ظاہر نہ ہو گا، نالہ مضموں احتیاج

غُبارِ شکوہ ز روشن دِلاں نمی جوشد
دَر آبِ چشمۂ آیینہ، نیست شیونِ موج!

روشن دلوں کے سینے میں، غُبارِ شکایت نہیں اُٹھتا ❁ آبِ چشمۂ آئینہ میں موجوں کا شور نہیں ہوتا!

دِلِ روشن دِلاں سے، کب غُبارِ شکوہ اُٹھتا ہے
کہ آبِ چشمۂ آئینہ سے مَوجیں نہیں اُٹھتیں!



❁ ردیف ''ج'' ❁

عنقا سرو بر گیم ، مُپرس از فُقرا ہیچ

عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

عنقا مزاج ہیں فقرا سے کچھ نہ پوچھ ❁ عالم تمام ہمارا افسانہ ہے اور ہم کچھ نہیں

ہَیں عنقا صِفت ، پوچھ نہ کچھ تو فُقرا سے

ہے مجھ سے عبارت یہ جہاں ، مَیں ہُوں مگر ہیچ

❁❁❁

مارا چہ خیال است بہ آں جلوہ رسیدن

اُو ہستی و ما نیستی ، اُو جملہ و ما ہیچ

اس کی جلوہ گاہ میں پہنچنے کا خیال محال ہے ❁ اس کی ہستی ہی ہستی ہے ہم وہ سب کچھ نہیں لاشے

یہ خیال میرا عجیب ہے ، مجھے جلوہ اُس کا نصیب ہو

وُہ وُجود اور عدم ہُوں مَیں ، وُہی وُہ ہے اور مَیں کچھ نہیں !

❁❁❁

دیدی عدمِ ہستی و چیدی المِ دہر

با ایں ہمہ عبرت ندمید از تو حیا ہیچ

ہستی معدوم ہوتے دیکھی ، زمانے کے دُکھ جھیلے ❁ اتنی عبرتوں کے باوجود تجھے شرم نہیں آئی

حیات معدوم ہوتے دیکھی ، ستم اُٹھائے زمانے بھر کے

ہَیں اتنے سامان ہائے عبرت ، نہیں ہَیں آثارِ شرم تجھ میں !

بیدلؔ ! اگر اینست سرو برگِ کمالت
تحقیقِ معانی غلط و فکرِ رسا ہیچ

بیدلؔ! اگر ترا سامانِ کمال یہی ہے ✽ تو دعویِ تحقیقِ معانی و فکرِ رسا باطل ہے

بیدلؔ! ہے اگر یہ ہی ترے علم کی پونجی
"تحقیقِ معانی غلط و فکرِ رسا ہیچ"



❁ ردیف ''ح'' ❁

از کواکب گُل فشاند چرخ در دامانِ صبح

آفتاب آئینہ کار رد، در رہِ جولانِ صبح

آسمان دامنِ صبح میں تاروں سے پھول برساتا ہے ❁ آفتاب اس کی راہ میں آئینہ کاری کرتا ہے

صبح کے دامن میں ڈالے ہے فلک تاروں کے پھول

سورج آئینے بچھاتا ہے سحر کی راہ میں!

❁❁❁

مرگِ اہلِ سوز باشد، حرفِ سردِ ناصحاں

شمع را تیغ است بیدلؔ، جنبشِ دامانِ صبح

ناصحوں کا حرفِ سرد دل جلوں کی باعثِ موت ہے ❁ بیدلؔ! شمع کے لیے جنبشِ دامن تیغ بن جاتی ہے

حرفِ دل آزار ہے اِن ناصحوں کا حرفِ سرد

جوں، نمودِ صبح بیدلؔ! شمع کو پیغامِ موت!

❁❁❁

❁ ردیف ''خ'' ❁

قتلِ اربابِ ہوس، بر اہلِ دل مکروہ نیست

گر بخونِ گاو، سازد برہمن زُنّار سُرخ

اربابِ ہوس کو قتل کرنا اہلِ دل مکروہ نہیں جانتے ❁ جب برہمن گائے کے خون سے زنّار کو رنگتا ہے

قتلِ دُشمن میں تکلّف کیوں کریں پھر اہلِ دل

گر برہمن گائے کے خوں سے رنگے زُنّار کو!

❁ ❁ ❁

خونِ حسرت کُشتگاں در پردۂ رنگِ حناست

دامنِ قاتل بود دستے کہ سازد یار سُرخ

حسرت کے ماروں کا خون دراصل رنگِ حنا ہے ❁ حنا سے سُرخ دستِ یار دامنِ قاتل ہی ہے

خون ہے حسرت زدوں کا اَصل میں رنگِ حنا

دامنِ قاتل ہی سمجھو سُرخ دستِ یار کو

❁ ❁ ❁

مُطرِبے در بزمِ مستاں گر نباشد گو مباش

نَے نوازِ مجلسِ مے، گردنِ مینا بس است

❁

بزمِ مے نوشی میں گر مُطرِب نہیں ہے تو نہ ہو

نَے نوازِ محفلِ مے، قُلقُلِ مینا تو ہے!

باعثِ قتلِ مَن اَز لالہ رُخاں ہیچ مپُرس

ایں قدر بس کہ بگویند گنہ گارے ہست



پُوچھ مت لالہ رُخوں سے سبب قتل مرا

اتنا کافی ہے وُہ کہہ دیں کہ گنہ گار ہے یہ!



شُد لب شیریں اَدایش، بامنِ ابرام تلخ

اَز تقاضائے ہوس کردم مَے ایں جام تلخ

وہ لب شیریں میری شدت طلب سے تلخ ہوگئے ❁ تقاضائے ہوس نے اس جام کی مے کو تلخ کر دیا

اُس لب شریں اَدا پر چھا گیا تلخی کا رنگ

کر دیا میرے تقاضوں نے مےِ شیریں کو تلخ



اِمتدادِ عُمر بُرد اَز چشمِ ما ذوقِ نگاہ

کہنگی ہا کرد آخر مغزِ ایں بادام تلخ

زیادہ عُمر نے آنکھ کی بینائی کم کر دی ❁ ❁ پُرانا ہو کر آخر یہ بادام کڑوا ہو گیا

اِمتدادِ عُمر سے کم ہو گیا آنکھوں کا نور

یعنی آخر کار یہ بادام کڑوے ہو گئے

❁ ردیف ''د'' ❁

بر غفلت اِنفعال و بہ آگاہی اِنبساط
بر ہر کہ ہر چہ می رسد از مصطفیٰؐ رسید

گناہ پہ منفعل اور فعلِ خیر پر خوش ہونا ❁ مجھ تک جو کچھ پہنچا، مصطفیٰ ہی سے پہنچا

غفلت و آگاہی و نیکی، بدی پر ردِ فعل
زندگی کا ہر سلیقہ مصطفیٰؐ ہی سے ملا

❁ ❁ ❁

رُوزے کہ گذشتے ز سرِ خاکِ شہیداں
ہر گرد کہ در پاے تو اُفتاد، سرے بود

خاکِ شہیداں سے گزرتے ہُوئے ❁ ہر ذرّہ جو ترے پاؤں پڑا، ایک سر تھا

جس روز تو گزرا تھا سرِ خاکِ شہیداں
جو ذرّہ ترے پاؤں پڑا، سر تھا کسی کا!

❁ ❁ ❁

شبابت قیام و شیب رُکوع و فنا سُجود

دَر ہستی و عدم نتواں جُز نماز کرد

جوانی قیام ، بڑھاپا رُکوع اور فنا سجدہ ہے ❁ ہستی و عدم نماز کے سوا کچھ نہیں

قطعہ

قیام یعنی جوانی ، بڑھاپا یعنی رُکوع

فنا! علامتِ سجدہ ہے بندگی کے لیے

یہ راز کاش سمجھ لے تو زندگی بن جائے

حیات و موت ، عبادت ہے آدمی کے لیے

❁ ❁ ❁

دَرِ طلسمِ پیریم از خوابِ غفلت چارہ نیست

بیش دارد سایہ دیوارے کہ مایل می شود

گرفتارِ طلسمِ پیری کو خوابِ غفلت سے چارہ نہیں ❁ جھکی ہوئی دیوار کا سایہ زیادہ ہوتا ہے

زیادہ نیند سے چارہ نہیں ہے عہدِ پیری میں

کہ دیوارِ خمیدہ اور سایہ دار ہوتی ہے

❁ ❁ ❁

گاہے بکعبہ می روم و گہ بسوے دیر
دیوانہ ام ز ہر طرفم سنگ میزنند

کبھی کعبے کی طرف جاتا ہوں کبھی دیر کی سمت ❁ مجھ دیوانے پر ہر طرف سے پتھر آتے ہیں

کبھی کعبہ کی جانب اور کبھی بُت خانہ جاتا ہُوں
مَیں دیوانہ ہوں مجھ پہ ہر طرف سے سنگ آتے ہَیں



کوششِ موج و قطرہ ہاہمقدم است بامحیط
ہر کہ بہر کجا رسد، اَز تو جُدا نمی رسد

موج اور قطروں کی کوششیں سمندر کے ہمقدم ہیں ❁ ہر کوئی کہیں بھی جائے تجھ سے جدا نہیں ہوتا

موج اور قطرے بہ ہر صورت سمندر کے اسیر
کوئی بھی، جائے کہیں تجھ سے جدا ہوتا نہیں



سر بزمین فگندہ را ہیچ بلا نمی رسد
سایۂ ایمنِ عاجزی ایمن اَز آب و آتش است

عاجزی سایے کو پانی اور آگ سے بچاتی ہے ❁ خمیدہ سر تک کوئی بلا نہیں پہنچ سکتی

عاجزی سے سایہ سرد و گرم سے محفوظ ہے
سرخمیدہ تک کوئی آفت پہنچ سکتی نہیں

از حوادث خاطرِ آزادِ ما غمگیں نشد
جبہۂ ایں بحر از سعیِ ہوا پرچیں نشد

میرا آزاد مزاج حوادث سے ناشاد نہیں ہوتا ❁ سرکش ہوا اس سمندر کی پیشانی پر شکن نہیں کرتی

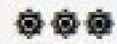
حوصلہ مندوں پہ طوفانِ حوادث بے اثر
اس سمندر کی جبیں ہوتی نہیں ہے پُر شکن



خِفت کشِ ہم چشمیِ اقبالِ حباب است
بے مغزے اگر صاحب افسر شدہ باشد

اس کو ہم چشمیِ اقبالِ حباب کی پھبتی سہنی ❁ پڑے گی اگر کوئی بے مغز صاحب تاج ہو جائے

کسی جائے گی پھبتی، ہو گیا مثلِ حباب آخر
اگر بے مغز کوئی صاحبِ تاجِ شہی ٹھہرے



اے برگِ گُل بُلند است اقبالِ پائے بوسش
رنگِ حناست آنجا، کس دسترس ندارد

برگِ گُل یار کے پاؤں کا بوسہ لینا سعادت ہے ❁ رنگِ حنا کے سوا یہ اعزاز کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا

بُلند رُتبۂ پا بوسِ یار ہے اے گُل
سِوائے رنگِ حنا، دسترس کسی کو نہیں

اِتّفاق است آنکہ ہر دُشوار آساں می کند

ورنہ از تدبیر یک ناخن گِرہ نتواں کشود

اتفاق سے ہر دُشوار آسان ہو جاتا ہے ❁ ورنہ ایک ناخن سے گِرہ نہیں کھلتی

سہل ہو جاتی ہے ہر مشکل بہ یُمنِ اتّفاق

ایک ناخن سے گِرہ کھل جائے ممکن ہی نہیں



چہ بُلندی و چہ پستی، چہ عدم چہ مُلکِ ہستی

نشُنیدہ ایم جاے کہ کس آرمیدہ باشد

کیا بُلندی کیا پستی، کیا عدم و ہستی ❁ نہیں سنا کہ کسی جگہ، کوئی آرام سے ہے

وُہ بُلندی ہو کہ پستی، ہو عدم کہ مُلکِ ہستی

کوئی بھی، کسی جگہ بھی، آرام سے نہیں



راحتِ جاوید دَر ضبطِ عِنانِ آرزُوست

بال و پر گر جمع گردد آشیانے می شود

دائمی سکون آرزُو کو لگام دینے سے ملتا ہے ❁ بال و پر سمٹ کر آشیانہ بن جاتے ہیں

ضبطِ آرزُو ہی سے دل سکون پاتا ہے

بال و پر سمٹنے سے آشیانہ بنتا ہے

بیدلؔ ! مَباش غرّۂ سامانِ اعتبار

ہر چند، رنگ بال ندارد و پرندہ است



سامانِ اعتبار پہ بیدلؔ! نہ کر غرور

اُڑتا ہے رنگ، گرچہ نہیں رکھتا بال و پر!



ذرّہ نیست کہ خورشید نمائی نکند

گردِ راہت چہ قدر آئینہ اندوختہ است



کوئی ذرّہ جلوۂ خورشید سے خالی نہیں

آئینے کتنے نہاں ہیں تیری گردِ راہ میں



برائے خاطرم غم آفریدند

طفیلِ چشمِ من نم آفریدند

غم مرے دل کے لیے بنایا گیا ❁ نمی میری آنکھوں کے طفیل ہی

مرے دل کے لیے غم کو بنایا

ہے آنسو مری آنکھوں کی خاطر

جہاں خوں ریز بُنیاد است ہُشدار

سرِ سال از محرم آفریدند

بنیاد جہاں خوں ریز ہے ہشیار رہ ❁ سال کی ابتدا محرم سے ہوتی ہے

ہے بنیادِ جہاں خوں ریز ہشیار!

بنائے سال ہے ماہِ محرم!



جہاں جوشِ بہارِ بے نیازیست

بیک صورت دو گُل کم آفریدند

دُنیا اُس کی بہارِ بے نیازی کی آئینہ دار ہے ❁ کہ ہم شکل دو پھول بھی کم ہی بنائے ہیں

عجب ہے یہ بہارِ بے نیازی

بیک صورت بنائے کم ہی دو گُل!



دلم بیدلؔ! ندارم چارہ از داغ

نگیں را بہرِ خاتم آفریدند

بیدلؔ! میرے دل کو داغ سے مفر نہیں ❁ نگینے کو انگوٹھی کے لیے بنایا گیا ہے

بیدل نہیں ہے دل کو مرے داغ سے مفر

تخلیق اِس نگیں کی انگوٹھی کے واسطے

نہ مخمورے نہ مستے، چیست بیدلؔ!
دماغت از چہ عالم آفریدند؟
بیدلؔ! نہ تو مخمور ہے نہ مست ❁ آخر تیرا دماغ کس عالم سے بنا ہے
تجھ پہ بیدلؔ! نشۂ ہستی اثر کرتا نہیں
جانے کس عالم سے ہے تیرا دماغ

❁❁❁

معصیت در بارگاہِ رحمتش
خندہ ہا بر بے گناہے می زند
اُس کی بارگاہِ رحمت میں، معصیت ❁ بے گناہوں کی ہنسی اڑا رہی ہے
معصیت اُس بارگاہِ لطف میں
خندہ زن ہے بے گناہوں پر بہت

❁❁❁

راحتِ جاوید در ضبطِ عِنانِ آرزوست
بال و پر گر جمع گردد آشیانے می شود
دائمی سکون آرزو کو لگام دینے سے ملتا ہے ❁ بال و پر سمٹ کر آشیانہ بن جاتے ہیں
ضبطِ آرزو ہی سے دل سکون پاتا ہے
بال و پر سمٹنے سے آشیانہ بنتا ہے

بے فقر آشکار نگردد عیارِ مرد

بختِ سیہ بود محکِ اعتبارِ مرد

افلاس میں مرد کے جوہر کھلتے ہیں ❁ سیہ بختی انسان کے اعتبار کی کسوٹی ہے

بے زری میں مرد کے ہوتے ہیں جوہر آشکار

ہے سیہ بختی کسوٹی ہمّتِ انسان کی

❁❁❁

چوں یقیں منحرف افتاد دلایل بالید

راستی رفت کہ ممنونِ عصایم کردند

جب یقین کم ہوتا ہے دلائل سہارا دیتے ہیں ❁ جب قد جھکتا ہے تو عصا کی ضرورت ہوتی ہے

بے یقیں انسان لیتا ہے دلیلوں کی مدد

قد جھکے تو آدمی ہوتا ہے ممنونِ عصا

❁❁❁

در محبت نیز رنگِ زرد دارد اعتبار

ہر کسے را شمعِ عزت روشن از زر می شود

محبت میں بھی زرد رنگ کی اہمیت ہے ❁ ہر کوئی اپنی عزت کی شمع زر سے روشن کرتا ہے

ہے محبت میں بھی رنگِ زرد عالی اعتبار

روغنِ زر سے جلاتے ہیں سبھی شمعِ وقار

قماشِ کسوتِ ہستی نمی تواں دریافت

حریرِ وہم بموجِ سراب می بافند

لباسِ ہستی کے لیے کپڑا دستیاب نہیں ہو سکتا ❁ یہ ایسا ہے گویا سراب سے ریشم وہم بنا جائے

قُماشِ جامۂ ہستی نہ ہو سکا دریافت

حریرِ وہم بہ تارِ سراب بُنتا ہوں

❁❁❁

چہ حاجت مطربِ دیگر طرب گاہِ محبت را

کہ از یک دل طپیدن کارِ چندیں سازمی آید

طرب گاہِ محبت کو دوسرے مطرب کی ضرورت نہیں ❁ کہ دل کی تڑپ کئی سازوں کا کام کرتی ہے

نہیں حاجت مُغنّی کی طرب گاہِ محبت میں

کہ دل کی اک تڑپ سے سیکڑوں نغمے نکلتے ہیں

❁❁❁

سخن در پردہ خوں سازے بہ است از عرضِ اظہارش

کہ از تحسینِ ایں بے دانشاں، دُشنام می خیزد

خاموشی اظہار سے بہتر ہے جو کم فہم سے کیا جائے ❁ کہ ان بے دانشوں کی تحسین حرفِ دُشنام ہے

رہو خاموش کم فہموں کے آگے یہ ہی بہتر ہے

کہ ان بے دانشوں کی داد بھی دُشنام ہوتی ہے

دوش ، جبر و اختیارے مبحثِ تحقیق داشت

جُز بحیرت دَم نزد بیدلؔ ! چہ سازد بندہ بود؟

کل موضوعِ بحث وتحقیق ، جبر و اختیار تھا ❁ بیدلؔ حیرت زدہ خاموش رہا، کیا کرتا بندہ جو تھا

گفتگو تھی اختیار و جبر کی تحقیق میں

بندۂ مجبور بیدلؔ ، دَم بخود سُنتا رہا!

❁❁❁

خراباتِ یقیں فرقے ندارد ظرف ومظروفش

مے و مینا ہماں ، یکدانۂ انگور می باشد

اہلِ یقین ظرف اور مظروف میں فرق نہیں کرتے ❁ دانۂ انگور بیک وقت شراب اور ظرفِ شراب ہے

فرق ہم کرتے نہیں یوں ظرف اور مظروف میں

دانۂ انگور خود میں ، مے بھی ہے ، مینا بھی ہے

❁❁❁

مَن و سازِ دُکانِ خود فروشیہا چہ حرف است ایں

جُنونے ایں فضولے ، در سرِ منصورؔ می باشد

میں دُکانِ خود فروشی کھولوں ! یہ کیا بات ہے؟ ❁ یہ جنونِ فضول تو سرِ منصورؔ میں ہے

سجاؤں مَیں دُکانِ خود فروشی ، یہ نہیں ممکن!

یہ سودا تو فقط مخصوص ہے ، منصورؔ کے سَر سے

بحرف راست نیاید پیامِ مشتاقاں
مگر طپیدنِ دل ، بے لب و دہن گوید

پیامِ مشتاقاں لفظوں سے بیان نہیں ہو سکتا ❁ مگر دل کی تڑپ بے لب و زبان کہہ دیتی ہے

بیاں لفظوں میں ہو سکتا نہیں پیغامِ مشتاقاں
مگر دل کی تڑپ ہر بات بے لفظ و زباں کہہ دے

❁ ❁ ❁

ہر موج نیست قابلِ گوہر دریں مُحیط
از صد ہزار ریشہ یکے دانہ می کشد

اس سمندر میں ہر لہر موتی بننے کے قابل نہیں ❁ صدف ہزاروں قطروں میں ایک قطرہ کھینچتا ہے

گہر بننے کے قابل ہر کوئی دانہ نہیں ہوتا
ہوں قطرے لاکھ مجبوبِ صدف بس ایک ہوتا ہے

❁ ❁ ❁

جُو کاہشِ جاں نیست ز ہم صُحبتِ سرکش
گریاں بوَد آں موم کہ با شُعلہ ندیم است

❁

نہیں ملتا سوائے رنجِ سرکش کی رَفاقت سے
ندیمِ شُعلہ ہو کر موم کو رونا ہی پڑتا ہے!

اَز حیا با چرب طبعاں بر نیاید ہیچ کس

آب دَر ہر جا کہ دیدَم ، زیردستِ رَوغن است



مُقابل چرب طبعوں کے حیا ناکام رہتی ہے

کہ سطحِ آب پر ، رَوغن کو بالا دست ہی دیکھا!



آہ ازیں جلوہ فروشانِ مروّت دُشمن

کز تغافل چہ قدر آئینہ آہن کروند

آہ ان مروّت دُشمن جلوہ فروشوں نے ❁ اپنے تغافل سے کس قدر آئینوں کو سکندر کر دیا ہے

اِن حسینانِ جفا پیشہ ، ستم کیشاں نے ، آہ !

اپنی بے مہری سے کتنے آئینے پتھر کیے



رہرو اَز رنجِ سفر چارہ ندارد بیدلؔ!

موج دایم زحباب آبلۂ پا دارد

بیدلؔ ! راہ رو کو رنجِ سفر سہنا ہی پڑتا ہے ❁ موج کے پاؤں میں ہمیشہ آبلہ ہوتا ہے

مسافر کو بھلا رنجِ سفر سے کب مفر بیدلؔ!

اَسیرِ آبلہ رہتا ہے پائے موج بھی ہر دم

تا حشر رُو سیاہیِ داغِ خجالت است

مرداں دمے کہ چوں سپر اَز پشت رُو کنند

تا حشر جبیں سے داغ روسیاہی نہیں جائے گا ❁ مرد اگر ڈھال کی طرح پیٹھ دکھائے

جائے گا ہرگز نہ داغِ روسیاہی حشر تک

مرد گر میدان سے منھ پھیر کر دکھلائے پیٹھ



اے خوش آں جود کہ اَز خجلتِ وضعِ سایل

لب باظہار نیازند بایما بخشند

اے خوشا جود! کہ سائل کی حفظِ آبرو کے لیے ❁ طلب سے پہلے اندازے سے عطا کرتا ہے

اے خوشا جود! پئے حفظِ وقارِ سائل

عطا کرتا ہے ہمیشہ وُہ طلب سے پہلے



بجنابِ کرَم اَفسونِ ورع پیش مبر

بے گناہی، گنہے نیست کہ آنجا بخشند

کریم کے حضور زُھد وتقوٰی کی نمائش نہ کر ❁ بے گناہی، وہ گناہ ہے جو یہاں نہیں بخشا جاتا

زُھد وتقوٰی کی نمائش نہ کرو پیشِ کریم

بے گناہی، وہ گنہ ہے نہیں بخشش جس کی

خانہ داری دیگر است، صحرانوردی دیگر است

تابِ دلتنگی ندارد آں کہ مجنوں می شوَد

خانہ داری اور صحرانوردی میں فرق ہے ❁ جو مجنوں ہو جائے وہ دلتنگی برداشت نہیں کرتا

خانہ داری اور ہے صحرانوردی اور ہے

ہو نہیں سکتا کبھی دلتنگ جو مجنوں ہُوا



دَر سوادِ فقر گم شو، زندۂ جاوید باش

دَر ہمیں خاکِ سیاہ آبِ بقا پوشیدہ اَند

سوادِ فقر میں گم ہو کر ابدی زندگی حاصل کر ❁ آبِ بقا اسی سیاہ خاک میں پوشیدہ ہے

ہے سوادِ فقر میں رازِ حیاتِ جاوداں

ہے اِسی خاکِ سیہ میں چشمۂ آبِ بقا



ز بے تابی چراغِ خلوتِ دل کردہ اَم روشن

تجلّی فرشِ ایں آئینہ اَز سیماب می گردد

بے تابی سے چراغِ تنہائی دل روشن کیا ❁ اس آئینے کے فرش کی تجلّی پارے کی مرہون ہے

کی ہے روشن شمعِ تنہائی دلِ بے تاب سے

فرشِ آئینہ بھی روشن ہوتا ہے سیماب سے

اگر عشقِ بُتاں کفر است بیدؔل!

کسے جُز کافر ایمانے ندارد

بیدؔل! اگر عشقِ بتاں کفر ہے ❁ تو کافر کے سوا کوئی صاحبِ ایمان نہیں

اگر عشقِ بُتاں ہے کفر بیدؔل!

تو جُز کافر کوئی مومن نہیں ہے



شمع را انجام کار از تیرہ روزے چارہ نیست

عزّتِ ایں انجمن آخر مذلّت می شود

شمع کو انجام کار روزِ سیاہ دیکھنا پڑتا ہے ❁ اس محفل کی عزت آخر کار ذلت ہو جاتی ہے

دیکھنا پڑتا ہے آخر شمع کو روزِ سیاہ

عزّت اِس محفل کی بن جاتی ہے ذلّت صبح تک



دل خاکِ سرِ کوے وفا شُد چہ بجا شُد

سر دَر رہِ تیغِ تو فدا شُد چہ بجا شُد

دل کوے وفا کی خاک ہُوا کیا ہی اچھا ہُوا ❁ سر تری تلوار کی راہ میں فدا ہُوا کیا ہی اچھا ہُوا

دل ہُوا خاکِ سرِ کوے وفا خوب ہُوا

سر ہُوا تیغ پہ تیری جو فدا خوب ہُوا

دل قطرۂ اشکے شُد و غلطید بپایت

یں خوں شُدہ ہم چشمِ حنا شُد چہ بجا شُد

دل قطرۂ اشک میں ڈھل کر ترے پاؤں پر نثار ہُوا ❁ دل خون ہو کر ہم رنگِ حنا ہُوا کیا ہی اچھا ہُوا

بن کے آنسو دل مرا قدموں پہ تیرے گر گیا

گویا خوں ہو کر ہُوا مثلِ حنا ! اچھا ہُوا

❁ ❁ ❁

با رُوے تو گُل لافِ طراوت زد آں رُو

پا مالِ رہِ بادِ صبا شُد چہ بجا شُد

گُل نے ترے رُخ کے مقابل شگفتگی کا دعویٰ کیا ❁ اس کی سزا میں صبا نے پامال کیا، اچھا کیا

کی گُل نے تعلّی ترے رُخسار کے آگے

گستاخ کو پامال کِیا بادِ صبا نے !

❁ ❁ ❁

کینۂ خصمِ بد اندیش ملایم گفتار

نیشِ خاریست کہ دَر آب نہاں می باشد

دشمنِ بد اندیش کی نرم گفتگو ایسا کینہ ہے ❁ گویا خار کی نوک پانی میں پوشیدہ ہے

گفتگوے نرم دشمن، کینۂ پوشیدہ ہے

جیسے نوکِ خار پانی میں نہاں ہو جائے ہے

برنگِ سایہ اَم عبرت نمائے چشمِ مغروراں

مَرا ہر کس کہ می بیند نگاہے زیرِ پا دارد

میرا سایہ مغرور آنکھوں کے لیے عبرت نما ہے ❁ مجھے جو بھی دیکھتا ہے اس کی نگاہ زیرِ پا آجاتی ہے

میرا سایہ درسِ عبرت ہے پئے اہلِ غرور

دیکھنے والا مجھے، دیکھے ہے آخر زیرِ پا

❁ ❁ ❁

نسیمِ زُلفِ تو، صُبح گُزشت از گلشن

ہنوز سلسلۂ موجِ گُل، بجُوں خیز است

❁

نسیمِ زُلف تیری صُبحدم گُلشن سے گُوری تھی

مگر زنجیرِ موجِ گُل بجُوں آثار ہے اب تک!

❁

بُلبُل بہ نالہ، حرفِ چمن را مُفسِّر است

یارب! زَبانِ نکہتِ گُل ترجُمانِ کیست؟

❁

اگر حرفِ چمن کا نالۂ بُلبُل مُفسِّر ہے

الٰہی! ہے زبانِ نکہتِ گُل ترجُماں کس کی؟

نمی باشد ز ہم ممتاز نقصان و کمال ایں جا

خطِ پرکار دَر ہر ابتدا ے انتہا دارَد

یہاں نقصاں و کمال میں امتیاز نہیں ہے ❁ خط پرکار کی ہر ابتدا، انتہا رکھتی ہے

یہاں ممکن نہیں ہے فرق ناقص اور کامل میں

خطِ پرکار کی ہر ابتدا میں انتہا بھی ہے



تاَمُّل رُتبہ ٔ افکار پیدا می کند بیدؔل!

بخاموشی نفسہا سوخت مریمؑ تا مسیحا شد

بیدؔل! تفکر بلند خیالات پیدا کرتے ہیں ❁ مریمؑ نے خوشی اختیار کی تو مسیحا پیدا ہوئے

بُلند افکار خاموشی سے پیدا ہوتے ہیں بیدؔل

رکھا مریمؑ نے چپ کا روزہ تو عیسیٰؑ ہُوئے پیدا



ز وہم مُتّہِم ظرفِ کم نخواہی شد

مُحیط اگر نشدے قطرہ ہم نخواہی شد

کسی صورت کم ظرفی کا الزام نہ لے ❁ اگر سمندر نہیں بن سکتا تو قطرہ بھی نہ بن

کسی صورت نہ لے الزام کم ظرفی کا اپنے سر

سمندر نہیں بن سکتا تو قطرہ بھی نہ بن ہرگز

سحرِ طلوعِ گُلِ دُعا کہ مرادِ اہلِ ہم رسد
دلِ سر دمردۂ حرص را ہمہ دودِ آہ والم رسد

سحر کا وقت ہے دُعا کر کہ اہلِ ہمت کو مراد حاصل ہو ❁ اور سرد و مردہ دلوں کو دودِ آہ والم دے

ہے سحر طلوع! دُعا کرو کہ مرادِ اہلِ ہم ملے
دلِ سرد مردۂ حرص کو ہمہ آہ و دَرد والم ملے

(بیدل کے صنعتِ غیر منقوط شعر کا ترجمہ بھی صنعتِ غیر منقوط میں کیا گیا ہے)



بے زبانی ہائے بیدلؔ! عالمے را داغ کرد
از خموشی برقِ ایں آتش بخشک تر رسید

بیدلؔ! کی بے زبانی نے اک عالم کو جلا دیا ہے ❁ خموشی کی اس آگ کے شعلے خشک وتر تک پہنچ گئے

کر دیا بیدلؔ! خموشی نے مری دُنیا کو راکھ
خشک وتر تک ہے رسائی آتشِ خاموش کی!



کس نیامد محرمِ رازِ نفس دُزدیدنم
ورنہ ایں شمعِ خموش از دودمانِ نالہ بود

کوئی بھی سینے میں گھٹ جانے والی آہ کا محرم نہیں ❁ ورنہ یہ شمعِ خموش خاندانِ نالہ سے ہے

آہ جو دل میں گھُٹی اُس کا کوئی محرم نہیں
ہے یہ شمعِ بے زباں بھی خاندانِ نالہ سے

سرِ در جیب آزاد است از ہر اک آفت ہا
مُقیمِ گوشۂ دل حکمِ آہوے حرم دارد
گریباں گیر سر ہر آفت سے محفوظ رہتا ہے ❁ گوشۂ دل میں مُقیم، آہوے حرم کی مثال ہے

گریباں گیر سر آزاد ہر آفت سے رہتا ہے
مُقیمِ گوشۂ دل، مثلِ آہوے حرم ٹھہرا



خاکدانِ دہر بیدلؔ! مرکزِ آرام نیست
خواب ما آخر بریں بستر پریشاں می شود
بیدلؔ یہ خاکدانِ عالم آرام کی جگہ نہیں ❁ میرا خواب آخر اسی بستر پہ بکھر جائے گا

خاکدانِ زندگی بیدلؔ! نہیں جائے سکون
منتشر ہو گا اِسی بستر پہ خوابِ زندگی



ایں زمین و آسماں ہنگامۂ شور است و بس
گر بود آسودگی در عالمِ دیگر بود
ہنگامۂ شور کے سوا یہ زمین و آسماں کچھ بھی نہیں ❁ راحت اک اور عالم میں ہے، یہاں نہیں

یہ زمین و آسماں بس شورِ بے ہنگام ہے
اور عالم ہے، مُیسّر ہے جہاں آسودگی

بگلشن گر بگویم وصفِ لعلِ میفروشِ او

بحسرت شاخِ گل از آستیں ساغر برون آرد

گلشن میں اگر اس کے لبِ میفروش کی توصیف کروں ❁ شاخِ گل تمنا سے میں آستین سے ساغر نکالے

جو گلشن میں لبِ لعلینِ میگوں کا کروں چرچا

تو شاخِ گل لیے ساغر، گدائی کے لیے نکلے



کشادِ دل نتواں خواستن ز قطعِ اُمید

بنا خنے کہ بریدند عُقدہ وا نشود

مایوس سے کشادہ دلی کی خواہش نہ رکھ ❁ کٹے ہوئے ناخن سے گرہ نہیں کھلتی

نہ ہو دل تنگ کیوں انسان جب مایوس ہو جائے

گرہ کُھل ہی نہیں سکتی اگر ناخن بریدہ ہو



چہ افسونست یارب! چشم بندیہاے اُلفت را

کہ بُلبُل جُز چمن، پروانہ جُز محفل نمی داند

الٰہی! چشم بندانِ اُلفت پہ یہ کیا جادو ہے کہ ❁ بلبل و پروانہ، چمن و محفل کے سوا کچھ نہیں جانتے

یہ کیا جادو کیا یارب! نظر بندانِ اُلفت پر

کہ بُلبُل بس چمن، پروانہ بس محفل پہ شیدا ہے

دل باز بہ جوشِ یارب! آمد

شب رفت و سحر نشد، شب آمد

دل میں پھر جوشِ یارب! گونجا ❁ رات گئی سحر نہ ہوئی، رات آگئی

دل میں پھر ہنگامۂ آوازۂ یارب! ہُوا

رات گزری، دن نہ نکلا، رات پھر سے آگئی



اَز اہلِ دُوَل حیا مجو بید

اخلاق کجاست؟ منصب آمد

حاکموں میں حیا تلاش نہ کرو ❁ ان تک اخلاق نہیں منصب آیا ہے

حکمرانوں میں نہ کر خُلق و مُروّت کی تلاش

اِن میں اخلاق نہیں، غرّۂ منصب آیا



بیدؔل! نشدَم دُچارِ تحقیق

آیینہ بدستِ من شب آمد

بیدؔل! میں تحقیق نہ کر سکا ❁ آئینہ رات کو میرے ہاتھ آیا

بیدل! مجھے تحقیق کا موقع نہ ملا

آئینہ مرے ہاتھ میں شب کو آیا

خوں بدل، خاک بسر، آہ بلب، اشک بچشم
بے جمالے تو چہا بر منِ مسکیں آمد
دل خون، سر پہ خاک، لب پہ آہ، آنکھ میں آنسو ❁ ترے جمال کی فرقت میں مجھ پہ کیا کچھ نہ ہوا

لبوں پر آہ، دل پُرخون، آنسو آنکھ میں اور خاک ہے سر پہ
تری فرقت میں اس مسکیں پہ کیا کیا آفتیں ٹوٹیں



از عاجزیِ من جگرِ خصم کباب است
از آب کند آتشِ سوزندہ چساں بحث



عاجزی سے میری دُشمن کا کلیجہ جل گیا
آگ ممکن ہی نہیں پانی پہ قابو پا سکے



غُبارِ شکوہ ز روشن دلاں نمی جوشد
دَر آبِ چشمۂ آیینہ، نیست شیونِ موج!



دلِ روشن دلاں سے، کب غُبارِ شکوہ اُٹھتا ہے
کہ آبِ چشمۂ آئینہ سے موجیں نہیں اُٹھتیں

ہستی برائے ہیچ کس آسودگی نہ خواست

گر دوست ایں کند بتو ، دشمن چہ می کند

زندگی کسی کو آسودہ دیکھنا نہیں چاہتی ❁ جب دوست یہ کرتا ہے تو دشمن کیا کرے گا

ہستی کسی کے واسطے راحت طلب نہیں

یہ حال دوست کا ہے،تو دشمن سے کیا امید

❁ ❁ ❁

دَر جستجوے ما نہ کشے زحمتِ سراغ

جاے رسیدہ ایم کہ عنقا نمی رسد

میرے سُراغ کے لیے تو جستجو نہ کر ❁ جہاں میں ہوں وہاں عنقا کی پہنچ نہیں

مری تلاش میں تو زحمتِ سراغ نہ کھینچ

میں اُس جگہ ہُوں کہ عنقا نہیں پہنچ سکتا

❁ ❁ ❁

نیست دیوانہ ز کیفیّتِ صحرا غافل

از جنوں ہم سبَقِ ہوش گرِفتن دارد

دیوانہ صحرا کی کیفیت سے بے خبر نہیں ❁ وہ جنوں سے بھی ہوش کا سبق حاصل کرتا ہے

کیفیّتِ صحراے دیوانہ نہیں غافل

سیکھے ہے جنوں سے بھی وہ درسِ خودآگاہی

گُل بسر، جام بکف، آں چمن آئین آمد
میکشاں مُژدہ، بہار آمد و رنگین آمد

وہ جانِ چمن تاجِ گُل بسر، جام بکف آیا ہے ❁ میکشو مُژدہ کہ بہار رنگینی اور رعنائی کے ساتھ آئی

گُل بسر، جام بکف، وُہ چمن آرا آیا
میکشو! مُژدہ کہ عہدِ گُل و بادہ آیا

❁❁❁

غیرِ من زیں قُلزُمِ حیرت حبابے گل نہ کرد
عالمے صاحب دل است امّا کسے بیدل نشد

اس بحرِ حیرت میں میرے سوا کوئی حباب نہ اُبھرا ❁ دُنیا میں دل والے بہت ہیں مگر بیدل کوئی نہیں

کوئی اِس قُلزُمِ حیرت میں نمایاں نہ ہُوا
صاحبِ دل تو بہت ہیں کوئی بیدل نہ ہُوا

❁❁❁

خِفّت مکش از خلق و باظہارِ غِنا کوش
ہر چند بدستِ تو زر و مال نباشد

قناعت اختیار کر، ہاتھ پھیلا کر ذلیل نہ ہو ❁ ہر چند کہ تو زر و مال نہیں رکھتا

خِفّت نہ اُٹھا خلق سے، اظہارِ غِنا کر
ہر چند ترے پاس زر و مال نہیں ہے

شکوہے کہ دارد جہانِ قناعت

بجا قآن و قیصرؔ نباشد نباشد

جو شکوہ و شان جہانِ قناعت میں ہے ❁ وہ دربارِ خاقآن و قیصرؔ میں نہیں

قناعت میں جو ہے شکوہ و تجمّل

وُہ خاقآن و قیصرؔ میں ہرگز نہیں ہے

❁❁❁

خروشِ بے مزہ صوفیاں کباب کرد

دُعا کنید کہ میخانہ خانقاہ شود

صوفیوں کی بے مزہ ہاے وہو مرا دل جلاتا ہے ❁ دُعا کرتے ہیں کہ میخانہ، خانقاہ بن جائے

مجھے کباب کرے ہے یہ صوفیوں کا خروش

دُعا یہ کرتے ہیں میخانہ صومعہ ہو جائے

❁❁❁

بیدِلؔ! کسے، بعرشِ حقیقت نمی رسد

تا خاکِ راہِ احمدِ مُرسَل نمی شود

بیدِلؔ! کوئی عرشِ حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا ❁ جب تک کہ خاکِ راہِ احمدِ مُرسَل نہ ہو

حقیقت نُورِ مطلق کی وُہی سمجھے گا اے بیدِلؔ

جو راہِ سُنّتِ خیرُ البشر میں گامزن ہو گا

مُدّعی ! در گُور از دعویِ طرزِ بیدِلؔ !

سحر مشکل کہ بکیفیتِ اِعجاز رَسَد!

اے مُدّعی! طرزِ بیدِلؔ کے دعوے سے باز آ! ❁ مشکل ہے کہ جادُو مقامِ اِعجاز تک پہنچے!

کرنہ دعویٰ، طرزِ بیدِلؔ کا کبھی اے مُدّعی

سحر کی کیا قدر، اِعجازِ سخن کے سامنے!



اگر دشمن تواضع پیشہ است، ایمن مشو بیدِلؔ

بخوں ریزی بود بے باک، شمشیرے کہ خم دارد

بیدِلؔ اگر دشمن اِنکسار ظاہر کرے تو خوش نہ ہو ❁ خمیدہ تلوار خوں ریزی میں زیادہ کارگر ہوتی ہے

تواضع سے اگر پیش آئے دشمن، خوش نہ ہو بیدِلؔ

کہ شمشیرِ خمیدہ اور بھی خوں ریز ہوتی ہے!



مدارائے زِشت صورت خواہشِ تحسینِ حق گویاں

کہ اسبابِ خوشامد، خانۂ آیینہ کم دارد!

اے بدصورت سچوں سے تعریف کی اُمید نہ رکھ ❁ خانۂ آئینہ میں اسبابِ خوشامد نہیں ہوتا

نہ رکھ اے زِشت صورت خواہشِ تحسینِ حق گویاں

بَری ہے سیرتِ آئینہ، اِلزامِ خوشامد سے!

صدائے خامُشاں، دَر پردۂ دُودِ دِلست ایں جا

نگوئی، شمع تنہا گریہ دارد، نالہ ہم دارد

دِل سے اُٹھتا دُھواں چُپ رہنے والے کی آواز ۞ یہ شمع صرف روتی نہیں فریاد بھی کرتی ہے

بہ شکلِ دُودِ دِل یاں خامُشی فریاد کرتی ہے

نہیں ہے صرف گریاں شمع وہ نالہ کُناں بھی ہے

۞ ۞ ۞

سوزِ دِلم از گریہ، چرا محو نگردد

بَر آتش اگر آب ظفر داشتہ باشد

مرا سوزِ دِل رونے سے دُور کیوں نہیں ہوتا ۞ اگر پانی آگ پر فتحیاب ہوتا ہے

کیوں گریہ مرے دِل کی تپش کم نہیں کرتا

کہتے ہیں کہ آتش پہ ظفریاب ہے پانی!

۞ ۞ ۞

دُرشت خُو، تکلّش عافیت ثمر نبود

صدائے تارِ رگِ سنگ، بجُز شرر نبود

سخت مزاج کی بات میں اثر نہیں ہوتا ۞ پتھر کی آواز چنگاری کے سوا کچھ نہیں ہے

دُرشت خُو کا سخن دِل نشیں نہیں ہوتا

صدائے سنگ، شرر کے سوا کچھ اور نہیں!

سُراغِ منزلِ مقصد، ز خاکساراں پُرس
کسے چو جادہ، دریں دَشت راہبر نبوَد!

خاکساروں سے منزلِ مقصود کا پتا پوچھو، اس دشت میں راستے سے اچھا کوئی رہنما نہیں ہوتا

نشانِ منزلِ مقصود پُوچھو، خاکساروں سے
کوئی رَستے سے بہتر رہبرِ منزل نہیں ہوتا!



دَرمحبت نیز رنگِ زَرد دارَد اعتبار
ہر کسے را شمعِ عزّت روشن از زَرمی شوَد



ہے محبت میں بھی رنگِ زَرد عالی اعتبار
روغنِ زَر سے جلاتے ہَیں سبھی شمعِ وقار



اتفاق است آنکہ ہر دُشوار آساں می کنَد
ورنہ اَز تدبیر یک ناخن گرہ نتواں کشود



سہل ہو جاتی ہے ہر مشکل بہ یُمنِ اتفاق
ایک ناخن سے گرہ کھل جائے ممکن ہی نہیں

چراغِ برقِ تحقیقے ، نمی باشد دریں وادی

سیاہی کرد ایں جا ، گر ہمہ خورشید پیدا شُد

جب چراغِ تحقیق اس وادی میں نہیں ہے تو ❁ یہاں کتنے ہی خورشید پیدا ہوں ، تیرگی کم نہیں ہوگی

نہیں ہے جب چراغِ برقِ تحقیق اِس زمانے میں

اندھیرا ہی رہے گا ، لاکھ ہوں شمس و قمر پیدا!



غیر را در دِل شکوہِ عشق گنجایش نداد

خانۂ خورشید از خورشید مالا مال بود

شکوہِ عشق نے ، دِل میں غیر کی جگہ نہیں چھوڑی ❁ جس طرح خانۂ خورشید میں صرف خورشید ہے

غیر کی دِل میں نہ چھوڑی جا شکوہِ عشق نے

خانۂ خورشید ، مالا مال ہے خورشید سے



گرانے نیست ، اسبابِ جہاں دوشِ تجرُّد را

اَلِف با ہر چہ آمیزد مُحال است ایں کہ نُوں گردد

شانۂ تجرُّد پر اسبابِ دُنیا بوجھ نہیں ہوتا! ❁ اَلِف کسی حرف سے مِل کر نون نہیں بنتا

نہیں لاتا ہے خاطر میں تجرُّد ، بارِ دُنیا کو

اَلِف تحریر میں جیسے بھی آئے خَم نہیں ہوتا

دوش ، جبر و اختیارے مبحثِ تحقیق داشت

جُز بحیرت دَم نزد بیدلؔ ! چہ سازد بندہ بود؟

کل موضوعِ بحث وتحقیق ، جبر و اختیار تھا ۞ بیدلؔ حیرت زدہ خاموش رہا، کیا کرتا بندہ جو تھا

گفتگو تھی اختیار و جبر کی تحقیق میں

بندۂ مجبور بیدلؔ ، دَم بخود سُنتا رہا!

۞۞۞

خراباتِ یقیں فرقے ندارد ظرف ومظروفش

مے و مینا ہماں ، یکدانۂ انگور می باشد

اہلِ یقین ظرف اور مظروف میں فرق نہیں کرتے ۞ دانۂ انگور بیک وقت شراب اور ظرفِ شراب ہے

فرق ہم کرتے نہیں ہیں ظرف اور مظروف میں

دانۂ انگور خود میں ، مے بھی ہے ، مینا بھی ہے

۞۞۞

مَن و سازِ دُکانِ خودفروشیہا چہ حرف است ایں

جُنونے ایں فُضولے ، در سرِ منصورؔ می باشد

میں دُکانِ خودفروشی کھولوں! یہ کیا بات ہے؟ ۞ یہ جنونِ فضول تو سرِ منصورؔ میں ہے

سجاؤں مَیں دُکانِ خودفروشی ، یہ نہیں ممکن!

یہ سودا تو فقط مخصوص ہے ، منصورؔ کے سَر سے

بندگی ، شاہی ، گدائی ، مُفلسی ، گردن کشی

خاکِ عبرت خیزِ ما ، صد رنگ تُہمت می کشد

بندگی ، شاہی ، گدائی ، مُفلسی ، گردن ، کشی ❁ میری عبرت خیز خاک پر کتنی تُہمتیں لگی ہیں

”بندگی ، شاہی ، گدائی ، مُفلسی ، گردن کشی“

کس قدر اِلزام ہیں ، اِک ذرّۂ ناچیز پر!



رنجِ دُنیا ، فکرِ عُقبیٰ ، داغِ حرماں ، دردِ دل

یک نفس ہستی ، بدوشم عالمے را بار کرد

غمِ دُنیا ، خیالِ آخرت ، داغِ محرومی ، دردِ دل ❁ اک پل کی زندگی پر دُنیا بھر کا بوجھ رکھ دیا

”رنجِ دُنیا ، فکرِ عُقبیٰ ، داغِ حرماں ، دردِ دل“

ایک جانِ ناتواں پر ، بوجھ اِتنا رکھ دیا!



در خموشی ، لفظ و معنیٰ قابلِ تفریق نیست

حرفِ بے رنگ از کشادِ لب ، دو پہلو می شود

خموشی میں ، لفظ و معنیٰ کی تفریق نہیں ہو سکتی ❁ حرفِ سادہ منہ سے نکل کے دو پہلو ہو جاتا ہے

بے لباسِ لفظ و معنیٰ سے ، خموشی بے نیاز

صوت بن کر ، فکر میں تفسیر کے پہلو بہت!

کَسی جُراَتِ کارے کہ نباید کردن

گر شَوی ایں قدر آگہ کہ خدا می بیند

کوئی اُس کام کی جُراَت نہ کرے جو نہ کرنا چاہیے ❁ اگر اِس بات کو جان لے کہ خدا دیکھ رہا ہے

غیر ممکن کہ ہے سَرزَد ہو کبھی تم سے گُنہ

بات گر اِتنی سمجھ لو کہ خدا دیکھتا ہے



مَرداں ز اِستقامت و ہمّت ، برنگِ شمع

اَز جا نمی روند ، اگر سَر بُریدہ اَند

اہلِ اِستقامت و عزیمت شمع کی طرح ❁ اپنی جگہ سے نہیں ہلتے ، چاہے سَر قلم ہو جائے

مَردانِ اِستقامت و ہمّت ، مثالِ شمع

اپنی جگہ سے ہلتے نہیں ، چاہے سَر ہی جائے



ز تیغِ یار سَرِ ما ، بُلند شُد بیدِلؔ!

بہ مَوج ، خیمۂ نازِ حَباب می بافند

بیدِلؔ میرا سَر شمشیرِ یار سے اونچا ہُوا ❁ جس طرح حباب کا خیمۂ ناز ، مَوج سے بُنا گیا

شمشیرِ یار نے کِیا بیدِلؔ کا سر بُلند

یعنی بُنا ہے مَوج نے خیمہ حَباب کا

بَر ما خطا گرِفتن، اَز کیشِ شرم دُور است
کَس عیبِ کَس نہ بیند، تا بے حیا نباشد

خطا پر گرفت کرنا آئینِ شرم سے دور ہے ۞ لوگوں کے عیب، بے حیا ہی دیکھتا ہے

اِس لیے چشم پوش ہُوں، میرا یہ اِعتقاد ہے
اصل میں بے حیائی ہے دیکھنا دُوسروں کے عیب



اندیشۂ خود بینی اَز وضعِ اَدب دُور است
آیینہ نمی باشد، آنجا کہ حیا باشد!

اَدب کے تقاضے سے خود بینی مناسبت نہیں رکھتی ۞ جہاں حیا ہو، وہاں آئینہ نہیں ہوتا

خود بینی نہیں ہرگز، آئینِ اَدب کیشاں!
ہوتی ہے حیا جس جا، آئینہ نہیں ہوتا!



دِلِ مُردہ غافِل اُفتاد، زِ مآلِ کارِ ہستی
سَرِ زِندہ ندارد کہ غمِ فنا ندارد

مُردہ دل ہی زندگی کے انجام سے غافل ہے ۞ کوئی باہوش ایسا نہیں ہے، جسے فنا کا غم نہ ہو

مآلِ کارِ ہستی سے دِلِ مُردہ ہی غافل ہے
نہیں کوئی سَرِ زندہ، فنا کا غم نہ ہو جس کو!

زترانہ ہائے اِبرام، خجل است فطرت اما
چہ کند زبانِ سایل کہ غرض حیا ندارد!
مسلسل تقاضوں سے میری فطرت شرماتی ہے ضرورت مند کیا کرے، غرض بے شرم ہوتی ہے

نواہائے اِلتجا سے، گو خجل ہے میری فطرت
کرے کیا زبانِ سائل کہ غرض حیا سے عاری



چوں یقیں مُنحرِف اُفتاد، دلایل بالید
راستی رفت کہ ممنونِ عصایم کردند



بے یقیں انسان لیتا ہے دلیلوں کی مدد
قد جھکے تو آدمی ہوتا ہے ممنونِ عصا









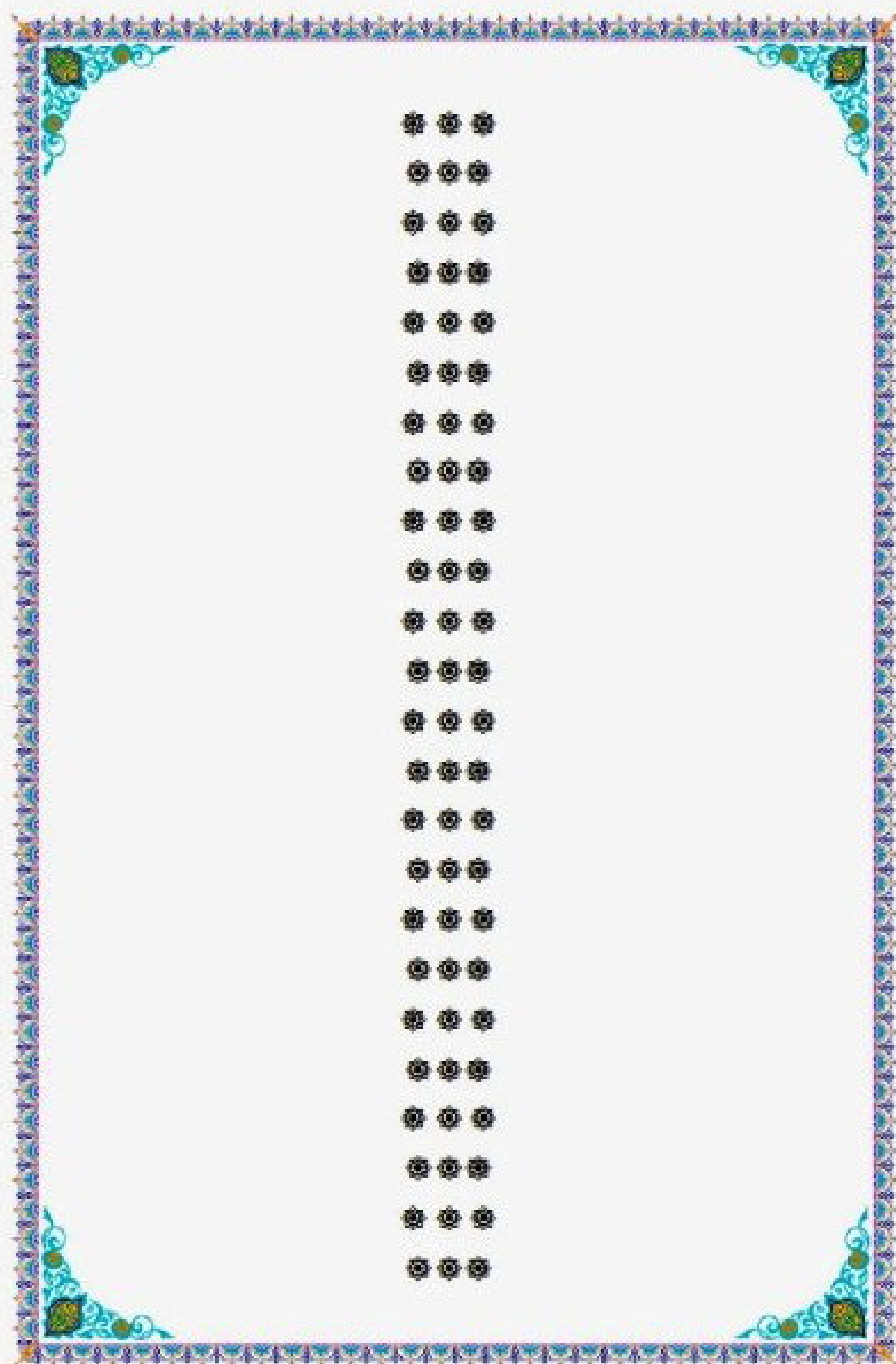












شابت قِیام و شیب رُکوع وفنا سُجود
دَر ہستی و عدم نتواں جُز نماز کرد



قِطعہ

قِیام یعنی جوانی ، بڑھاپا یعنی رُکوع
فنا! علامتِ سجدہ ہے بندگی کے لیے
یہ راز کاش سمجھ لے تو زندگی بن جائے
حیات و موت عِبادت ہے آدمی کے لیے



مندرجہ بالا شعر کا ترجمہ قطعے کی صورت میں کیا گیا











کدام قطرہ کہ صد بحر در رکاب ندارد

کدام ذرّہ کہ طوفانِ آفتاب ندارد

قطرہ کہاں ہے جس میں سیکڑوں سمندر نہ ہوں ❁ کوئی ذرّہ نہیں کہ ہزاروں آفتاب نہ رکھتا ہو

موجزن ہیں ایک قطرے میں سمندر سیکڑوں

ایک ذرّے میں ہیں پوشیدہ ہزاروں آفتاب



سازِ طربِ محفلِ اقبال شکست است

جامے کہ شنیدی تو، فلک بر سرِ جم زد!

خوش بختی کے سازِ طرب کا انجام ٹوٹ جانا ہے ❁ جس جام کی دھوم تھی فلک نے جم کے سر پہ مارا

ہر اک سازِ طرب کا ٹوٹ جانا ہی مقدر ہے

فلک نے ساغرِ جمشید اُس کے سر پہ دے مارا



رمز آشنائے معنیٰ، ہر تیرہ سر نباشد!

طبعِ سلیم فضل است، ارثِ پدر نہ باشد!

علم کا ہر مقتدی، معنیٰ آشنا نہیں ہوتا ❁ طبعِ سلیم انعامِ خدا ہے، میراثِ آب و جد نہیں

رُموزِ حرف و معنیٰ، ہر کسی پر کھل نہیں سکتے

سُخن فہمی ہے فضلِ رب نہیں میراثِ آبائی!

دِل چو آزادِ تعلُّق شُد ، مُنوَّر می شود

قطرہ کز موج دامن چید ، گوہر می شود

دِل علائقِ دُنیا سے آزاد ہو کر منوّر ہو جاتا ہے ✿ جیسے موج سے دامن بچا کے قطرہ موتی بن گیا

ہو کے آزادِ تعلُّق ، دِل مُنوَّر ہو گیا

مَوج سے دامن بچا کے ،قطرہ گوہر ہو گیا



از رگِ گُل می تواں فہمید مضمونِ بہار

فیضِ معنیہاے ما ، تحریر روشن می کُند

مَیں نے رگِ گُل سے مضمونِ بہار سمجھا ہے ✿ میرے فیضِ معانی نے تحریر کو روشن کر دیا ہے

مَیں نے سمجھے ہیں رگِ گُل سے مضامینِ بہار

فکرِ عالی کو ، کِیا روشن مِری تحریر نے



ننگِ رُسوائی ندارد ، ساز تا خامُش نواست

رمزِ صد عیب و ہُنر ، تقریر روشن می کُند

ساز کی خاموشی اُسے رُسوائی سے محفوظ رکھتی ہے ✿ لیکن گفتگو عیب و ہُنر ، نمایاں کرتی ہے

ذِلّتِ تشہیر سے محفوظ ہے ، سازِ خموش

کاشفِ عیب و ہُنر ہے ، گفتگو انسان کی!



طبعِ خاموشاں ، بنُورِ شرم روشن می شوَد
دَر چراغِ حُسنِ گوہر ، آب روغن می شوَد

طبعِ خاموشاں نُورِ شرم سے روشن ہوئی ہے ❁ چراغِ حُسنِ گُہر کے لیے، پانی روغن بن گیا ہے

بنُورِ شرم و بفیضِ عُزلت ہُوئی ہے طبعِ خموشِ روشن
بنا ہے جس طرح آب روغن، چراغِ حُسنِ گُہر کی خاطر!



صنعتِ خُوں ریزیِ تیغش ، تماشا کردنی است
بسملِ ما ، می فشانَد بال و گلشن می شوَد

اس کی تلوار کی کاٹ دیکھنے والی ہے ❁ زخمی یوں پھڑ پھڑایا کہ مقتل گلستاں ہو گیا

دِید کے قابل ہیں اُس شمشیر کی خُوں ریزیاں
رقصِ بسمل یوں ہُوا، مقتل گلستاں ہو گیا



مباش بے خبر از دَرسِ بے ثباتیِ عُمر
کہ ہر نفس ، وَرَقے ، زیں کتاب می ریزد

عُمر کے سبق بے ثباتی سے غافل نہ رہ ❁ ہر سانس اس کتاب کے ورق کم کر رہا ہے

نہ ہو غافل ، کتابِ زندگی کی بے ثباتی سے
کہ ہر اِک سانس پر اِس کے وَرَق کم ہوتے جاتے ہیں

شوخیِ بادِ خزاں ، سرمایۂ اِکسیر داشت
نیست زیں گلشن ، پرِ کاہے کہ اُو ، زرّیں نشُد
شوخی بادِ خزاں ، کیمیا کا اثر رکھتی ہے ❁ گلشن میں کوئی تنکا نہیں جو زرّیں نہ ہو گیا ہو
شوخیِ بادِ خزاں کی کیمیا سازی تو دیکھ
اُس نے گلشن کا ہر اک تنکا سُنہرا کر دیا!



ترکِ خُودداریست مشکل ، ورنہ مُشتِ خاکِ مَن
طرفِ دامانے گر افشاند ، بیاباں می شود
ترکِ خودداری ممکن نہیں ورنہ میری مشتِ خاک ❁ اگر گوشۂ دامن جھاڑ دے تو بیاباں پیدا ہو جائے
ترکِ خُودداری ہے مشکل ، ورنہ میری مُشتِ خاک
گر جھٹک دے گوشۂ دامن ، بیاباں پیدا ہو!



چوں فنا نزدیک شُد ، مشکل بُود ضبطِ حواس
دَر دَمِ پرواز ، بال و پَر ، پریشاں می شود
فنا نزدیک ہو تو حواس کا قابو میں رہنا مشکل ہے ❁ پرواز کے وقت بال و پر یکجا نہیں رہتے
رَہیں اَوسان قائم ، وقتِ آخر غیر ممکن ہے
دَمِ پرواز بال و پَر ، پریشاں ہو ہی جاتے ہیں!



آبرو می خواہی ، از اظہارِ حاجت شرم دار
ایں ترنُّم را ، ز قانونِ حیا نسُرودہ اند

آبرو چاہتا ہے تو ، ضرورت کا اظہار نہ کر ❁ کہ سازِ حیا پہ یہ راگ نہیں گایا جاتا!

اگر ہے خواہشِ عزّت ، نہ پھیلا اپنے دامن کو!
نہ گایا جائے گا ، سازِ حیا پر نغمۂ حاجت!



سُراغ عاقبت خواہی ، بمیدانِ شہادت رَو
کہ صد بالینِ راحت ، از پَرِ یک تیر می جوشد

مغفرت کی طلب ہے تو میدانِ شہادت کا رُخ کر ❁ صد بستر راحت ، ایک پرِ تیر میں جوش زن ہیں

سُراغِ خُلد ، میدانِ شہادت ہی سے ملتا ہے
کہ پَروازِ پرِ یک تیر پہنچاتی ہے جنّت میں



از کفِ بے مایگاں ، کار کشائی مخواہ
دَست چو کوتاہ شد ، ناخنِ پا می شود

دستِ بے مایہ سے کار کشائی کی توقّع نہ کر ❁ خالی ہاتھ ، پاؤں کے ناخن کی طرح ہو جاتا ہے

دَستِ بے زَر سے کِسی کو فائدہ ہوتا نہیں
دَستِ بے زر ناخنِ پا کی طرح بے فیض ہے



حرص بصد عزّ و جاہ، دَر ہمہ صورت گداست
گر بقناعت رَسے، فقر غِنا می شوَد

لالچی عزت وجاہ کے باوجود بھکاری ہے ❁ محتاج قناعت سے، غنی کا ہم رتبہ ہو جاتا ہے

حریصِ جاہ و عزت تو بہر صورت گداگر ہے
قناعت کو اگر پہنچے تو مُفلس بھی تونگر ہے



سخن در پردہ خوں سازے بہ است از عرض اظہارش
کہ از تحسینِ ایں بے دانشاں، دُشنام می خیزد



رہو خاموش کم فہموں کے آگے یہ ہی بہتر ہے
کہ اِن بے دانشوں کی داد بھی دُشنام ہوتی ہے



گُل بسر، جام بکف، آں چمن آئین آمد
میکشاں مُژدہ، بہار آمد و رنگین آمد



گُل بسر، جام بکف وُہ چمن آرا، آیا
میکشو! مُژدہ کہ عہدِ گُل و بادہ آیا



گفتگو کم کُن ، اگر عافیت مَنظور است

بحر ہم می رَوَد اَز خود ، چو ہَوا بیش شوَد

اگر عافیت مَنظور ہے تو زیادہ باتیں نہ کر ❁ ہَوا تیز ہو تو سمندر بھی حد سے گزر جاتا ہے

گفتگو اِتنی نہ کر ، گر عافیت مَنظور ہے

بحر بھی خود میں نہیں رہتا ، ہَوا گر تیز ہو!

❁ ❁ ❁

سرمایۂ نشاطِ تُو ، رَفعِ تعلُّق است

اَز ترکِ بَرگ ، نَے بمقامِ نوا رسید!

تیری خوشی اسی میں ہے کہ دُنیا سے اجتناب کر ❁ بانسری پتوں کو ترک کر کے مقامِ نغمہ تک پہنچی

ترکِ تعلُّقاتِ دہر ، وجہِ مسرّت و نشاط

بَرگ سے بے نیاز نَے ، نغمہ مقام ہو گئی!

❁ ❁ ❁

وحدَت سَرائے دِل نشوَد جلوہ گاہِ غیر

عکس است تُہمتے کہ بَر آئینہ بستہ اَند

وحدت آباد دل اغیر کی جلوہ گاہ نہیں ہے ❁ عکس ایک تُہمت ہے جو آئینے پر لگائی گئی ہے

وحدَت سرائے دِل میں نہیں غیر کا مُقام

آئینے پر ہے عکس کی تُہمت لگی ہُوئی!

❁ ❁ ❁

بداغِ آرزوے ، می تواں تعمیرِ دِل کردن

بنائے خانۂ آئینہ ، یک دیوار بس باشد

مَیں نے داغِ آرزو پہ خانۂ دل کی بنیاد رکھی ❁ تعمیر خانۂ آئینہ صرف اِک دیوار سے ہوئی

فقط اِک آرزو پر ، خانۂ دِل کی بنا رکھی

اَساسِ خانۂ آئینہ ، اِک دیوار کافی ہے !

ترسَم شود آزردہ ز تابِ نگہَ گرم

رُخسارِ تُو، اَز سایۂ مِژگاں گِلہ دارَد

ڈرتا ہوں مری نگاہ کی تپش سے خفا نہ ہو جائے ❁ تیرا رُخسار! پلکوں کے سائے سے گلہ رکھتا ہے

کیا گرم نگاہی سے وُہ آزردہ نہ ہو گا ؟

رُخسار! جسے سایۂ مِژگاں سے گِلہ ہے!



آیئنۂ دِل را ، زنفَس نیست رَہائی

دَریا عبَث اَز شوخیِ طوفاں گِلہ دارَد

جب آئینۂ دل کو سانسوں سے رہائی نہیں ہے ❁ تو دریا کو طوفان کے زور سے عبث شکایت ہے

آزادِ نفَس ، آیئنۂ دِل بھی نہیں ہے

پھر بحر کو کیوں شوخیِ طوفاں سے گِلہ ہے؟



از طاقتِ داغم جگرِ شعلہ کباب است

از آبلہ ام ، خارِ مغیلاں گِلہ دارد

مرے داغِ دل کی تابانی سے جگرِ شعلہ کباب ہو گیا ❁ مرے پاؤں کے چھالوں سے کانٹے شاکی ہیں

داغوں سے مرے ، ہے جگرِ شعلہ کو چشمک

چھالوں سے مرے ، خارِ مُغیلاں کو گلہ ہے



بیدلؔ ! منم آں گوہرِ دریائے تحمّل

کز لنگرِ مَن ، شورشِ طوفاں گِلہ دارد

بیدلؔ میں دریائے تحمّل کا وہ موتی ہوں ❁ جس کی برداشت سے شورشِ طوفاں عاجز ہے

دریائے تحمّل کا وُہ گوہر ہُوں مَیں بیدلؔ!

ہمّت سے مری ، شورشِ طوفاں کو گلہ ہے



جاہ را ، با آبرُوئے خاکساری با مسنج

نیست ممکن ، گردنِ موج از سرِ ساحل بُلند

اہلِ جاہ کی عاجزی کو واقعی خاکساری نہ سمجھ ❁ ممکن نہیں کہ گردنِ موج ساحل سے بلند ہو

جاہ کو تُو آبرُوئے خاکساری سے نہ تول

پست ہو جاتی ہیں موجیں آ کے ساحل کے قریب



چشمِ اہلِ جُود اگر می داشت رنگے امتیاز

ایں قدر ہر گو نمی شُد ، نالۂ سایل بُلند

اگر تنی کی آنکھ ضرورت مند کو پہچانتی ❁ تو آواز سائل اسقدر بلند نہ ہوتی

چشمِ اہلِ جُود میں ہوتا اگر ذوقِ تمیز

اِس قدر ہر گو نہ ہوتا نالۂ سائل بُلند !



با غرورِ نازِ اُو ، مشکل بَر آید عجزِ ما

گردِ مجنوں نا رسا و دامنِ محمل بُلند

اس کے غرور و ناز تک میرا عجز نہیں پہنچ سکتا ❁ خاکِ مجنوں کی رسائی محملِ لیلیٰ تک نہیں ہوتی

اُس کے کبر و ناز پر ، غالب نہ ہوگا میرا عجز

گردِ مجنوں نا رسا ہے ، دامنِ محمل بُلند !



چوں بآسایش رسیدے شُعلۂ دل مُردہ گیر

اَز جرس مشکل کہ گردد نالہ دَر منزل بُلند !

راحت حاصل ہو تو شعلۂ دل تابندہ نہیں رہتا ❁ منزل پر پہنچ کر جرس خاموش ہو جاتی ہے

ہو اگر آسُودگی حاصل تو بُجھ جاتا ہے دل

منزلِ مقصود پر خاموش رہتی ہے جرس

غُبارے نیست اَز پست و بُلندِ مَوجِ دَریارا
حقیقت بے نیازِ اختلافِ کُفر و دیں دارَد

موجِ دریا کی پستی وبلندی سے غبار نہیں اُٹھتا ❁ حقیقت، اختلافِ کفر و دیں سے بے نیاز ہے

نہیں ہوتی غُبار آلودہ ہر گز مَوجِ دَریا کی
ہے بالاتر حقیقت، اختلافِ کُفر و ایماں سے

دَرسِ کتابِ معرِفت، حوصلہ خواہِ خاموشیست
گر سُخَت بُلند شُد، تا سَرِ دار می رسَد

کتابِ معرفت کا خاموشی کا مطالبہ کرتی ہے ❁ اگر تو نے راز افشا کیا، تو سرِ دار جانا ہو گا

دَرسِ کتابِ معرِفت، طالبِ ظرف وضبط ہے
جس نے کِیا سُخَن بُلند مُوجِبِ دار ہو گیا



گر نہ مَنظورِ کرَم، بَخشِشِ عِبرَت باشَد!
چہ خیالیست کہ دَولت با اَراذِل بَخشَد

اگر کریم! درسِ عبرت دینا نہیں چاہتا تو ❁ کیسی عجیب بات ہے کہ رذیلوں کو دولت بخشی

دَرسِ عبرت نہیں مَنظور، تو اے صاحبِ جُود!
کیا قیامت ہے، رَذیلوں کو عطا کی دَولت؟



مُنعماں از اثرِ یک گرہِ پیشانی
راہِ صد رنگِ طلب، بَر لبِ سایل بستند
صاحبانِ زر نے، تیوری کے ایک بَل سے ❁ سائلوں پر، طلب کا، ہر راستہ بند کر دیا

مال داروں نے چڑھا کر تیوری قبلِ طلب
سائلوں پر بند کر دی ہے، ہر اک راہِ سوال!



از اہلِ دُوَل حیا مجو یید
اخلاق کجاست؟ منصب آمد!



حکمرانوں میں نہ کر خُلق و مُروّت کی تلاش
اِن میں اخلاق نہیں، غرّۂ منصب آیا



بیدلؔ! نہ شدم دُچارِ تحقیق
آیینہ بدستِ من شب آمد



بیدل! مجھے تحقیق کا موقع نہ ملا
آئینہ مرے ہاتھ میں شب کو آیا

کینہ می باید رواج ، از سَردمہری ہائے دہر
آبروئے آتش افزوں ، در زمستاں می شوَد

زمانے کی سرد مہری سے کینہ رواج پائے گا ❁ سردی میں آگ کی قدر بڑھ جاتی ہے

سَرد مہری سے جہاں کی پائے گا کینہ رواج
موسمِ سَرما میں، بڑھ جاتی ہے قیمت آگ کی!



چارہ نتواند نُہفتن ، رازِ ما خونیں دِلاں
زخمِ گُل از بخیۂ شبنم نمایاں می شوَد

ہم زخمی دلوں کا حال چھپ نہیں سکتا ❁ شبنم نے پھولوں کے زخم اور نمایاں کر دیے

راز ہم خونیں دِلوں کا، چھپنا ممکن ہی نہیں
زخمِ گُل شبنم کے ٹانکوں سے نمایاں تر ہُوا



تختۂ مشقِ حوادِث کرد ، مارا عاجزی
زخمِ دَنداں بیشتر ، وقفِ لب زیرینہ بُود

عاجزی نے مجھے حوادث کے لیے تختۂ مشق بنا دیا ہے ❁ کہ دانت نچلے ہونٹ ہی کو زخمی کرتے ہیں

تختۂ مشقِ حوادِث ، عاجزی نے کر دیا
زخمِ دَنداں، بیشتر لگتے ہیں نچلے ہونٹ پر!

ننگ دارد مرگ ، اَز وضعِ رُسومِ زندگی

مُردہ را، کردَند اَزیں رُو ، جامۂ ماتم سپید

موت کے لیے زندگی کی رسمیں باعث ذلت ہیں ❁ اسی لیے مُردے کا لباس ماتم سفید ہوتا ہے

زندگی کا ہر نشاں ہے موت کے نزدیک ننگ

اِس لیے پہنے ہے مُردہ جامۂ ماتم سفید

❁❁❁

زآہنگِ گدازِ دِل، مباش اے بے خبر غافل

زَبانِ شمع خاموش است ، امّا گفتگو دارد!

بے خبر! آواز گدازِ دل سے غفلت نہ برت ❁ زبانِ شمع چپ رہتے ہوئے بھی گفتگو کرتی ہے

ہے اِک اِظہار کا اُسلوب آہنگِ گدازِ دِل

زبانِ شمع چپ رہ کر بیاں کرتی ہے افسانے

❁❁❁

غافل مشو ز حالِ خموشاں کہ از حیا

صد رنگ نالہ ، دَر نِگہٗ عجز بستہ اَند

حیا سے خاموش رہنے والوں کا خیال رکھو ❁ اُن کی نگاہِ عجز میں طوفانِ فغاں پوشیدہ ہے

حیا خاموش رکھتی ہے ضرورت مند کو لیکن

نگاہِ عجز میں ،فریادِ صد آہنگ ہوتی ہے

ہر سخن سنجے کہ خواہد صید معنیہا کُند

چوں زباں می باید اوّل خلوتے پیدا کُند

جو سخنور تازہ معانی شکار کرنا چاہتا ہے ❁ وہ زبان کی طرح پہلے خلوت اختیار کرے

جو سخنور ، خواہشِ صید معانی رکھتا ہے

ہو زبان و دِل کی صورت پہلے وہ خلوت نشیں

❁❁❁

می کُند یک دیدۂ بیدار ، کارِ صد چراغ

رَوزَنے ، زیں خانۂ تاریک ، بَر دِل وا کُند

ایک دیدۂ بیدار ، کارِ صد چراغ کرتا ہے ❁ اس خانۂ تاریک نے دل پر روزن نور کھولا ہے

سَو ، چراغوں سے بھی افضل دیدۂ بیدار ہے

باعثِ تنویرِ دِل ہے ، خانۂ تاریکِ چشم!

❁❁❁

بے زَنگ دریں محفل ، آئینہ نمی باشد

آں دِل کہ تہی باشد اَز کینہ ، نمی باشد

اس محفل میں ہر آئینہ زنگ آلود ہے ❁ جو کینے سے خالی ہو ، وہ دل کہیں نہیں ہے

بے زَنگ زمانے میں ، آئینہ نہیں کوئی

ہیں دِل تو بہت لیکن ، بے کینہ نہیں کوئی

نداردِ چشمۂ حیواں ، فُسُونِ آبِ پیکانت

ز ، یادِ زخمِ او ، جاں دَر تنِ نخچیر می آید

آبِ حیات، آبِ پیکاں سے زیادہ زندگی بخش نہیں ❁ اس زخمِ پیکاں کی یاد سے شکار میں جان آتی ہے

ہے اُس کا آبِ پیکاں چشمۂ حیواں سے جاں افزا

کہ یادِ زخم سے اُس کے، تنِ مُردہ میں جاں آئے

چوں نقشِ ، ز بسکہ نگوں بخت فطرتیم

مژگاں نمی شود ، بتماشائے ما بُلند !

نقشِ پا کی طرح پست قسمت و فطرت ہوں ❁ مجھے دیکھنے کے لیے پلکیں بھی بلند نہیں ہوتیں

مَیں نقشِ پا کی طرح اِتنا پست قسمت ہُوں

بُلند ہو نہ سکیں ، میری دِید کو پلکیں !



بُنیاد پست و دعویٔ عزّت جنون کیست

مُو ، سَر بُلند نیست ، شود تا کُجا بُلند !

جو پست بُنیاد ہو، اُس کا دعویٔ عزت جنون ہے ❁ بال سربلند نہیں ہو سکتے، جتنے بھی طویل ہوں

جو پست بُنیاد ہو وُہ ہرگز، کرے نہ دعوائے شان و شوکت

ہوں کِتنے ہی اُونچے بال سَر کے، مِلے نہ اعزازِ سَر بلندی



وصفِ بہارِ حُسنش ، گر دَر چمن بگویم

چوں بُلبُل اَز گلستاں ، گُل نعرہ زَن بَر آید

اگر اُس کی بہارِ حُسن کا بیان چمن میں کروں ❁ بُلبُل کی طرح پھول چمن سے نعرہ زن نکلے

کروں اُس کی بہارِ حُسن کا گر باغ میں چرچا

تو بُلبُل کی طرح گُل باغ سے نعرہ کُناں نکلے !



ہر کہ اَز وصفِ خطِ تو خیزِ خوباں غافل است

دَر نیامِ لب زَبانش ، تیغِ بے جوہر بوَد

جو حسینوں کے رُخسار و خط کا مدح خواں نہیں ❁ اُس کی زبان ، نیام میں زنگ آلود تلوار ہے

جو نہیں مدّاحِ حُسنِ مہ وَشان وگل رُخاں

ہے زَبان اُس کی نیامِ لب میں زنگ آلود تیغ



خاکساراں ، تا کُجا دارَند ، پاسِ آبرو

سایہ را ، اَز عاجزی ، ہر کس تہِ پا می کُند

خاکسار کہاں تک آبرو کی پاسداری کریں ❁ سائے پر عاجزی کے سبب ہر کوئی پاؤں رکھتا ہے

خاکساروں کے لیے مُشکل ہے پاسِ آبرو

سائے کی قسمت میں لکھا ہے ، رہے زیرِ قدم !

بظاہر گر زَمیں گیرَم ، ز مقصد نیستم غافل
کہ چشمِ نقشِ پا ، اَز جادہ بَر منزل نظر دارَد
بظاہر زمیں پر ہوں مگر مقصد سے غافل نہیں ❁ چشمِ نقشِ پا ، راستے سے منزل پر نظر رکھتی ہے
ہُوں پیوستِ زَمیں ، لیکن نہیں مقصد سے مَیں غافل
کہ چشمِ نقشِ پا ، یوں بھی نظر رکھتی ہے منزل پر

اگر عشقِ بتاں کفر است بیدلؔ !
کسے جُز کافر ایمانے ندارَد



اگر عشقِ بتاں ہے کفر بیدلؔ !
تو جُز کافر کوئی مومن نہیں ہے



مُدعی ! دَرگُور اَز دعویِ طرزِ بیدلؔ
سحر مشکل کہ بکیفیتِ اِعجاز رَسد !



کر نہ دعویٰ طرزِ بیدلؔ کا کبھی اے مُدعی
سحر کی کیا قدر ، اِعجازِ سخن کے سامنے !



سوادِ ہر دو عالم شُستہ است اشکے کہ مَن دارم
رَواجِ سُرمہ ، دَر اِقلیمِ چشمِ ترنمی باشد
میرے اشکوں نے دو عالم کی سیاہی دھوئی ہے ❁ مملکِ چشمِ تر میں سُرمے کا رواج نہیں ہوتا
دو عالم کی سیاہی مَیں نے دھو ڈالی ہے اشکوں سے
رِواجِ سُرمہ ، مُلکِ دیدۂ تر میں نہیں ہوتا



اِمروز ، گر اِنصاف دِہد داوِ طبایع
کس مُنتظِرِ مہدیؔ و دجّالؔ نباشد!
اگر آج اِنصاف و رواداری مُیسّر ہو جائے ❁ تو کوئی مہدیؔ و دجّالؔ کا اِنتظار نہ کرے
اِس عہد میں اِنصاف مُیسّر ہو ، تو ہر گز
کوئی نہ رہے مُنتظِرِ مہدیؔ و دجّال!



سِفلہ زکسبِ کمال ، قدرِ مُربّی شِکست
قطرہ چو گوہر شود ، بدگُہری می کُند
پَچ انسان کمال پاکر مُربّی کی قدر نہیں کرتا ❁ قطرہ گُہر بن کے صدف کا احسان بھُول جاتا ہے
نہیں کرتا کبھی کم ظرف ، عزّت اپنے محسن کی
نہیں رکھتا صدف کو یاد قطرہ بھی گُہر بن کے!

چشمِ حرص افزودہ ، مقدارِ جہانِ مختصر

ہم چو اعدادِ اقل ، کز صفر اکثر می شود

جہانِ فانی کو لالچی کی آنکھ دائمی سمجھتی ہے ❁ جس طرح کم قیمت عدد کو صفر زیادہ کرتا ہے

لالچی ذرّے کو دیتا ہے مقامِ آفتاب

جیسے کم قیمت عدد کو ، صفر کرتا ہے کثیر!



شور ، در پردۂ نومیدیِ دل ، خوابیدہ است

یارب! ایں فتنہ نوا ، قابلِ فریاد مباد!

مایوس دل میں ، شورِ قیامت خوابیدہ ہے ❁ یارب! اس فتنہ آواز کو ، قابلِ فریاد نہ کر

دلِ مایوس میں ، پوشیدہ ایک شورِ قیامت ہے

نہ دینا جرأتِ فریاد ، یارب! قلبِ مضطر کو!



قانعاں از خفّتِ امدادِ یاراں فارغند

موج! ہرگز دستش از آبِ گہر بالا نشد

قناعت پسند دوستوں کی مدد کے محتاج نہیں ہوتے ❁ اے موج! تری اہمیت آبِ گہر سے نہیں بڑھ سکتی

قناعت خو ، کبھی شرمندۂ احساں نہیں ہوتے

کہ دستِ موجِ دریا ، کمتر از آبِ گہر ٹھہرا!



مقصدِ خلق ، اَز تب و تابِ ہوس موہُوم ماند

پَے غلط کر دَند اَز بس جادہ ہا ، باریک بود

ہوس کی چمک نے مقصدِ تخلیق سے دُور کر دیا ❁ تنگ و پُر خطر راستوں میں آ کر قدم غلط ہُوا

ہو گیا حرص و ہوس میں مقصدِ تخلیق گُم

پاؤں رکھا ہے غلط اور راستے ہیں پُر خطر !



جلوۂ شخص ز تمثال عیانست ایں جا

اَز تُو غافل نبُود ہر کہ مَرا ، می بیند

یہاں مجسّمے سے ، صاحب تجسیم ظاہر ہے ❁ مجھے دیکھنے والا ، تجھ سے غافل نہ رہے گا

تیرے ہونے کی نشانی ، مرا پیکر ہے یہاں

تُجھ کو پہچانے گا ہر شخص ، جو دیکھے گا مُجھے



کسے کہ دَست ، بدامانِ اِلتفاتِ تُو زَد

مُقیمِ انجمنِ سایۂ ہما گر دید

تیرا دامنِ اِلتفات جس کے کی گرفت میں آ جائے ❁ گویا وہ بزمِ سعادت کا مسند نشیں ہو گیا

جو تیرے سایۂ لُطف و عطا میں آ جائے

مُقیمِ انجمنِ سایۂ ہما ٹھہرے !

زچشمِ تر ، مآلِ انتظارِ شوق پُرسیدم
جگرخوں گشت وگفت ، احوالِ مشتاقاں چنیں باشد

چشمِ تر سے ، انتظارِ شوق کا انجام پوچھا تو ❁ جگر خون ہوا اور کہا مشتاقانِ یار پہ یہی گزرتی ہے

مآلِ انتظارِ شوق پُوچھا چشمِ گریاں سے
جگر خوں ہو کے بولا ، ہے یہی انجامِ مشتاقاں!



خموشی چشمۂ جوشست دریاے معانی را
مدد از سُرمہ دارد چوں قلم ، ہرکس سخن دارد

خموشی دریاے معانی کا چشمۂ پُرجوش ہے ، جو بھی ❁ کچھ کہتا ہے قلم کی مانند سُرمے سے مدد لیتا ہے

خموشی چشمۂ پُرجوش ہے بحرِ معانی کا
قلم کو بھی تو سُرمے کی مدد درکار ہوتی ہے



ہر گُل کہ دیدم ، آبلۂ خوں چکیدہ بُود
یارب! چہ خار ، در دلِ گُلشن شکستہ اند

ہر پھول اک خون ٹپکا تا آبلہ سے محسوس ہُوا ❁ الٰہی گُلشن کے دل میں کیسا کانٹا چُبھا ہے؟

ہر پھول ، مثلِ آبلۂ خوں چکیدہ ہے
پیوست کیسا خار ہے گُلشن کے قلب میں؟

طراوتِ چمنِ اعتبارِ حُسن ، حیاست!

چراغِ رنگِ گُل از آب می کُند روشن

شرم ! چمنِ حُسن کی شادابی ہے ❁ چراغِ رنگِ گُل ، پانی سے روشن ہوتا ہے

حیا سے حُسن کے گُلزار میں آتی ہے شادابی

چراغِ رنگِ گُل کو، آب سے مِلتی ہے تابانی



گہے بر سر، گہے بر دِل، گہے دَر دِیدہ جا دارَد

غُبارِ راہِ جولانِ تُو ، با مَن کارہا دارَد

کبھی سر پر، کبھی دِل، کبھی آنکھ میں جگہ بناتا ہے ❁ تیری رہگذر کا غُبار مجھ سے بہت کام رکھتا ہے

کبھی سَر پر، کبھی دِل میں، کبھی رہتا ہے آنکھوں میں

غُبارِ رہ گُذر تیرا ، بہت ہے مہرباں مجھ پر!



بیاں اگر ہمہ مصروفِ خامُشی باشد

چہ ممکن است کہ پامالِ مُدّعا نشَود

زبان اگر یُوں ہی ہمیشہ خاموش رہی ❁ تو ممکن نہیں کہ مُدّعا پامال نہ ہو

رہی زَبان جو مصروفِ خامُشی یُوں ہی

تو کیا عجب ہے کہ پامالِ مدعا ہو جائے

بدرویشی غنیمت دار عیشِ بے کلاہی را

کہ غیر از دردِ دوش و گردن از افسر نمی خیزد

درویشی میں عیش بے سروسامانی غنیمت ہے ❁ تاج سے گردن وشانہ کو دردہی ملتا ہے

غنیمت جان ، درویشی و عیشِ بے کلاہی کو

سوائے دردِ شانہ، دردِ سر ، کیا تاج سے حاصل

❁ ❁ ❁

اگر دشمن تواضع پیشہ است ایمن مشو بیدل !

بخوں ریزی بود بے باک شمشیرے کہ خم دارد

❁

تواضع سے اگر پیش آئے دشمن ،خوش نہ ہو بیدل

کہ شمشیرِ خمیدہ اور بھی خوں ریز ہوتی ہے

❁

روا دارد چرا ، بر دخترِ رز ننگِ رسوائی

گر از اِنصاف پُرسی محتسب ہم دخترے دارد !

❁

روا ، انگور کی بیٹی کی رسوائی نہیں ہرگز

خدا لگتی کہیں گے ! محتسب بھی بیٹی والا ہے

❁ ❁ ❁

صفحۂ دِل را، بداغے می تواں آئینہ کرد
لفظ اَز یک نقطہ، صاحب معنیِ دیگر شوَد

صفحۂ دل کو، داغِ عشق نے آئینہ بنا دیا ۞ ایک نقطے سے لفظ کا مطلب بدل جاتا ہے

داغِ اُلفت نے مِرے دِل کو بنایا آئینہ
ایک نقطے سے بدل جاتے ہیں معنی لفظ کے



اِمروز قدرِ ہر کس، بمقدارِ مال و جاہ است
آدم نمی تواں گفت، آں را کہ زر نباشد

ان دنوں ہر شخص کی قدر کا پیمانہ جاہ و مال ہے ۞ اُسے آدمی نہیں سمجھتے جس کے پاس دولت نہ ہو

کِیا جاتا ہے جاہ و مال سے عِزّت کا اندازہ
جو بے زَر ہے اُسے اِس دَور میں انساں نہیں کہتے



زاں یک نوائے "کُن"، کہ بجوں، کردہ دَرازَل
چندیں ہزار نغمہ، بہر ساز دادہ اَند

اِک نوائے "کُن" جو روزِ اَزل بلند ہوئی تھی ۞ اس نے ہر ساز کو ہزاروں نغمے عطا کیے

اُس اِک نوائے "کُن" کا کرِشمہ تو دیکھیے
جس نے ہزار نغمے ہر اِک ساز کو دیے

برہمنے ، اگر ایں قشقہ بر جبیں دارد

بصد ہزار تناسخ ، صنم نخواہی شد

برہمن پیشانی پر کتنا ہی قشقہ لگائے ❁ لیکن کسی جنم میں وہ بت بننا نہ چاہے گا

ہزار قشقہ جبیں ہو ، صنم پرست مگر

کسی جنم میں نہ چاہے گا وہ صنم ہونا!

❁ ❁ ❁

ساغرِ آبلہَ ما ، ز ادب سرشار است

جادہَ وادیِ تسلیم ، رگِ تاک کشید

میرا ساغرِ دل ، بے ادب سے بھرا ہوا ہے ❁ رگِ تاک ، راہِ وادیِ تسلیم و رضا ہو گئی

ساغرِ دل ہے بے تخلق و ادب سے سرشار

بن گیا میرے لیے راہِ رضا ، رشتہَ تاک

❁ ❁ ❁

آں قدر رفعت ندارد پایہَ اربابِ قال

واعظاں را ، اوجِ عزت تا سرِ منبر بود!

مقامِ اربابِ قال اتنا بلند نہیں ہے ❁ واعظوں کی عزت منبر تک محدود ہے

حاملِ رفعت نہیں ہے پایہَ اربابِ قال

اوجِ عزت واعظوں کا ہے فقط منبر تلک

سنگ ہم گر واشگافے، یار می آید بروں

ایں صدا از بیستون و سعیِ فرہادم رسید!

اگر پتھر بھی تراشو گے تو یار کی صورت ظاہر ہوگی ❁ بیستون و کوششِ فرہاد سے یہ صدا آتی ہے

جو پتھر بھی تراشو، یار کی تصویر ظاہر ہو

صدا یہ، بیستون و کوششِ فرہاد سے آئی!



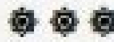
مقصدِ نالۂ دِل از منِ مدہوش مپرس

شوق مستست، ندانم چہ تقاضا دارد؟

مجھ مدہوش سے، مقصدِ فریاد نہ پوچھ ❁ نہیں جانتا کہ بے خودی شوق کیا چاہتی ہے

مقصدِ نالۂ دِل، پوچھ نہ مدہوشوں سے

شوق بے خود ہے نہیں جانتا کیا چاہتا ہے



ز عیب پوشیِ ابنائے روزگار مپرس

یکے گر آینہ پرداخت، دیگراں زنگ اند

ابنائے روزگار کی عیب پوشی کو کیا کہوں، کوئی آئینہ ❁ بنائے تو دوسرے اُسے زنگ آلود کرتے ہیں

نرالی ہے ادائے عیب پوشی اس زمانے کی

بنائے آئینہ کوئی تو ڈالیں لوگ خاک اُس پر

قطرہ مُحیط می شوَد، چوں زسحاب شُد جُدا

رُوح زوہمِ خود عبث ترکِ بدَن نمی کُند

بادل سے الگ ہو کر، قطرہ سمندر ہو گیا ❁ روح نے کچھ بھی کر کے بدن کو ترک کیا ہے

ہو کے سحاب سے جُدا، قطرہ مُحیط ہو گیا

رُوح نے اپنے جسم کو، ترک عبث نہیں کیا



عیشِ ما، غیرِ گرِفتاریِ دِل چیزے نیست

یارب! ایں صید زدام و قفس آزاد مباد!

میری آسودگی، گرفتاریِ دل پر منحصر ہے ❁ الٰہی! اس صید کو دام و قفس سے آزاد نہ کر

ہے خوشی میری گرِفتاریِ دِل پر مَوقُوف

کاش یہ صَید نہ ہو، دام و قفس سے آزاد!



نشۂ آسُودگی، دَر ساغرِ یاس است و بس!

راحتِ جاوید دارَد، ہر کہ بیدؔل می شوَد!

آسودگی کا نشہ صرف، جامِ یاس میں ہے ❁ اُسے راحتِ دوام ملتی ہے جو بیدل ہو جائے

نشۂ آسُودگی، بس یاس کے ساغر میں ہے

راحتِ جاوید اُس کی، جو بھی بیدؔل ہو گیا!

خود گداز است، شرارے کہ بجائے نہ رسد

نالہ دَر بے اثری سخت تاثُر دارد

آگ نہ لگائے تو چنگاری خود راکھ ہو جاتی ہے ❁ نالۂ بے اثر نالہ کناں کو خاک کر دیتا ہے

ہوگا خود سوز شرَر ، گر نہ ہو آتش اَفروز

بے اثر آہ میں ہوتا ہے تاثُر زیادہ



شرَر دَر سنگ می رقصند ، مے اَنْدَر تاک می جوشد

تحیُّر رِشتۂ ساز است و خاموشی صدا دارد

پتھر میں چنگاری رقصاں ہے ، انگور میں جوشاں ❁ تحیُّر آہنگِ ساز ہے خاموشی آواز ہے

شرَر ہے سنگ میں رقصاں شراب انگور میں جوشاں

تحیُّر ہے ترنُّم ریز و خاموشی ہے گویائی



دَر آں محفل کہ حیرَت ترجُمانِ رازِ دِل باشد

خموشی دارَد اِظہارے کہ گویا گفتگو دارَد

اس محفل میں ، حیرت دل کا راز کھولتی ہے ❁ خموشی وہ اظہار ہے جو گفتگو سے زیادہ موثر ہے

ترِی محفل میں حیرَت ترجُمانِ رازِ دِل ٹھہری

خموشی یُوں کرے اِظہار ، گویا بات کرتی ہے

دماغِ شکوہ ندارم ، وگرنہ می گفتم

بدوستاں ز فراموشیم دُعا برسد

شکایت کرنا پسند نہیں ہے ، ورنہ میں کہتا ❁ جن احباب نے بھلا دیا ، انہیں دُعا پہنچے

دماغِ شکوہ نہیں ہے وگرنہ میں کہتا

جو مُجھ کو بھُول گئے ہیں اُنہیں دُعا پہنچے

❁ ❁❁ ❁❁

سوزِ دِلم از گریہ ، چرا محو نگردد

بر آتش اگر آب ظفر داشتہ باشد

❁

کیوں گریہ مرے دِل کی تپش کم نہیں کرتا

کہتے ہیں کہ آتش پہ ظفریاب ہے پانی!

❁

چراغِ برقِ تحقیقے ، نمی باشد دریں وادی

سیاہی کرد ایں جا ، گر ہمہ خورشید پیدا شد

❁

نہیں ہے جب چراغِ برقِ تحقیق اِس زمانے میں

اندھیرا ہی رہے گا لاکھ ہوں شمس و قمر پیدا

دل وفا، بُلبُل نوا، واعظ فُسوں، عاشق جُنوں

ہر کسے دَر ہمّتِ خود، پیشہ پیدا می کند

دل وفا، بُلبُل نوا، واعظ فُسوں، عاشق جُنوں ❁ ہر کوئی اپنی ہمت کے مطابق پیشہ اختیار کرتا ہے

"دل وفا، بُلبُل نوا، واعظ فُسوں، عاشق جُنوں"

ہر کوئی اپنائے ہے پیشہ، بقدرِ ظرفِ خود!



مخواہ رنگِ حلاوت، زگفتگو بیدلؔ!

نَے کہ نالہ کند، قابلِ شکر نبود

بیدلؔ ہر گفتگو میں مٹھاس نہیں ہوتی، بانسری ❁ جس سے نالہ نکلتا ہے اس میں شکر نہیں ہوتی

نہ کر بیدلؔ تمنا ہرزہ گو سے حرفِ شیریں کی

نَے نالہ کناں بھی حاملِ شکر نہیں ہوتی



رواداَرد چرا، بر دُخترِ رَز ننگِ رُسوائی

گر اَز اِنصاف پُرسی محتسب ہم دُخترے داَرد!

دُخترِ انگور کو رسوا کرنا، کس طرح جائز ہے ❁ گر انصاف کی پوچھو تو محتسب بھی بیٹی والا ہے

روا، انگور کی بیٹی کی رُسوائی نہیں ہرگز

خدا لگتی کہیں گے! محتسب بھی بیٹی والا ہے



اے غافل از نزاکتِ معنیٰ تاملے

مہ را، کسے شناخت کہ سیرِ ہلال کرد

غافل! معنی نازک پر، ہر پہلو سے غور کر ❁ اس لیے کہ ہلال سے مہتاب کا سراغ ملتا ہے

غافل ذرا نزاکتِ معنی پہ غور کر

راہِ قمر نکلتی ہے کوے ہلال سے!

❁ ردیف "ر" ❁

اے ابر! نے بہ باغ نہ در لالہ زار بار

یادے ز اشکِ من کن و در کوے یار بار

اے ابر! نہ باغ نہ لالہ زار پر، مت برس ❁ میرے اشک یاد کر اور کوے یار پر برس

اے ابر! باغ پر، نہ برس لالہ زار پر

کر میرے اشک یاد، برس کوے یار پر

❁❁❁

ہر چند آستانِ کرم تشنۂ وفاست

آبِ رُخِ طلب نتواں ریخت بار بار

آستانِ کرم بھی تیری وفاؤں کا محتاج ہے ❁ تو اپنی ضرورت کا بار بار اظہار نہ کر

گو آستانِ جود بھی ہے تشنۂ وفا

برسا نہ آبِ روے طلب اتنا بار بار

❁❁❁

بر خویش ہم ز درِ حسدت باز می شود

گر گُل کند حقیقتِ احباب در نظر

تمہیں اپنے آپ پر رشک آنے لگے ❁ اگر تم پر دوستوں کی حقیقت ظاہر ہو جائے

تمہیں کردار اپنا ناز کے قابل نظر آئے

اگر تم پر حقیقت دوستوں کی فاش ہو جائے



خوں شد، دل از تکلّفِ اسبابِ زندگی

یک لفظِ پوچ و آں ہمہ اعراب در نظر

تکلفاتِ زندگی دیکھ کر دل خون ہوتا ہے ❁ اک پوچ لفظ پر اس قدر زیر و زبر لگے ہیں

دل خوں ہُوا ہے، دیکھ کے اسبابِ زندگی

اک لفظِ پوچ، زیر و زبر اُس پہ اِس قدر



تا دل از اُمید غافل بود تشویشے نبود

سازِ استغنائے مارا کرد، باطل انتظار

بے تمنا دل کو کوئی تشویش نہیں ہوتی ❁ استغنا نے مجھے ہر چیز سے بے نیاز کر دیا

دل ہے جب تک بے تمنا، دُور ہے تشویش سے

بے نیازی نے مری باطل کِیا ہر انتظار



بہ خود ستم مکن اے ظالمِ حسد بُنیاد
کہ ہست یک سرِ پیکاں ہمیشہ دَر دلِ تیر

اے ظالم تو خود بھی اپنے ستم سے محفوظ نہیں ❁ کہ تیر کے دل میں ہمیشہ پیکان چھپا ہوتا ہے

تو خود پر بھی ستم کرتا ہے اے ظالمِ حسد پیشہ
کہ دل میں تیر کے پیوست ہوتا ہے سرِ پیکاں



در محبت ، آرزو، را، اعتبارِ دیگر است
ایں حریفاں وصل می خواہند ، بیدلؔ انتظار

محبت میں آرزو کے کئی پہلو ہوتے ہیں ❁ یہ حریف طالب وصل ہیں ، بیدلؔ انتظار کا

قطعہ بند

اعتبارات آرزُو کے بہت
اِس میں بھی باوَقار ہے بیدلؔ!
طالبِ وَصل ہیں حریف مگر
طالبِ انتظار ہے بیدلؔ!



اہلِ دُنیا را ز جستجوے دُنیا چارہ نیست
می کشد ناچار کرگس جانبِ مُردار، سر!

انسانوں کو فکرِ حیات زندگی کی تلاش کرنی پڑتی ہے ❁ گِدھ بھوک سے مجبور ہو کے مُردار کھاتا ہے

اہلِ دُنیا کو نہیں اسبابِ دُنیا سے مفر
جائے ہے مجبور ہو کے جانبِ مُردار، گِدھ!



خاکِ ما نامہ ہا بجانبِ یار
می نویسد ولے بخطِّ غبار

میری خاک نہیں جانبِ یار مکاتیب رواں ہیں ❁ مگر یہ خط میں نے نہایت غبار میں لکھے ہیں

یہ میری خاک نہیں ہے فراق نامے میں
خطِ غبار میں لیکن کیے گئے تحریر

❁❁❁

گر دَر مزاج جوشِ غنا کسب، پختگی است
دیگ شعور را نسزد ننگ و عار، بار

اگر مزاج میں جذبۂ بے نیازی پختہ ہو جائے ❁ تو شعور بھی ننگ و عار کو قبول نہ کرے

پختہ ہو گر مزاج میں خودداری و انا
ظرفِ شعور میں نہ جگہ پائے ننگ و عار

❁❁❁

قُدرت بجز اخلاق، ز مرداں نہ پسندد
گیرائی اگر دست دہد، ترکِ حسد گیر!

قدرت مردوں میں اخلاقِ حمیدہ چاہتی ہے ❁ اگر طاقت ہے تو ترکِ حسد پر گرفت مضبوط رکھ

اَخلاق ہے علامتِ مردانِ خوش نہاد
مختار ہے، تو ترکِ حسد اختیار کر!

❁❁❁

تنگِ رُسوائی ندارد، ساز تا خامُش نواست
رَمزِ صد عیب و ہُنر، تقریر روشن می کُند



ذِلتِ تشہیر سے محفوظ ہے، سازِ خموش
کاشفِ عیب و ہُنر ہے، گفتگو انسان کی!



چوں فنا نزدیک شُد، مشکل بود ضبطِ حواس
در دمِ پَرواز، بال و پَر، پریشاں می شَود



رہیں اوسان قائم، وقتِ آخر غیر ممکن ہے
دمِ پَرواز بال و پَر، پریشاں ہو ہی جاتے ہیں



تُو اے زاہد، مکُن چندیں جفا دَر حقِ بینائی
بُرآ، اَز خلوت و کیفیتِ صُنعِ خُدا بنگر

اے زاہد! اپنی بینائی پر اتنا ظلم نہ کر ۞ خلوت سے باہر آ، خُدا کی شان وقُدرت دیکھ

نہ کر اِتنی جفا، زاہد تُو اپنی چشمِ بینا پر
نِکل باہر، خُدا کی شان وقُدرت کا تماشا کر!



بیدلؔ ز ہر دو کون، فراموشیت خوش است
زیں بیش نیست، گر ہمہ گویم ہزار بار!
بیدلؔ! دو عالم کو بھلا نا ہی بہتر ہے ❁ اگر یہ بات ہزار بار کہوں، پھر بھی زیادہ نہیں
بیدلؔ! ہو بے نیازِ دو عالم، یہی ہے خوب
کم ہے اگر کہوں یہ سُخن میں ہزار بار!



سَیرِ ایں گلشن غنیمت داں کہ فُرصت بیش نیست
دَر طِلسمِ خندۂ گُل، بال و پَر دارَد بہار!
گلشن کی سَیر کو غنیمت جان، وقت کم ہے، خندۂ گُل ❁ کے پردے میں بہار اڑنے کو پَر تول رہی ہے
وقت کم ہے سَیرِ گُلشن کو غنیمت جانیے
خندۂ گُل، موسمِ گُل کا پَرِ پَرواز ہے



لالہ داغ و گُل گریباں چاک و بُلبُل نوحہ گر!
غیرِ عبرت زیں چمن، دیگر چہ بَردارَد بہار؟
لالہ داغ دار، گُل گریباں چاک، بُلبُل نوحہ گر ❁ بہار کے پاس سوائے چمن عبرت کے سوا کچھ نہیں
"لالہ داغ و گُل گریباں چاک و بُلبُل نوحہ گر!"
فصلِ گُل میں کچھ نہیں، سامانِ عبرت کے سِوا!



چند باید بُود ، مغرورِ طراوت ہائے وہم

شبنمستاں نیست بیدل! چشمِ تر دارد بہار

ظاہری تر و تازگی سے دھوکا نہ کھاؤ ❁ بیدلؔ یہ شبنمستاں نہیں ، بہار رو رہی ہے

رَونق و سر سبزیِ گُلشن ، تمہارا وہم ہے

شبنمستاں یہ نہیں بیدلؔ ! ہے گریاں فصلِ گُل!



وعدۂ اِحساں ، بمعنیٰ از گدائی نیست کم

بر کرم ظلم است ، گر خواہد ز سایل اِنتظار!

احسان کا وعدہ کرنا بھی اِک قسم کی گدائی ہے ❁ سائل سے اِنتظار چاہنا خود کرم پر ظلم ہے

وعدۂ احسان کم اصلاً ، گدائی سے نہیں

ہے کرم پر ظلم گر سائل سے چاہو اِنتظار!



اِنتقام از دُشمنِ عاجز کشیدن کار نیست

گر تُو مرد ے! ایں خیالِ پوچ از خاطر بر آر!

کمزور دُشمن سے اِنتقام لینا بہادری نہیں ہے ❁ اگر تُو مرد ہے تو اِس حقیر خیال سے باز آ!

بُزدلی ہے دُشمنِ عاجز سے لینا اِنتقام

اِس خیالِ پوچ سے باز آ ، اگر تو مرد ہے



اے حباب از زورقِ خود ایں قدر غافل مباش
نیست در، دریاے اِمکاں جُز نفس مَوجِ خطر

اے بلبلے اس قدر اپنی ناؤ سے غافل نہ ہو زندگی ✿ کے دریا میں سانس کے سوا کوئی لہر خطرناک نہیں

اے حباب اِس درجہ غافل اپنی کشتی سے نہ ہو
جُز نفس مَوجِ خطر، دریاے اِمکاں میں نہیں!

✿ ردیف "ز" ✿

بہرۂ تحقیق از تقلید بردن مشکلست
خضر نتواں شُد کنے گر جامہ و دستار سبز

تقلید سے تحقیق کی صلاحیت ملنی مشکل ہے ✿ جامہ و دستار کو سبز رنگنے سے آدمی خضر نہیں ہو سکتا

ہو مُقلِد صاحبِ تحقیق، یہ دُشوار ہے
خضرؔ ہو نا غیر ممکن پہن کر ملبوس سبز

✿ ✿ ✿

سایہ خِفت کشِ اندیشۂ پامالی نیست
خاکساری سببِ ننگ نگردد ہرگز

سائے کو پامال ہونے کی ذِلت کا اندیشہ نہیں ہوتا ✿ خاکساری ننگ و عار کا ہرگز سبب نہیں ہوتی

سایہ محفوظ ہے پامالی کے اندیشے سے
خاکساری سببِ ننگ نہیں ہوتی ہے

✿ ✿ ✿

چشمِ مستش عین ناز ، ابرُوے مُشکیں نازِ محض

ایں چہ طوفانست یارب ! ناز بر بالاے ناز

اس کی چشمِ مست جوہر ناز ، ابرُوے سیاہ سراپا ناز ❁ الٰہی ! عجب طوفان ہے یہ کہ ناز پر ناز ہے

ابرُوے مُشکیں سراپا ناز ، آنکھیں عین ناز

کیا قیامت ہے خدایا ! ناز ہے بالاے ناز

حدیثِ عشق ، سزاوارِ گوشِ زاہد نیست

زُلالِ آبِ گہر ، دَر دہانِ مار مَریز

گوشِ زاہد حدیثِ عشق سُننے کے قابل نہیں ❁ آبِ شفاف گہر ناگ کے منہ میں نہیں پلواتے

گوشِ زاہد ، داستانِ عشق کے قابل نہیں

آبِ گوہر سانپ کے منہ میں ہے ٹپکانا عبث !



غُبار می کند اَز خاکِ رفتگاں فریاد

کہ سُرمہ ایم نِگاھے بسوے ما انداز

خاکِ رفتگاں کا غُبار فریاد کرتا ہے ❁ کہ میں سُرمہ ہُوں میری طرف بھی نگاہ کرو

صدا یہ خاک سے آتی ہے جانے والوں کی

کہ مَیں ہُوں کحلِ بصر اک نگاہ میری طرف



نشُدم محرمِ انجامِ رعونت بیدلؔ!
شمع ہرچند، بمَن گفت کہ گردن مفراز!

بیدلؔ انمیں پھر بھی گھمنڈ کے انجام کو نہ سمجھا ❁ حالانکہ شمع مجھ سے کہتی رہی، کہ گردن اونچی نہ کر

نہ ہُوا محرمِ انجامِ تکبُّر بیدلؔ!
شمع کہتی رہی ہرچند، نہ سَر اُونچا کر!



فتیلۂ بدلِ بے خبر، ز داغ افروز
علاجِ خانۂ تاریک کُن، چراغ افروز

شمعِ دلِ غافل، آتشِ داغ سے روشن کر ❁ چراغ جلا کر گھر کے اندھیرے کا علاج کر!

جو ہو سکے، دِلِ غافل میں کوئی داغ جلا
علاجِ خانۂ تاریک کر، چراغ جلا!



ز آفتابِ قیامت اگر خبر داری
بفرقِ بے کلہاں، سایہ کُن غبار مَریز

اگر آفتابِ قیامت کی گرمی کا اندازہ ہے ❁ تو محتاجوں کے سر پر سایہ کر، خاک نہ ڈال

ہے آفتابِ قیامت کا کچھ خیال اگر
سرِ فقیر پہ، کر سایہ اُس پہ خاک نہ ڈال!



دوش، جبر و اختیارے مبحثِ تحقیق داشت
جُز بحیرت دَم نزد بیدِلؔ! چہ سازد بندہ بود؟



گفتگو تھی اختیار و جبر کی تحقیق میں
بندۂ مجبور بیدِلؔ، دَم بخود سُنتا رہا!



دَر خموشی، لفظ و معنیٰ قابلِ تفریق نیست
حرفِ بے رنگ اَز گشادِ لب، دو پہلو می شوَد



بے لباسِ لفظ و معنیٰ سے، خموشی بے نیاز
صَوت بن کر، فکر میں تفسیر کے پہلو بہت!



❁ ردیف ''س'' ❁

ز تجربہ سنگِ محکِ عیب و ہُنر نیست

رمزِ کرم و خِسّتِ مردُم ز گدا پُرس

عیب و ہنر کی کسوٹی صرف تجربہ ہے ❁ لوگوں کی خصلتِ بُخل و کرم گدا سے پوچھ

کسوٹی عیب و ہُنر کی ہے تجربہ ہی فقط

نشانِ بُخل و کرم پوچھیے فقیروں سے

❁❁❁

زموجِ بحر مجوئید جہدِ خودداری

چہ مملکت در آمد شد اختیارِ نفس

سمندر کی موجوں میں خودداری تلاش نہ کر ❁ سانس کی آمد و رفت میں خود اختیاری ممکن نہیں

موجِ دریا میں تلاشِ جہدِ خودداری نہ کر

آنے جانے میں نفس کے آدمی بے اختیار

❁❁❁

عِلم و دانش یکقلم ہیچست و پوچ

لہٰقدر میابیدت فہمید و بس

علم و دانش یکقلم ہیچ و پوچ ہیں ❁ میں بس اسقدر ہی سمجھ سکا ہوں

عِلم و دانش سربسر ہیں ہیچ و پوچ

میں تو اِتنا ہی سمجھ پایا ہوں بس

ذوقِ شہرت ہا دلیلِ فطرتِ خام است و بس
صورتِ نقشِ نگیں ،خمیازۂ نام است و بس

شہرت کی خواہش فطرتِ خام کی دلیل ہے ۞ انگوٹھی کا نقش نمود و نام کی طلب کا نتیجہ ہے

ہے دلیلِ فطرتِ ناپختہ یہ شہرت کا ذوق
صورتِ نقشِ نگیں ،خمیازۂ نام و نمود!

۞۞۞

از نشانِ کعبۂ مقصود آگہ نیستم
ایں قدر دانم کہ ہستی سازِ احرام است و بس

نشانِ کعبۂ مقصود سے واقف نہیں ہوں ۞ اتنا جانتا ہوں کہ زندگی سامانِ احرام ہے

مَیں نشانِ کعبۂ مقصود سے واقف نہیں
اسقدر اِدراک ہے بس زندگی احرام ہے

۞۞۞

فطرتِ بیدؔل ہماں آیینۂ معجز نما ست
ہر سخن کز خامہ اش می جوشد الہام است و بس

بیدؔل کی فطرت اک آئینۂ اعجاز نما ہے ۞ ہر سخن جو اس کا قلم تحریر کرتا ہے الہام ہے

فطرتِ بیدؔل ہے اک آئینۂ معجز نما
جو قلم اُس کا لکھے! سمجھو اُسے الہام ہی!

از قبولِ عام ، نتواں زیست مغرورِ کمال
آنچہ تحسیں دیدہ ئی زیں قوم دُشنام است وبس
عامیوں میں مقبول ہو کر اپنے کمال پہ مغرور نہ کر ❁ ان لوگوں کی تحسین ، دُشنام کے سوا کچھ نہیں !

تحسینِ ناشناس ، تو ننگِ کمال ہے !
تحسینِ ناشناس کو ، دُشنام ہی سمجھ !



بیدلؔ ! اسبابِ جہاں ، چیزے نبُود
زندگی ! خوابِ پریشاں دیدہ وبس !
بیدلؔ اسبابِ جہاں کی کوئی حقیقت نہیں ہے ❁ زندگی خوابِ پریشاں سے زیادہ کچھ نہیں

شرح ، اسبابِ جہاں کی اور بیدلؔ کیا کروں
زندگی خوابِ پریشاں کے سوا کچھ بھی نہیں !











❁ ردیف ''ش'' ❁

این بیستون قلمرو برقِ جمالِ کیست

ہر سنگ دارد آتشِ شوقِ گدازِ خویش

یہ بیستون کس کی برقِ حُسن کی جاگیر ہے ❁ ہر پتھر اپنے شوق کی آگ سے پگھل رہا ہے

کس کی برقِ حُسن کی جاگیر ہے یہ بیستون

آرزو میں جس کی پتھر خود ہی پگھلا جائے ہے

❁ ❁ ❁

از جراحت زارِ دل غافل مباش

رنگہا دارد دُکانِ گل فروش

جراحت زارِ دل سے غافل نہ ہو کم نہ سمجھ ❁ دُکانِ گُل فروش بے شمار رنگ رکھتی ہے

زخم زارِ دل کی رنگینی سے تو غافل نہ ہو

رنگ رکھتی ہے ہزاروں یہ دُکانِ گُل فروش

❁ ❁ ❁

ز شیخ مغزِ حقیقت مجو کہ ہمچو حباب

سرے ندارد اگر وا کنند دستارش

شیخ کا دماغ مثالِ حباب بے حقیقت ہے ❁ اس کی دستار کے نیچے سر نہیں ہے

دماغِ شیخ مثالِ حباب ہے لوگو!

اُتارے گر یہ عمامہ تو سر نہیں ہو گا

چہ می دانند خوباں قیمتِ دلہاے مشتاقاں

بکف جنسے کہ مفت آمد نباشد قدر چنداں اش

حسیں اپنے عاشقوں کے دلوں کی قدر کیا جانیں ❁ جو چیز مفت ہاتھ آئے اُس کی قدر نہیں ہوتی

سمجھ سکتے نہیں عشاق کے دل کی، حسیں قیمت

ملے جو چیز بے قیمت نہیں ہوتی ہے قدر اُس کی



گر نہ عینِ تماشا، حیرتِ سرشار باش

سر بسر دلدار یا آئینۂ دلدار باش

گر چشم تماشا نہیں ہے تو حیرت سے سرشار ہو ❁ محبوب کی صورت اختیار کر یا محبوب کا آئینہ بن

گر نہیں چشمِ تماشا، تو تحیّر زار بن

سر بسر دلدار یا آئینۂ دلدار بن



بے حضورِ وصلِ جاناں، چیست فردوسِ بریں

بے شرابِ لطفِ ساقی، کیست آبِ کوثرش!

اگر محبوب سے وصل نہ ہو تو جنت بے کیف ہے ❁ شرابِ لطفِ ساقی کے بغیر آبِ کوثر کی کیا حیثیت

بے سُرورِ وصلِ جاناں، کیا ہے فردوسِ بریں

بے شرابِ لطفِ ساقی، آبِ کوثر کچھ نہیں!

چہ مقناطیس حل کرد است یارب! خونِ نخچیرش
کہ پیکاں یک قدم پیش است، از سعیِ پرِ تیرش

یارب شکار کے خون میں کیسا مقناطیس حل کر دیا ہے ❁ کہ پیکاں تیر کے پَر سے ایک قدم آگے ہوتا ہے

کِیا حل کیسا مقناطیس، خونِ صید میں یارب!
پَرِ پرواز سے ہوتا ہے آگے اِک قدم پیکاں!

❁ ❁ ❁

نَیم دَر خاکساری، ہم بساطِ آبلہ امّا
سَرے دارم کہ دَر ہر گام، باید کرد پامالش

نہیں خاکساری میں مثالِ آبلہ نہیں ہُوں لیکن ❁ جسے ہر قدم پامال ہونا چاہیے وہ سر رکھتا ہُوں

نہیں ہُوں خاکساری میں مثالِ آبلہ لیکن
جسے پامال ہونا چاہیے وُہ سَر تو رکھتا ہُوں

❁ ❁ ❁

از کفِ بے مایگاں، کار گشائی مخواہ
دَست چو کوتاہ شُد، ناخنِ پا می شود

❁

دَستِ بے زَر سے کِسی کو فائدہ ہوتا نہیں
دَستِ بے زَر ناخنِ پا کی طرح بے فیض ہے

تر سم شود آزردہ ز تابِ نگہٗ گرم
رُخسارِ تُو، از سایۂ مژگاں گِلہ دارَد



کیا گرم نگاہی سے وُہ آزُردہ نہ ہو گا ؟
رُخسار! جسے سایۂ مژگاں سے گِلہ ہَے!



مَن نمی گویم، کہ زیاں کُن یا بفکرِ سُود باش
اے زفُرصت بے خبر! دَر ہر چہ باشی زُود باش!

میں نہیں کہتا کہ نقصان کریا فائدے کی فکر میں رہ ❁ اے وقت کی کمی سے بے خبر، جو کرنا ہے جلد کر!

مَیں نہیں کہتا کہ تُو نقصاں اُٹھا یا فائدہ!
بے خبر! مُہلت ہے کم، کرنا ہے جو بھی جلد کر!



پیدائیِ حق ، تنگِ دلایل نپسندد
خورشید نہ چیزے است کہ جُوے بچراغش!

ذاتِ حق کو پسند نہیں کہ اُسے دلائل سے مانا جائے ❁ آفتاب کو چراغ لے کر تلاش نہیں کیا جاتا

نہیں یہ ممکن ہو ذاتِ حق کو، پسند تنگِ دلیل و مَنطق
کبھی سُنا ہے؟ کیا کِسی نے چراغ لے کر تلاش سورج

❁ ردیف ''س'' ❁

ہر طرف مژگاں کشائی عالمِ خمیازہ است

اَز زمیں تا آسماں چاک است از دامانِ حرص

جس طرف دیکھو اک عالم رنج و افسوس ہے ❁ زمیں سے آسماں تک دامنِ حرص چاک ہے

جس طرف دیکھو بپا ہے محشرِ رنج و الم

ہے زمیں سے آسماں تک چاک، دامن حرص کا

❁ ❁ ❁

تا کجے باشد کسے سودائی سود و زیاں

تختہ می گردد بیک خشتِ لحد دُکانِ حرص

کوئی کب تک دیوانہ نقصان و نفع رہے ❁ آخر کار دُکانِ حرص میں تختہ قبر کی اینٹ ہی ہوگی

کوئی کتنا ہی رہے دیوانۂ سود و زیاں

حرص کا حاصل سوائے قبر اور کچھ بھی نہیں

❁ ❁ ❁

اے حریصاں رحم بر احوالِ یکدیگر کنید

آب شد سعیِ نفس، جانِ شما و جانِ حرص

اے حریصو! ایک دُوسرے کے حال پر رحم کرو ❁ تمہاری اور حرص کی تمنا سے زندگی رائگاں ہوجائے گی

حرص کے بندو کرم، اک دُوسرے کے حال پر

تم فنا ہو جاؤ گے، باقی نہ ہو گی جانِ حرص

خواہ بر کنجِ قناعت خواہ در قصرِ غنا

روزِ گے چند است. بیدؔل ہر کسے مہمانِ حرص

چاہے گوشۂ قناعت میں چاہے قصرِ نعمت میں رہے ❁ بیدؔل! ہر شخص کتنے دن حرص کا مہمان رہے گا

خواہ کنجِ فقر میں یا قصرِ نعمت میں رہے

کتنے دن. بیدؔل! رہے گا کوئی بھی مہمانِ حرص

❁ ردیف ''ض'' ❁

سُراغِ انجمنِ کبریا ز دل جُستم

طپید و گفت ہمیں یک قدم برُونِ غرض

دل سے بارگاہِ کبریا کا نشان معلوم کی ❁ بے اختیار کہا بس اک قدم غرض سے دُور ہے

جو دل سے پوچھا مقامِ خودی تو بول اُٹھا

کہ بس ہے ایک قدم، حلقۂ غرض سے نکل

❁ ❁ ❁

بروے کس مژہ از شرم بر نداشتہ ایم

مباد بیدلِ ما لہقدر زبونِ غرض

کسی کے چہرے پر شرم سے نگاہِ طلب نہ ڈالی ❁ میرا بیدؔل! اس قدر کبھی ناتواں نہیں ہوا

کسی کا چہرہ نہ دیکھا پئے طلب ہر گو

ہُوا خراب نہ بیدؔل نہ کبھی برائے غرض

بیہودہ بر ترانۂ وہم و گماں مپیچ

قانونِ ایں بساط ندارد نوائے فیض

ترانۂ وہم وگماں پر بے کار رنج وتاب نہ کھا ❁ اس محفل کا ساز آوازِ کرم نہیں رکھتا

نغمۂ وہم و گماں پر رنج سے کیا فائدہ

سازِ اِس محفل کا آوازِ کرم رکھتا نہیں



مباد، دامنِ کس گیرم از فسونِ غرض

کفِ اُمید، حنا بستہ ام بخونِ غرض

ضرورت کسی کا دامن تھامنے پر آمادہ نہ کر سکی ❁ دستِ امید پر خونِ آرزو سے مہندی لگائی

نہ تھاموں غیر کے دامن کو مجبورِ غرض ہو کر

کفِ اُمید پر، مہندی لگائی ہے قناعت کی!



❁ ردیف ''ط'' ❁

شفقتِ حالِ ضعیفاں بر بزرگاں ننگ نیست

خار وخس ہم چو گل جا میدہد بر سر محیط

ضعیفوں پر شفقت کرنا بزرگوں کے لیے ننگ نہیں ❁ خار وخس کو مثلِ گل، سمندر سر پہ جگہ دیتا ہے

بڑوں کو زیب دیتا ہے ضعیفوں پر کرم کرنا

جگہ دیتا ہے دریا خار وخس کو مثلِ گل سر پہ

❁ ردیف ''ط'' ❁

نبود نقطۂ از علم ایں کتاب غلط

شعورِ ناقصِ ما کرد انتخاب غلط

اِس کتاب کا ایک نقطہ بھی غلط نہیں ❁ میری کم فہمی نے معنی کا انتخاب غلط کیا

کتابِ زیست میں نقطہ نہیں ہے کوئی غلط

یہ اور بات اِسے مَیں سمجھ نہیں پایا

❁ ردیف ''ظ'' ❁

نمی شود کس ازیں عبرت انجمن محظوظ

مگر چو شمع کنی دل بسوختن محظوظ

اِس انجمن عبرت میں کوئی خوش نہیں ہے ❁ مگر شمع کی طرح جو جلنے پہ خوش ہو

اِس انجمن میں کوئی خوش ہو غیر ممکن ہے

مگر جوں شمع جو ہو شاد اپنے جلنے سے

❁❁❁

درِ جنوں زن و از کلفتِ لباس برا

چہ زندگیست کہ باشد کس از کفن محظوظ

درِ جنوں پہ دستک دے کلفتِ لباس چھوڑ ❁ یہ کیا زندگی ہے کہ کوئی کفن پہن کر خوش ہو

کر اختیار جنوں، کلفتِ لباس کو چھوڑ

وہ زندگی ہی نہیں گزرے جو کفن پہنے

❁ ردیف ''ع'' ❁

آہِ عاشق آتشِ دل را دلیلِ روشن است
فاش شد ہر چند دردِ خویش پنہاں کرد شمع

عاشق کی آہ، آتشِ دل کی روشن دلیل ہے ❁ شمع لاکھ درد چھپائے ظاہر ہو جاتا ہے

آہ عاشق آتشِ دل کی ہے اک روشن دلیل
فاش ہو جاتا ہے کتنا ہی چھپائے درد شمع

❁❁❁

با تاب وتب بساز و دَمے چند صبر کن
تا صبح پاک می شود آخر حساب شمع

تابندگی و جوش سے رشتہ جوڑ چند لمحے صبر کر ❁ صبح تک آخر شمع کا حساب پاک ہو جائے گا

روشنی و جوش سے لے کام، چندے صبر کر
جل بجھے گی صبح تک آخر یہ شمعِ زندگی

❁❁❁

کدام قطرہ کہ صد بحر دَر رکاب ندارد
کدام ذرّہ کہ طوفانِ آفتاب ندارد

❁

موجزن ہیں ایک قطرے میں سمندر سیکڑوں
ایک ذرّے میں ہیں پوشیدہ ہزاروں آفتاب

زتیغِ یار سَرِ ما، بلند شُد بیدِلؔ!
بہ موج، خیمہٗ نازِ حباب می بافند



شمشیرِ یار نے کِیا بیدلؔ کا سر بلند
یعنی بُنا ہے مَوج نے خیمہ حُباب کا



خامشی ہم ترجُمانِ حالِ ماست
بے سخن پیداست بیدلؔ رازِ شمع
مری خامشی بھی میرے حال کی ترجمان ہے ۞ بیدلؔ! گفتگو کے بغیر شمع کا راز ظاہر ہے
میری خاموشی بھی میرے حال کی ہے ترجماں
بے سخن ظاہر ہے بیدلؔ ہر کسی پر حالِ شمع



ضامنِ رونقِ ایں بزم گدازِ دلِ ماست
سوختن بہرِ نشاطِ دگراں دارد شمع
رونقِ بزم میرے گدازِ دل سے ہے ۞ شمع دوسروں کی خوشی کے لیے جلتی ہے
بزم کی رونق کا ضامن ہے گدازِ دل مرا
جس طرح بہرِ نشاطِ دیگراں جلتی ہے شمع

سرکشی ہا زیں اَدا آغوشِ رحمت می شود

دیگر اے غافل چہ می خواہی زاعجازِ رُکوع

اس اَدا کی سرکشی آغوشِ رحمت ہو جاتی ہے ❁ اے غافل! رُکوع کا اور کیا اعجاز چاہتا ہے

سر اُٹھانا جس میں رحمت کا سبب ہو جائے ہے

اور کیا چاہے اے غافل تو اعجازِ رُکوع



ما ضعیفاں را، بساماں سُلیمانی بس است

سجدہ ایجادِ نگین و خاتم اندازِ رُکوع!

ہم ضعیفوں کے لیے یہی سامانِ سُلیمانی کافی ہے ❁ کہ سجدہ و رُکوع، نگینہ و انگشتری کے مماثل ہیں

ہم فقیروں کو بھی حاصل ہے سُلیمانی شکوہ

صورتِ سجدہ ، نگینہ! صورتِ خاتم ، رُکوع!



پیری و عشرتِ ایامِ جوانی غلط است

صبحدم رنگ نہ بندد گُلِ شبّوے چراغ

پیری میں ایامِ جوانی کی عشرت کی تمنا بے غلط ❁ وقتِ صبح رنگ و بوے چراغ ماند پڑ جاتی ہے

عہدِ پیری میں جوانی کی تمنا ہے عبث

ماند پڑتی ہے وقتِ صبح رونق شمع کی

پیکرت خم کرد پیری ، اَز فنا غافل مباش
سخت نزدیک است بیدِل، سجدہ با سازِ رُکوع



کیا ہے پیری نے جسم کو خم، نہیں رہے اب حواس باہم
نہ بھول وقتِ فنا کو بیدِل! رُکوع سے ہے قریب سجدہ



نشوو شکوہ گرہ ، دَر دِلِ روشن گہراں
دُود ، دَر سینۂ مُحال است نہاں دارد شمع!

شکایت صاف باطنوں کے دل میں گرہ نہیں ڈالتی ❁ مُحال ہے کہ شمع کے سینے میں دُھواں پوشیدہ رہے

قلب روشن میں نہیں پڑتی شکایت سے گرہ
غیر ممکن ہے رہے شمع کے سینے میں دُھواں



❁ ردیف "غ" ❁

قُربِ شعلہ مزاجاں بخود آتش زدہ است
نیست پروانۂ ما بے خبر از خوے چراغ

شعلہ مزاجوں کی قُربت کا نتیجہ آگ میں جلنا ہے ❁ میرا پروانہ چراغ کی آتش مزاجی سے واقف ہے

قُربتِ شُعلہ مزاجاں میں شہادت کی نوید
میرا پروانہ ہے واقف اپنے اِس انجام سے

دریں بساط کہ حیرت دلیلِ بینائیست
بغیر سوختنِ خود چہ دید چشمِ چراغ
بساط دُنیا میں بینائی کی دلیل حیرت ہے ❁ اپنے جلنے کے سوا چشمِ چراغ کیا دیکھتی ہے
چشمِ حیراں اِس جہاں میں ہے بصارت کی دلیل
اپنے جلنے کے سِوا دیکھے ہے کیا چشمِ چراغ

❁❁❁

خونِ در پردہ بالے می زند امّا چسود
شوخیِ ایں نغمہ موقوفست بر مضرابِ تیغ
خون در پردہ جوش کرتا ہے لیکن کیا فائدہ ❁ اس نغمے کی جھنکار مضرابِ تیغ پر موقوف ہے
جوش زن ہے خون درَ پردہ مگر کیا فائدہ
صوتِ نغمہ تیغ کی مضراب پر موقوف ہے

❁❁❁

از سر کشانِ جاہ ، توقّع مدار چشم
فشاندہ گیر دست ثمر زیں چنار باغ
سرکشانِ جاہ سے لطف و مدارت کی توقّع نہ کرو ❁ اس باغِ چنار سے پھل حاصل نہیں ہوں گے
مہربانی کی توقّع ؟ سرکشانِ جاہ سے؟
تم کو پھل دے گا نہیں ہرگز کبھی باغِ چنار

دَر آفتابِ یقیں، چرخ و انجمش عدم است
چو شب گمانِ تو طاؤس بستہ بر پرِ زاغ

آفتابِ یقین کے نزدیک بزمِ فلک معدوم ہے ❁ جیسے رات کو پرِ زاغ پر طاؤس کا گمان ہوتا ہے

آفتابِ یقین کے نزدیک رونقِ آسمان کچھ بھی نہیں
جس طرح رات کے اندھیرے میں مثلِ طاؤس زاغ لگتا ہے

❁ ❁ ❁

اِختِلافِ وضعہا بیدلؔ، لِباسے بیش نیست
ورنہ یک رنگ است خُوں دَر پیکرِ طاؤس و زاغ!

بیدلؔ دونوں میں صرف لباس کا فرق ہے ❁ ورنہ مور اور کوے کے خون کا رنگ ایک ہے

پیرہن ہے اُن کا بیدلؔ، صرف وجہِ امتیاز
ایک سا ہے رنگِ خونِ پیکرِ طاؤس و زاغ!

❁ ❁ ❁

یارب! اَز سرمنزلِ مقصد چساں یابم سُراغ
دیدہ حیرانست، مَن بے دَست و پا، دل بے دماغ

یارب! منزلِ مُراد کا پتا کس طرح ملے گا ❁ آنکھ حیراں، دل بے دماغ، میں بے دست و پا!

منزلِ مقصود کا یارب! نشاں کیوں کر ملے
آنکھ ہے حیران، مَیں بے دَست و پا، دل بے دماغ

❁ ردیف ''ف'' ❁

سایہ را از ہیچکس اندیشۂ تعظیم نیست

ناتوانے عالمے دارد تکلّف برطرف

سایہ کو کسی سے تعظیم کی تمنا نہیں ہوتی ❁ تکلّف برطرف ناتواں اک عالم رکھتا ہے

سائے کو تعظیم کی خواہش کسی سے بھی نہیں

ناتواں رکھتا ہے اک عالم تکلّف برطرف

❁❁❁

اے زعکسِ نرگست آیینہ جامِ مُل بکف

شانہ از زُلفِ تو نبضِ یک چمن سنبل بکف

تیری چشمِ نرگسی کے عکس سے آئینہ جامِ مے بکف ❁ تیری زُلف نہیں، وہ جب شانہ میں سنبلستاں کی نبض ہے

اے کہ تیری چشم سے آئینۂ جامِ مے بکف

زلف سے شانہ ہُوا نبضِ چمن سنبل بکف

❁❁❁

بے زَنگ دریں محفل، آیینہ نمی باشد

آں دِل کہ تہی باشد از کینہ، نمی باشد

❁

بے زَنگ زمانے میں، آئینہ نہیں کوئی

یُوں دِل تو بہت لیکن، بے کینہ نہیں کوئی

بدَرویشی غنیمت دار، عیشِ بے کلاہی را

کہ غیر از دَردِ دوشِ وگردن از افسر نمی خیزد!



غنیمت جان، دَرویشی وعیشِ بے کلاہی کو

سِوائے دَردِ شانہ، دَردِ سَر، کیا تاج سے حاصل!



لطفِ معانی از لب ہذیاں نوا مخواہ

چوں پاسِ آبرو ز دَمِ تیغ بے غلاف

بیہودہ گو سے لطفِ معانی کی اُمید نہ رکھ ❁ جیسے تیغ بے نیام پاسِ آبرو نہیں رکھتی

لب بیہودہ گو محروم ہے لطفِ معانی سے

کہ پاسِ آبرو تیغِ برہنہ کو نہیں ہوتا ہے



عُزلت از حادثۂ دھر بروں تاختن است

موجِ دریا نشوَد دَست و گریبانِ صدف

گوشہ نشیں کو حادثۂ زمانہ تاراج نہیں کرتے ❁ موجِ دریا صدف سے دست و گریباں نہیں ہوتی

سدا محفوظ ہے گوشہ نشیں آفاتِ دُنیا سے

کہ جوں مامون رہتا ہے صدف اُمواجِ دریا سے

تمثالِ نقشِ پا ہم ازیں دشت گل نکرد

از بس شکست و خاک شد آیینۂ سلف

اِس دشت سے اُن کے نقوشِ پا نہیں مٹے ❁ گو اَسلاف کا آئینہ ٹوٹ کر خاک ہو گیا

اُن کے نقوشِ پا نہ مٹے دشتِ دھر سے

گو ٹوٹ کے بکھر گیا آیئنۂ سلف



بیدلؔ ! زحکمِ غالب تقدیر چارہ نیست

صفہا کشادہ تیر و بیک نقطہ دل ہدف

بیدلؔ ! کاتبِ تقدیر کے حکم سے مفر نہیں ❁ بے شمار تیر صف بستہ ہیں، ایک نقطۂ دل نشانہ

بیدلؔ ! نہیں ہے لکھے سے تقدیر کے مفر

ہیں بے شمار تیر نشانہ ہے ایک دل



❁ ردیف ''ق'' ❁

ہر کہ می بینی بقدرِ شہرتِ خود رفتہ است

سود نامے ہم بتحصیلِ زیاں دارد عتیق

جس کو دیکھو بقدرِ شہرتِ خود، بے خود ہے ❁ عتیق کو اپنے نقصان میں بھی فائدہ ہے

اپنی شہرت کے مطابق ہر کوئی دیوانہ ہے

فائدہ نقصان میں شہرت کا رکھتا ہے عتیق

بے جگر خوردن مُیسّر نیست پاسِ اعتبار
آبرو در موجِ خونِ دل نہاں دارد عقیق
جگر کو خون کیے حفظِ اعتبار ممکن نہیں ❁ عقیق کی آبرو موجِ خونِ دل میں پوشیدہ ہے
مُیسّر حفظِ اعتبار نہ ہو بے جگر کو خون کیے
ہے خونِ دل میں نہاں موجِ آبروئے عقیق



خونِ دل را در بساطِ دیدہ رنگے دیگر است
آبرو در خاتم افزوں تر زکاں دارد عقیق
خونِ دل پردۂ چشم میں اور ہی رنگ رکھتا ہے ❁ انگوٹھی میں عقیق کی عزت وطن سے زیادہ ہوتی ہے
چشمِ بینا میں جدا ہوتا ہے خونِ دل کا رنگ
ذی حشم ہو جائے ہے کچھ اور خاتم میں عقیق



سادگی دار الامانِ بے تمیزاں بودہ است
حلقہ ہائے دام را، خاتم گماں دارد عقیق
سادگی بے خبروں کی پناہ گاہ ہے ❁ حلقہ ہائے دام پر عقیق کو گمان خاتم ہے
بے شعوروں کے لیے ہے سادگی دار الاماں
حلقہ ہائے دام کو خاتم سمجھتا ہے عقیق

❁ ردیف "ک" ❁

اے مُودۂ دیدارِ تو چوں عید مبارک

فردوس بخشمے کہ ترا دید مبارک

تیرا نمودۂ دیدار عید کی مانند مبارک ہے ❁ آنکھوں میں عکسِ فردوس آگیا کہ تیری مبارک دید

عید کے چاند سے بڑھ کر ترا دیدار آیمن

آنکھ میں جلوۂ فردوس اُتر آیا کہ تیری صورت

❁❁❁

اے بیخرداں غرّۂ اقبال مباشید

دَولت نبُوَد بر ہمہ جاوید، مبارک

بے عقلو! مال و جاہ پر گھمنڈ نہ کرو ❁ دولت سب کے لیے دائمی و مبارک نہیں ہوتی

نہ ہونا بے خِردو! جاہ و مال پر نازاں

کہ مال سب کے لیے دائمی نہیں ہوتا

❁❁❁

کارِ مطلب طلبی سخت کشاکش دارد

آرزُو تشنہ لب و وادیِ اِستغنا خشک

اپنے مطلب کو طلب کرنا سخت باعثِ کشاکش ہے ❁ آرزُو تشنہ لب اور وادیِ استغنا خشک ہے

اپنے مطلب کو طلب کرنا سبب خِفّت کا

آرزُو تشنہ لب اور وادیِ اِستغنا خشک

اُلفتِ دُنیا نگردد دلنشینِ ہمتم

کردہ اند آئینہ اَم از نقشِ ایں تمثال پاک

دُنیا کی محبت میرے دل میں گھر نہیں بنا سکتی ❁ میں نے آئینے کو اس نقش بد سے پاک کر دیا

بنا سکتی نہیں گھر میرے دل میں اُلفتِ دُنیا

کہ ہے آئینہ میرا پاک اِس بُت کی نجاست سے



غیر خوباں قدردانِ دل نمی باشد کسے

عزّتِ آئینہ باید دید دَر بزمِ مُلوک

حسینوں کے سوا کوئی دل کا قدردان نہیں ❁ آئینے کی عزت شاہوں کے دربار میں ہوتی ہے

نہیں ہے قدردانِ دل حسینوں کے سِوا کوئی

مشرّف آئینہ شاہوں کے درباروں میں ہوتا ہے



کامِ اُمید چساں جامِ تسلّی گیرد

کہ کرم تشنہ سوال است و زبانِ ما خشک

اُمید و آرزو کو جام تسلّی کیسے حاصل ہو ❁ کرم سوال کا طالب میری زباں بے نطق

ملے تو کیسے ملے جامِ آرزو مجھ کو

کرم سوال کا تشنہ میری زباں بے آب

سیلِ بے پروائے ما، مہمانِ بحرِ رحمت است
دامنِ آلودہ گر آلودہ تر باشد چہ باک

میرا سیل گناہ بحر رحمت کا مہمان ہے ❁ دامن آلودہ اگر اور آلودہ ہو تو کچھ حرج نہیں

سیلِ عصیاں میرا، بحرِ مغفرت کا میہماں
دامنِ آلودہ اور آلودہ ہو جائے تو کیا

❁ ❁ ❁

نیست غیر از عرقِ شرم ، شفاعت گرِ ما
یارب! ایں چشمۂ رحمت ، فَکُنی فردا خشک

عرقِ انفعال کے سوا، میرا کوئی شفیع نہیں ❁ یارب! اس چشمۂ رحمت کو فردا خشک نہ کردے

کون ہے میرا شفاعت گر، سوائے آبِ شرم
کر نہ دے فردا، کہیں اِس چشمۂ رحمت کو خشک

❁ ❁ ❁

قُدرت بجُز اَخلاق، زِ مَرداں نہ پسندَد
گیرائی اگر دست دہد، ترکِ حسد گیر!

❁

اَخلاق ہے علامتِ مَردانِ خوش نہاد
مختار ہے ، تو ترکِ حسد اختیار کر!

لالہ داغ و گُل گریباں چاک و بُلبُل نوحہ گر!

غیرِ عبرت زیں چمن، دیگر چہ بردارد بہار؟

❁

'لالہ داغ و گُل گریباں چاک و بُلبُل نوحہ گر'؟

فصلِ گُل میں کچھ نہیں، سامانِ عبرت کے سوا

❁ ردیف ''گ'' ❁

اے بے خبر، دریں چمن اسبابِ عیش کو

ایں جاست بے بقا گُل و بے اعتبار، رنگ

اے بے خبر! اس چمن میں اسبابِ عیش کہاں ہیں ❁ یہاں گُل فانی اور رنگ بے اعتبار ہے

اے غافل اِس چمن میں نہیں لُطف و اِنبساط

فانی ہے پھول اور ہے بے اعتبار، رنگ

❁ ❁ ❁

قسمت دریں چمن ز بہاراں قوی تر است

آفاقِ غرقِ خوں شد نگرفت خار رنگ

اِس چمن میں قسمت بہاروں سے قوی تر ہے ❁ سارا جہاں رنگین ہو گیا مگر خار بے رنگ رہا

تقدیر اِس چمن میں بہاروں سے ہے قوی

آفاق غرقِ رنگ ہیں بے رنگ پھر بھی خار

بجُز ایں کہ گلفتِ بے جا کشد چہ سازد کس

جہاں الم کدہ و آرزو نشاط آہنگ

بجا تکلیف اُٹھانے کے سوا کوئی کیا کرے ❁ دُنیا رنج کدہ ہے اور آرزو نشاط طلب

سوائے گلفتِ بیجا نہیں کوئی چارہ

الم کدہ ہے جہاں ،آرزو نشاط طلب



با جنوں کن صلح و از تشویشِ پیراہن برآ

ورنہ دَر پیش است با ہر خار دامن گیر جنگ

جنوں سے صلح کر اور تشویشِ لباس سے نکل ❁ ورنہ ہر خار دامن گیر و آمادۂ جنگ ہوگا

صلح کر دیوانگی سے ،فکرِ جامہ چھوڑ دے

ورنہ دامن گیر و جنگ آمادہ ہوگا خار خار



❁ ردیف "ل" ❁

گرفتارم ، گرفتارم ، گرفتار !

نمی دانم نفس دام است ؟ یا دل ؟

گرفتار ہوں ،گرفتار ہوں ، گرفتار ❁ میں نہیں جانتا کہ نفس دام ہے یا دل

مَیں قیدی ہُوں ،مَیں قیدی ہُوں ،مَیں قیدی

نہیں واقف ،نفس ہے دام یا دل!

اَسرارِ سخن جو بخموشی نتواں یافت
مُفتاح درِ گنجِ معانیست تأمُل

اسرار سخن خموش رہنے سے کھلتے ہیں ❁ کلید خزانۂ معانی تأمل ہے

ہَے کاشفِ اَسرارِ سخن صِرف خموشی
مُفتاحِ درِ گنجِ معانی ہے تأمُل

❁ ❁ ❁

بر گیست لبت از چمنستانِ تبسُم
موجیست نگاہِ تو زعُمانِ تغافل

تیرے لب چمنستانِ تبسم کی پتیاں ہیں ❁ تری نگاہ بحرِ عمانِ تغافل کی موج ہے

لب تیرے گُلستانِ تبسُم کی پتیاں
تیری نگاہ، دُرِ تغافل کی موج ہے

❁ ❁ ❁

وُفورِ مال بتاکید، خِسّت است دلیل!
گشادہ دَست، نمی خواہد آستین طویل!

کثرت مال بخل و خست کی دلیل وتاکید ہے ❁ کھلا ہاتھ، لمبی آستین پسند نہیں کرتا!

دلیلِ بُخل یقیناً ہے مال کی کثرت
فراخ دَست نہیں رکھتا آستین طویل

❁ ردیف "م" ❁

ہر کجا رفتم غبارِ زندگی در پیش بود
یارب! ایں خاکِ پریشاں از کجا برداشتیم

جہاں بھی جاؤں غبارِ زندگی سامنے آتا ہے ❁ الٰہی! یہ خاکِ پریشاں کہاں کی ہے

جس جگہ جاؤں غبارِ زندگی در پیش ہے
یہ پریشاں خاک یارب! کس جہاں سے آئی ہے

❁ ❁ ❁

زورِ بازوے توکّل، ناخداے دیگر است
بے غمِ ساحل دریں دریا شنائی میکنم

بازوے توکّل کی قوت، دیگر ناخدا ہے ❁ بے نیازِ غمِ ساحل ہو کے دریا میں تیرتا ہوں

زورِ بازوے توکّل، ناخدا ہے دُوسرا
ہو کے بے پرواے ساحل تیرتا رہتا ہوں میں

❁ ❁ ❁

تیرہ بختی فرشِ من، آشفتگی اسبابِ من
حلقۂ زُلفِ سیاہ کیست یارب! خانہ اَم

تیرہ بختی میرا فرش اور آشفتگی میرا اسباب ہے ❁ میرا گھر خدایا! کس کا حلقۂ زُلفِ سیاہ ہے

تیرہ بختی فرش ہے، آشفتگی اسباب ہے
میرا گھر یارب! ہے کس کا حلقۂ زُلفِ سیاہ

بیدلؔ! تجدُّدیست لباسِ خیالِ من
گر صد ہزار سال برآید کہن نیم

بیدلؔ! میرے خیال کے لباس میں خوئے تجدُّد رہے ❁ اگر صد ہزار سال بھی گزر جائیں پُرانا نہیں ہوگا

بیدلؔ ! میرا خیال تجدُّد سرِشت ہے
گر صد ہزار سال بھی گزریں نہ ہو قدیم

❁❁❁

بیدلؔ! اگرم عیب کسے در نظر آمد
انصاف عرَق گشت و کشید آینہ چشم

بیدلؔ! جب کسی کے عیب پر نظر پڑتی ہے ❁ تو انصاف عرق آلود ہو کر آئینہ دیکھتا ہے

بیدلؔ! کسی کے عیب پہ پڑتی ہے جب نظر
انصاف فرطِ شرم سے دیکھے ہے آئینہ

❁❁❁

ظرف و مظروف اعتبارِ عالَمِ تحقیق نیست
وہم می گوید کہ اُو گنج است من ویرانہ اَم

عالَمِ تحقیق میں ظرف و مظروف کا فرق نہیں ہوتا ❁ وہم کہتا ہے وہ خزانہ میں ویرانہ ہوں

ظرف اور مظروف کا تحقیق میں کیا اعتبار
وہم کہتا ہے کہ وُہ ہے گنج مَیں ویرانہ ہُوں

بصورِ خیال اے آینہ زاں جلوہ قانع شو

ہماں تمثال خواہی دید اگر گشتے مقابل ہم

اے آئینے اس جلوے کی خیالی تصویر ہی پر قناعت کر ❁ اس کے مقابل ہو کے بھی تو عکس ہی دیکھے گا

تو اے آئینے! جلوے کے تصوّر پر قناعت کر

نظر آئے گا تجھ کو عکس ہی اُس کے مقابل بھی

❁❁❁

مخور بیدلؔ! فریب تازگی اَز محفلِ امکاں

کہ من عُمریست می بینم ہماں چرخ و ہماں اَنجم

بیدلؔ محفلِ امکاں سے تازگی کا فریب نہ کھا ❁ کہ میں اک عُمر سے یہی فلک و نجوم دیکھتا ہوں

بیدلؔ ! نہ کھا فریب تجدُّد جہان سے

گزری ہے عُمر ماہ و فلک دیکھتے ہُوئے

❁❁❁

بہرہٗ تحقیق اَز تقلید بردن مشکلست

خضر نتواند کنے گر جامہ و دستار سبز

❁

ہو مُقلِد صاحبِ تحقیق، یہ دُشوار ہے

خضر ہو نا غیر ممکن پہن کر ملبوس سبز

فطرتِ بیدلؔ ہماں آیئنۂ معجز نماست

ہر سخن کز خامہ اش می جوشد الہام است و بس



فطرتِ بیدلؔ ہے اک آئینہ معجز نما

جو قلم اُس کا لکھے اِلہام ہی سمجھو اُسے



دامنِ دشتِ عدم، منتظرِ وحشتِ ماست

کاش اَز تنگیِ ایں کوچہ فِشارے گیرم

میری وحشت کے انتظار میں دشتِ عدم ہے ❁ کاش اس تنگ کوچے سے نکلنے کی کوئی تدبیر ہو

منتظر کب سے ہے وحشت کا مری دشتِ عدم

کاش اِس کوچے کی تنگی سے رہائی مل جائے



مُلکِ آفاق بَگرِفتیم و گدائی باقیست

بادشاہیم اگر کنجِ مزارے گیرم

مُلکِ آفاق پہ گرفت ہونے پر بھی گدا ہوں ❁ کنجِ مزار پر میرا اقتدار ہوگا تو بادشاہ ہوں گا

میری آفاق پہ شاہی ہے گدا ہوں پھر بھی

ہاں! شہنشاہ بنوں، قبر کی پا کر جاگیر

پیش از ایجاد ، باُمیدِ ظہورِ احمد

داشت نُورِ احدَم ، در کنفِ حلقۂ میم

عالم کی ایجاد سے پہلے ظہورِ احمد کی اُمید میں نُورِ احد ❁ نے مجھے (انسان کو) حلقۂ میم کے سائے میں رکھا

قبلِ ایجاد ، باُمیدِ ظہورِ احمد

ہو گیا نُورِ احد ، معتکفِ حلقۂ میم

❁❁❁

زفرق و امتیازِ کعبہ و دَیرَم ، چہ می پُرسی

اَسیرِ عشق بودَم ہر چہ پیش آمد پرستیدَم

دیر و کعبہ کے فرق و امتیاز کو مجھ سے کیا پُوچھتے ہو ❁ اسیرِ عشق کی راہ میں جو بھی پیش آیا اس کی پُوجا کی

غرض مجھ کو نہیں کچھ دَیر و کعبہ کے تفاوت سے

اَسیرِ عشق ہُوں جو کچھ بھی پیش آیا پرستش کی

❁❁❁

طالبِ صُحبتِ معنیٰ نگراں باید بُود

خاک دَر صحنِ بہشتے کہ ندارد آدم

صُحبتِ اصحابِ علم و نظر کی خواہش کرو ❁ خاک پڑے صحنِ بہشت پر وہ جس میں آدم نہیں

صُحبتِ اہلِ نظر ہے رَشکِ صد خُلدِ بریں

خاک اس جنت کے آنگن پر جہاں آدم نہ ہو

ناموسِ بے نیازی ، مُہرِ لبِ سوال است
کم نیست حاجت اما ، طبعِ گدا ندارم

غیرت بے نیازی نے لبِ سوال پر مُہر لگا دی ہے ❁ میں حاجت مند ہوں، لیکن گدا مزاج نہیں!

ہے ، گراں حرفِ طلب ، ناموسِ غیرت مند پر
میں ضرورت مند ہُوں طبعِ گدا رکھتا نہیں



از نقشِ ما ، حقیقتِ آفاق خواندنی است
چُوں مَوج ، کارنامۂ دَریا نوِشتہ ایم

میری ذات سے آفاق کی حقیقت سمجھنا ممکن ہے ❁ میں نے موج کی طرح کارنامۂ دریا لکھا ہے

مُجھ سے ہُوئی حقیقتِ آفاق منکشِف
لہروں سے کار نامۂ دَریا لکھا گیا



مشقِ خیالِ ما ، بتمامے نمی رسَد
اے بے خوداں ، ہمہ وَرَقِ نانوِشتہ ایم

میرا نقشِ زیست ، ابھی مکمل نہیں ہُوا ❁ گویا میں ایسا ورق ہوں، جس پر کوئی تحریر نہیں

نقشِ خیال ، پہنچا نہیں ہے کمال تک
گویا میں آج تک وَرَقِ نانوِشتہ ہوں

قاصِد چو رنگ ، باز نگردید سُوے ما
معلوم شُد کہ نامہ بعنقا نوِشتہ ایم

قاصد اُڑے ہوئے رنگ کی طرح واپس نہیں آیا ۞ ایسا لگتا ہے کہ مَیں نے عنقا کے نام خط لکھا تھا

مانندِ رنگ ، جا کے نہیں آیا نامہ بَر
ظاہر ہُوا کہ نامہ وہ عنقا کے نام تھا



قدر دانے دَر بساطِ امتیازِ دہر نیست
ورنہ مَن دَر مکتبِ بے دانشی علّامہ اَم

بساطِ دُنیا پر امتیاز کرنے والے قدر دان نہیں ۞ ورنہ مَیں مکتبِ لاعلمی کا علّامہ وقت ہُوں

جو ہر شناس کوئی نہیں بزمِ دہر میں
مسند نشینِ محفلِ بے دانشی ہُوں مَیں



ترجمہ بقیدِ صنعتِ ذوقافیتین



اہلِ دُنیا را مُطیعِ خویش کردن کار نیست
پر بآسانے تواں دادن، بچوبِ خام خَم

دُنیا داروں کو اپنا مُطیع کرنا معمولی کام ہے ❁ جیسے کہ کچی لکڑی با آسانی موڑی جاسکتی ہے

طالبِ دُنیا کو اپنانا کوئی مشکل نہیں
جیسے آسانی سے ہوجاتی ہے چوبِ خام خَم



بسکہ فرصتہا، پَر افشانِ ہوائے وحشت
از وصالم داغِ دِل می جوشد، از پیغام غم

زیادہ وقت ملاقات بھی وجہِ وحشت ہے ❁ وصل سے داغِ دل جوش کرتا ہے، پیغام سے غم

تُجھ سے مل کر پھر بچھڑنے سے ہُوں مَیں وحشت زدہ
اپنے دامن میں لیے ہے، وصل کا پیغام، غم



محملِ موجِ نفس، از بحرِ اِمکاں شکستہ است
عافیت دَر کشورِ ما، دارد از آرام، رَم

کشتیِ موجِ نفس دامِ بحرِ امکاں میں پھنسی ہے ❁ میری کشورِ زندگی سے عافیت گریز کرتی ہے

ہے رواں بحرِ فنا میں کشتیِ مَوجِ نفس
میری ہستی سے ہمیشہ کرتا ہے آرام، رَم

از خجالت دَر لبِ گُل ، خندہ شبنم می شود
با تبسم آشنا گر سازَد آں گلفام ، فَم

شرم سے پھول کی ہنسی پانی پانی ہو جائے ❁ اگر اس گلفام کے لب مسکرانے پر آمادہ ہوں

شرم سے ہو پانی پانی ، خندۂ گُل باغ میں
گر تبسم آشنا تیرا ہو ، اے گلفام ، فَم



آنچہ ما ، دَر حلقۂ داغِ محبت دیدہ ایم
نے سکندؔر دید دَر آیینہ ، نے دَر جام ، جَم

مَیں نے جو کچھ حلقۂ داغِ محبت میں دیکھا ہے ❁ نہ سکندؔر نے آئینے میں دیکھا نہ جم نے جام میں

قطعہ

ترجمہ: بقیدِ صنعتِ ذو قافیتین

مَیں نے جو چاہا ، دکھایا ہے محبت نے مُجھے
زندگی میں شُکرِ ایزد ، مَیں ہُوا ناکام ، کم
کیا ملا تُجھ سے سکندؔر کو ، بتا اے آئینے؟
کچھ نہ حاصل کر سکا تُجھ سے کبھی اے جام ، جَم

ایں بیستوں قلعۂ و برقِ جمالِ کیست
ہر سنگ دارد آتشِ شوقِ گدازِ خویش



کس کی برقِ حُسن کی جاگیر ہے یہ بیستوں
آرزو میں جس کی پتھر خود ہی پگھلا جائے ہے



ز شیخ مغزِ حقیقت مجو کہ ہمچو حباب
سرے ندارد اگر وا کنند دستارش



دماغِ شیخ مثالِ حباب ہے لوگو!
اُتارے گر یہ عمامہ تو سر نہیں ہوگا



بہارِ آرزو دردِل، گُلِ اُمید دردامن
بہر رنگے کہ می آیم، چمن بردار می آیم

دل میں آرزو کی بہار، دامن میں اُمید کے پھول لیے ہوئیں بہر صورت چمن سازی رہوں گا

بہارِ آرزو دِل میں، گُلِ اُمید دامن میں
کِسی بھی رنگ میں آؤں، چمن پرداز آؤں گا

جنوں بر غفلتِ بے کاریِ ما، رحم کرد آخر

گریباں گر، بدستِ من نمی آمد چہ می کردم

جنوں کو آخر مری بیکاری پر رحم آ ہی گیا ❁ اگر میری دسترس میں گریباں نہ ہوتا تو کیا کرتا

جنوں کو میری بیکاری پہ رحم آ ہی گیا آخر

گریباں ہاتھ میں، میرے نہیں آتا تو کیا کرتا



تیغے، بجادۂ دمِ اُلفت نمی رسد

سیرِ ہزار راہِ خطرناک کردہ ام

راہِ اُلفت تلوار سے زیادہ خوں ریز ہے ❁ ہزار خطرناک راہوں سے گزر کے یہ اندازہ ہوا

ہلاکت خیز ہے شمشیر سے بھی راہ اُلفت کی

قدم میرے ہزاروں پرخطر رستوں سے گزرے ہیں



بوُئے غنچہ نسبت کردہ او، طرزِ کلامت را

زبانِ برگِ گل، در عذرِ ایں تقصیری خواہم

تیرے طرزِ کلام کو بوئے غنچہ سے نسبت دیتی ❁ اس تقصیر میں زبانِ برگِ گل کاٹنا چاہتا ہوں

تیرے طرزِ گفتگو کو، بوُئے غنچہ کیوں کہا

اِس خطا پر کاٹ دوں گا میں زبانِ برگِ گل

کُفر است فضُولے، بہ ادب گاہِ حقیقت
دَر خانۂ خورشید ، دلایل چہ فروشم!
بارگاہِ حقیقت میں، فضول گفتگو کُفر ہے ❁ خانۂ خورشید دلائل سے بے نیاز ہے

کُفر ہے اِثباتِ ذاتِ حق میں، یہ چون وچرا!
خانۂ خورشید ، محتاجِ دلائل تو نہیں!



قابلِ بارِ اَمانت ، گو آساں شُدیم
سَرکشی با خاک شُد ،تا صورتِ انساں شُدیم
یہ نہ سمجھو کہ اَمانتوں کا سزاوار بآسانی ہُوا ❁ تمام سَرکشی چھوڑنے کے بعد انسان بنا

قابلِ بارِ اَمانت ، کیا کوئی آساں ہُوا
سَرکشی جب چھوڑ دی تب صورتِ انساں ہُوا



قابلِ بَرقِ تجلّی ، نیست جُز خاشاکِ مَن
حُسن ہر جا جلوہ پرداز است، مَن آئینہ اَم
میری خاک ہی تیرے پرتوِ جلوہ کے قابل ہے ❁ جلوۂ حُسن ہر جگہ ہے، اس کا آئینہ صرف مَیں ہُوں

قابلِ بَرقِ تجلّی ، صِرف میری خاک ہے
ہر طرف وُہ جلوہ فرما اور مَیں آئینہ ہُوں

مُرگ می خندد ، بہ بُہمِ غافلِ مَن تا ابد
بے تُو گر یک لحظہ خود را ، زندہ باوَر می کُنم

میری نادانی پر ، موت تا ابد ہنسے گی ❁ اگر تیرے بغیر خود کو ایک لحظہ زندہ تصوّر کروں

ہنسے گی تا قیامت ، موت میری بے تمیزی پر
جُدائی میں تری ، گر زندگی کو ، زندگی سمجھوں



از بالِ ہُما کیست کشد ، ننگِ سعادت
بیدلؔ ز سَرِ ما نشود ، سایۂ ما کم !

بالِ ہُما سے ننگِ سعادت کون گوارہ کرے ❁ بیدلؔ ! بس مرے سَر سے مرا سایہ جُدا نہ ہو

احسانِ ہُما ! اہلِ عزیمت کے لیے ننگ !
بیدلؔ ! مرے سَر سے مرا سایہ نہ جُدا ہو !



خِرمنِ ہستی ، بہ بَرقِ وہمِ غفلت سوختیم
آہ ازاں آتش کہ ما ، دَر یادِش ایں جا سوختیم

غفلت میں جواب دہی کی آگ میری ہستی کو جلا رہی ❁ اف وہ آتش جس کا خوف یہاں بھی جلا رہا ہے

بَرقِ غفلت سے ہے سوزاں ، خِرمنِ ہستی مرا
آہ ! وہ آتش کہ جس کی یاد میں جلتا ہُوں مَیں

فُرصت ز رنگِ ماست، پَر افشانِ نیستی

غافل ز ما، مباش کہ ناگاہ رفتہ ایم!

میری مُہلتِ زندگی سے رنگِ عدم ظاہر ہے ❁ مجھ سے غافل نہ رہ کہ اچانک گُزر جاؤں گا!

میری ہستی میں بھی پنہاں ہے نشانِ نیستی

دیکھتے ہی دیکھتے معدوم ہو جاؤں گا مَیں!

❁❁❁

نُورِ جاں، دَر ظلمت آبادِ بدن گُم کردہ اَم

آہ! ازیں یُوسُف کہ مَن دَر پیرَہن گُم کردہ اَم

روشنیِ جاں کو ظلمت کدۂ جسم میں گُم کر دیا ❁ حیف اِس یُوسُف کو مَیں نے پیرَہن میں گُم کر دیا

نُورِ جاں کو ظلمت آبادِ بدن میں گُم کِیا

آہ اِس یُوسُف کو مَیں نے پیرَہن میں گُم کِیا

❁❁❁

بمعنی آں ہمہ، محتاج نیستم لیکن

ز قدر دانیِ نازِ غنی، گدا شُدہ اَم

حقیقی معنوں میں محتاج نہیں ہوں، لیکن ❁ غنی کا ناز قائم رکھنے کو گدائی اختیار کی ہے

نہیں محتاج لیکن مرتبہ دانِ سخاوت ہوں

رہے نازِ غنی قائم، بنا ہُوں اِس لیے سائل!

اے حریفاں! قدرِ استغنائے دِل فہمیدنے است

مَن باین یک آبلہ ، پا بَر ہزار افسر زدَم

اے حریفو! دلِ بے نیاز کی قدر پہچانو ❁ مَیں نے اس آبلے کے بل پر ، تاج ٹھکرائے

اے حریفو! تُم کو اِستغنائے دِل کا کیا شُعور

تاج کیا کیا مَیں نے اِس کے زور سے ٹھکرائے ہَیں



دریں گلشن ندارد ہیچ کس بَر حالِ دل رحمے

وگرنہ ہم چو گل ، بصد جا گرِیباں بازی کردَم

اس گلشن میں کوئی حالِ دل پر رحم نہیں کرتا ❁ ورنہ مَیں بانندِ گل سو جگہ گریباں کھول کر دکھاتا

نہیں آتا کسی کو حالِ دِل پر رحم گلشن میں

وگرنہ مثلِ گُل مَیں بھی گریباں چاک کر دیتا



باین گردِ علایق ، نیست ممکن چشم وا کردَن

بجوں بَر عالمے پا زد کہ مَن بیدار گردیدَم

تعلقات کی اس گرد میں آنکھ کھولنا ممکن نہیں ❁ اے مجنوں! دُنیا کو ٹھکرا کہ میں آنکھ کھولوں

تُمہارِ احتیاج اِتنا کہ آنکھیں کھولنا مشکل

بجوں عالَم کو ٹھکرائے تو مَیں بیدار ہو جاؤں

تا بکے باشد کسے سودائیِ سود و زیاں
تختہ می گردد بیک خشتِ لحد دُکانِ حرص



کوئی کِتنا ہی رہے دیوانۂ سود وزیاں
حرص کا حاصل سوائے قبر اور کچھ بھی نہیں



خواہ بر کنجِ قناعت خواہ در قصرِ غنا
روزگے چنداست بیدؔل ہر کسے مہمانِ حرص



خواہ کنجِ فقر میں یا قصرِ نعمت میں رہے
کِتنے دن بیدؔل رہے گا کوئی بھی مہمانِ حرص



دامنِ دشتِ عدم، مُنتظِرِ وحشتِ ماست
کاش از تنگیِ ایں کوچہ، فشارے گیرم
صحرائے عدم میری جولانیِ وحشت کا منتظر ہے ❁ کاش زندگی کے تنگ کوچے سے آزاد ہو سکوں
میری وحشت کا بیابانِ عدم ہے مُنتظِر
مَیں نکل کے اِس جہاں سے بیکراں ہو جاؤں گا

مُشتِ خاکِ تیرہ را آیینہ کردن حیرت است
جلوہ ای کردی کہ ماہَم دیدۂ حیراں شُدیم

مشتِ خاکِ تیرہ کو آئینہ بنانا حیرت انگیز ہے ❁ ایسا جلوہ کیا کہ ہم دیدۂ حیران بن گئے

خاکِ تیرہ کو بنایا آئینہ حیرت ہے یہ
اُس نے وُہ جلوہ دکھایا ہم بھی حیراں ہو گئے

❁❁❁

دُنبالہاے ابرُوت از دِل گُوشتہ است
می آید از کمانِ تُو ، کارِ خدنگ ہم

تیرے ابرُو کے دُنبالے دِل میں کھب گئے ❁ تیری کمان بھی تیر کا کام کرتی ہے

مجروحِ دِل ہے ابرُوے دُنبالہ دار سے
تیری کمان کرتی ہے ، کارِ خدنگ بھی !

❁❁❁

زانُو زدن ز خصم ، مپندار عاجزی
پیداست ایں ادا ، دمِ کینہ تُفنگ ہم

دشمن کے گھٹنے ٹیکنے کو ، عاجزی نہ سمجھ ❁ آمادۂ دشمنی تُفنگ کا بھی یہ انداز ہوتا ہے

دُشمن جو گھٹنے ٹیکے ، نہ جان اِس کو عاجزی
رکھتی ہے یہ ادا ، دمِ کینہ تُفنگ بھی

چشم وا کردم و طوفانِ قیامت دیدم
زندگی روزِ جزا ئیست کہ مَن می دانم

آنکھ کھولی تو ہنگامۂ دار و گیر نظر آیا ❁ مَیں نے جانا کہ یہی روزِ قیامت ہے

آنکھ کھلتے ہی وُہ طوفانِ قیامت دیکھا
زندگی روزِ جزا ہے، یہی سمجھا مَیں نے

❁❁❁

دَر آغاز اِنتہا دیدم، سَحر را شام فہمیدم
اَزَل تا پردہ بَرداردَ، تماشاے عدَم کردم

ابتدا میں انتہا دیکھی، سَحر شام محسوس ہوئی ❁ ازَل کا پردہ اُٹھتے ہی عدم کا منظر دیکھا

سَحر کو شام جانا، ابتدا میں اِنتہا دیکھی
اَزَل کے روز ہی مَیں نے تماشاے اَبد دیکھا

❁❁❁

شش جہت، بیدلؔ! ہمیں یک دِل قیامت می کُند
خانۂ آیئنہ ئی، مَن ہم تماشا می کُنم

بیدلؔ! یہی اک دِل ہر طرف قیامت کرتا ہے ❁ آئینے میں بھی مَیں یہی تماشا دیکھتا ہوں

ہر جگہ، بیدل! یہی اک دِل قیامت ڈھائے ہے
مَیں یہی دیکھوں تماشا، خانۂ آئینہ میں

مَن ونشو ونُماے سَرکشی ، حاشا ، معاذ اللہ

نہالِ جادہ اَم ، یک سجدہ ہموار می رویم

خدا نہ کرے کہ مجھ میں سرکشی نمو پائے ❁ نہالِ جادۂ ہموار ہوں رہتا ہوں سجدے میں

کروں مَیں سَرکشی ممکن نہیں حاشا معاذ اللہ

نہالِ جادۂ ہموار ہُوں سجدے میں رہتا ہُوں



❁ ردیف ''ن'' ❁

پردہ دارِ عیبِ مُنعَم نیست جُز اسبابِ جاہ

می شود در فربہی در گوشت نایاب اُستخواں

دولتمند انسان کے عیوب اسبابِ جاہ چھپا لیتے ہیں ❁ فربہی میں ہڈیاں گوشت میں چھپ جاتی ہیں

پردہ دارِ عیبِ مُنعَم صِرف جاہ و مال ہیں

فربہی میں ہڈیوں کا، گوشت جیسے پردہ پوش

❁❁❁

اِنفعالِ معصیت، فردوس تعمیر است و بس

گر جبیں دارد عرق اندیشۂ کوثر مکن

بس انفعالِ معصیت فردوس تعمیر کرتا ہے ❁ گر پیشانی عرق آلود ہے تو اندیشۂ کوثر نہ کر

انفعالِ معصیت، کافی ہے جنّت کے لیے

کہ جبینِ عرق آلودہ ہے کوثر سے سِوا

❁❁❁

غافل از دیدارِ آں چشمِ حیا پرور نہ ایم

تیغ خوابیدہ ئی دارد نگاہ شرگیں

میں اس چشمِ حیا پرور سے غافل نہیں ہوں ❁ وہ شرگیں نگاہ، خوابیدہ شمشیر ہے

جلوۂ چشمِ حیا پرور سے میں غافل نہیں

تیغِ خوابیدہ ہے گویا وہ نگاہِ شرگیں

عالم بحسنِ خُلق تواں کرد صید خویش

دام و کمند نیست بگیرائی زباں

حُسنِ اخلاق سے دُنیا کو شکار کرتی ہے ❁ جال اور کمند زباں سے زیادہ عالم شکار نہیں

کرتی ہے حُسنِ خُلق سے دُنیا کو وہ شِکار

رکھے کمند و دام سے زیادہ زباں گرفت



از سیرِ ریشہ گیر عیارِ کمالِ تخم

آئینۂ حقیقتِ دل نیست جز زباں

ریشے سے بیج کے معیار کا اندازہ کرو ❁ آئینۂ دل کی حقیقت بجز زبان ہے

نشو و نمائے ریشہ ہے معیار بیج کا

آئینۂ حقیقتِ دل جز زباں نہیں



اگر فانیم چیست ایں شورِ ہستی

وگر باقیم از چہ فانیستم من

اگر فانی ہوں تو یہ ہنگامۂ ہستی کیا ہے ❁ اگر باقی ہوں تو میری فنائیت کا چرچا کیوں

اگر ہوں فانی تو پھر کیا ہے شورِ ہستی یہ

اگر ہوں باقی تو مجھ میں فنائیت کیا ہے

جُز مُجتنِد لے چند کہ عامست دریں عصر
بیدِلؔ نرسیدہ است، بیاراں سخنِ مَن

چند حقیر لوگوں کے سوا کہ اس عہد میں عام ہیں ❁ بیدِلؔ میرے اشعار، دوستوں تک نہیں پہنچے

سِوائے مردانِ خام بیدِلؔ کہ ہَیں زمانے میں عام بیدِلؔ
نہ پہنچا میرا کلام بیدِلؔ اَدا شناسانِ شاعری تک



زندگی در گردنم اُفتاد بیدِلؔ چارہ نیست
شاد باید زیستن، ناشاد باید زیستن!

بیدِلؔ: زندگی گلے کا ہار ہو گئی ہے ❁ اب تو ہر حال میں جینا ہی پڑے گا

زندگی پڑ گئی گلے بیدِلؔ
شاد و ناشاد اب تو جینا ہے



آہِ عاشق آتشِ دل را دلیلِ روشن است
فاش شد ہر چند دردِ خویش پنہاں کرد شمع



آہِ عاشق آتشِ دل کی ہے اک روشن دلیل
فاش ہو جاتا ہے کتنا ہی چھپائے درد شمع

خامشی ہم ترجمانِ حالِ ماست
بے سخن پیداست بیدلؔ رازِ شمع



میری خاموشی بھی میرے حال کی ہے ترجماں
بے سخن ظاہر ہے بیدلؔ ہر کسی پر حالِ شمع



شہادت گاہِ عشق است ایں، مکن فکرِ تن آسانی
میسّر نیست ایں جا جُز بزیرِ تیغ خوابیدن
یہ شہادت گاہِ عشق ہے، یہاں فکرِ تن آسانی نہ کر ❁ یہاں نیند صرف تلوار کے سائے میں آتی ہے
نہ کر فکرِ تن آسانی، شہادت گاہِ ہستی میں
ہے خواہش خوابِ راحت کی تو زیرِ تیغ سجدہ کر



شمع را در بزم، بہرِ سُوختن آوردہ است
فکرِ انجامَم مکن، گر دیدئی آغازِ مَن
شمع محفل میں جلانے کے لیے ہی لائی جاتی ہے ❁ جب آغاز آتش ہو تو انجام پگھلنا ہی ہوتا ہے
نہ کر انجام کا غم، میرا اگر آغاز دیکھا ہے
کہ محفل میں ہمیشہ شمع، جل بجھنے کو آتی ہے

دِل زیرِ تیغِ تغافل ہائے اُو مایوس نیست
نازمی گوید کہ آخر مہرباں خواہم شُدن
دل محبوب کے طرزِ تغافل سے مایوس نہیں ۞ ناز کہہ رہا ہے کہ مہرباں ہو جائے گا
اُس کے افسونِ تغافل سے نہیں مایوس دِل
ناز کہتا ہے کہ آخر مہرباں ہو جائے گا



دَردَمِ مُردَن مرا بَر زندگی افسوس نیست
حیف دامانت کہ اَز دَستم رَہا خواہد شُدَن
مرتے دم مجھے دُنیا سے جانے کا غم نہیں ہے ۞ دُکھ یہ ہے کہ تیرا دامن ہاتھ سے چھٹنے کو ہے
وقتِ آخر زندگی کا غم نہیں ہرگز مجھے
غم تو یہ ہے تیرا دامن ہاتھ سے چھٹنے کو ہے



اَز رگِ ہر بَرگِ گُل پیدا است مضمونِ بہار
ایں چمن دَر کار دارَد دیدۂ باریک بیں
پھول کی پتی پتی سے بہار کا مضمون ظاہر ہے ۞ اس چمن کو دیکھنے والا تیز نظر ہونا چاہیے
بَرگ و شاخ و گُل سے پیدا ہُیں مضامینِ بہار
آنکھ اِن کو دیکھنے والے کی ہو باریک بیں

عرفاں بکسبِ علم ، مُیسّر نمی شوَد

اَز سُرمہ ، روشنی نبَرد چشمِ سُرمہ دان

عرفانِ ذاتِ حق ، صرف علم سے مُیسّر نہیں ہوتا ❁ سُرمہ دانی کی آنکھ سُرمہ سے روشن نہیں ہوتی

فقط تعلیم سے عرفانِ حق حاصل نہیں ہوتا

نہیں ہوتی مُنوّر چشمِ سُرمہ دان سُرمے سے



گاہ اَشکِ یاس و گاہے نالہ عُریاں می شوَد

خِلعتِ دِل ، دَر چہ کوتا ہست بَر بالائے مَن

کبھی اَشکِ مایوسی ، کبھی نالہ ظاہر ہوتا ہے ❁ خِلعتِ دِل میرے قد پر کس قدر چھوٹی ہے

گاہ اَشک و آہ گاہے داغ عُریاں ہوتے ہیں

خِلعتِ دِل کس قدر ہے تنگ میرے جسم پر



گواہِ پستیِ فطرَت عُروجِ دعوت ہاست

سخن بُلند بوَد تا بُلند نیست سخن

بُلند بانگ دعوے پستیِ فطرت کی دلیل نہیں ❁ شوروہی کرتا ہے ، جو عالی سخن نہیں ہوتا

گواہِ پستیِ فطرَت ہے ، اِدّعا و غرُور

بُلند بانگ وہی ، جو نہیں بُلند کلام

ما اَسیراں را ، بساماں گاہِ اقبالِ فنا

تیغِ قاتل سایۂ بالِ ہُما خواہد شُدن

ہم اَسیروں کے حق میں ، فنا کی اقبال مندی کے ❁ طفیل شمشیرِ قاتل باعثِ رہائی ہونے والی ہے

ہم اَسیروں کی رِہائی ، مَوت پر ہے مُنحصر

تیغِ قاتل سایۂ بالِ ہُما ہونے کو ہے



عِبرت آلود است سیرِ ایں چمن ہشیار باش

در بہارِ رنگِ ہر گُل ، چشمکے وا زد خزاں

خوش منظری کے ساتھ ، چمن عبرت آموز ہے ❁ ہر پھول کا رنگ ، آمدِ خزاں کا غمّاز ہے

دَرسِ عبرت لے چمن سے رنگ و خوشبو پر نہ جا

گُل کے پردے میں یہاں رنگِ خزاں پوشیدہ ہے



از محیطِ رحمتم اشکِ ندامت مُژدہ ایست

یارب! ایں نومید را ، محرومِ چشمِ تر مکُن

ندامت کے آنسو ، رحمت کی بشارت ہیں ❁ یارب! اس نا اُمید کو ، چشمِ تر سے محروم نہ کر

مُژدۂ رحمت یہی اشکِ ندامت ہَیں مرے

اِس دِلِ مایُوس کو ، محرومِ چشمِ تر نہ کر

رھائی نیست روشن طینتاں را از سیہ بختے

کہ نور و سایہ را نتواں بہ تیغ از ہم جدا کردن

روشن ضمیروں کو، سیہ بختی سے رہائی نہیں ملتی ❁ نور و سایہ کو تلوار سے بھی جدا نہیں کیا جا سکتا

رہائی کیا ملے روشن دلوں کو تیرہ بختی سے

جدا تلوار سے بھی، نور و سایہ ہو نہیں سکتا

❁ ❁ ❁

باطنِ ایں خلق کافر کیش، با ظاہر مسنج

حملہ قرآں، در کنار و صنم در آستیں

مزاج ان لوگوں کا اندازہ ظاہر سے نہ کرو ❁ ان کی آغوش میں قرآن، آستینوں میں بت ہیں

نہ دیکھو اس کے ظاہر کو، منافق کیش ہے دنیا

کہ قرآں لب پہ جاری اور بت ہیں آستینوں میں

❁ ❁ ❁

ایں چمن گر حاصلے دارد ہماں دستِ تہی است

تا بکے، چوں غنچہ خواہی رنگ و بو اندوختن

اگر اس چمن کا حاصل تہی دستی ہے تو غنچہ کی ❁ مانند ذخیرہ اندوزی رنگ و بو کی ہوس نہ کر

بہر صورت چمن سے جب کہ خالی ہاتھ جانا ہے

تو کیوں ہے مثلِ غنچہ، آرزوئے رنگ و بو تجھ کو

بَر خاستم زخاک و نشستم هماں بخاک
دیگر مجو ، قیام و قعودِ نمازِ مَن

خاک سے اُٹھا ہوں اور خاک ہی پر بیٹھا ہوں ❁ میری نماز کا یہی انداز قیام و قعود ہے

بیٹھا ہوں خاک پر ہی جو اُٹھا ہوں خاک سے
میرا یہی قعود و قیامِ نماز ہے

❁ ❁ ❁

سیہ بختی بسعیِ ہیچ کس ، زایل نمی گردد
مگر آتش بَر آرد عُرکِ ہندو را پسِ مُردَن

بدنصیبی کسی کی کوششوں سے دُور نہیں ہوتی ❁ مرنے کے بعد ہندو سپاہی کو آگ کی تپش ملتی ہے

کِسی کی کوششوں سے تیرہ بختی کم نہیں ہوتی
کہ بعدِ مرگ ہندو آگ کے بستر پہ سوتا ہے

❁ ❁ ❁

خونِ در پردہ بالے می زند اما چسود
شوخیِ ایں نغمہ موقوفست بر مضرابِ تیغ

❁

جوش زن ہے خون درَ پردہ مگر کیا فائدہ
صوتِ نغمہ تیغ کی مضراب پر موقوف ہے

اے زعکسِ نرگست آیینہ جامِ مُل بکف
شانہ از زُلفِ تو مِثلِ یک چمن سنبل بکف



اے کہ تیری چشم سے آئینہ جامِ مے بکف
زلف سے شانہ ہُوا مثلِ چمن سنبل بکف

❁ ردیف ''و'' ❁

خرامت آفتِ امکان و قامت فتنۂ دوراں
نگہ غارت گرِ آفاق و آشوبِ جہاں ابرُو

تیرا خرام آفتِ امکاں ہے اور قامت فتنۂ دوراں ❁ نگہ جہاں کی غارت گر، ابرو دُنیا کے لیے آشوب

خرام آفت، قیامت ہے ادا، قد فتنۂ دَوراں
''نگہ غارت گرِ آفاق و آشوبِ جہاں ابرُو''

❁❁❁

غیر تحیُّر از جمال آئینہ را چہ می رسد
حیرتِ ما دلیلِ ما جلوۂ تو گواہِ تو

تیرے جمال سے آئینہ حیرت زدہ ہی ہوتا ہے ❁ میرے ہونے کی دلیل حیرت ہے، جلوہ تیرا گواہ

آئینہ تجھ کو دیکھ کے حیرت زدہ رہے
حیرت مری دلیل ہے، جلوہ ترا گواہ ہے

❁❁❁

❁ ردیف ”و“ ❁

با خوے زِشت صحبتِ روشن دِلاں مخواہ

زنگی خجل شوَد بتماشاے آیینہ

خوے بد کے ساتھ روشن دلوں کی صحبت نہ چاہو ❁ سیہ فام خود کو آئینے میں دیکھ کر شرماتا ہے

خوے بد اور صحبتِ روشن دلوں کی آرزُو

زِشت رُو شرماے ہے دیکھے ہے جب بھی آئینہ

❁ ❁ ❁

گر سلامت خواہی اَز سازِ تظلُّم دم مزن

داد رَس دَر عہدِ ما سنگست و مینا داد خواہ

اگر سلامتی چاہتا ہے تو مظلوم ہونے کا اظہار نہ کر ❁ اس عہد میں قاضی پتھر اور انصاف خواہ مینا ہے

اسی میں عافیت ہے ظُلم سہہ کر بھی نہ منہ کھولو

کہ یاں اب سنگ قاضی طالبِ انصاف ہے مینا

❁ ❁ ❁

تارِ پیراہنِ حیاست نگاہ

کاسۂ چشم را صداست نگاہ

لباسِ شرم کا تار نگاہ ہے ❁ پیالۂ چشم کی آواز نگاہ ہے

تارِ پیراہنِ حیا ہے نگاہ

کاسۂ چشم کی صدا ہے نگاہ

حاصلِ ما، دراین تماشا گاہ

انتہا حیرت، ابتدا است نگاہ

اس سیر گاہ میں میرا یہی حاصل ہے ❁ کہ انتہا حیرت اور ابتدا نگاہ ہے

میرا حصّہ تماشا گہ میں یہی

انتہا حیرت، ابتدا ہے نگاہ



مژہ بستہ آشیانِ غناست

ورنہ ہر جا رسد گدا است نگاہ

بند پلک آشیانہ بے نیازی ہے ❁ ورنہ جہاں نگاہ جائے بھکاری ہے

بند پلکیں ہیں کنجِ استغنا

جس طرف دیکھیے گدا ہے نگاہ



جہانِ بے خودی یکرنگ دارد جہل و دانش را

تفاوت نیست در بینا و نابینائے خوابیدہ

جہانِ بے خودی میں جہل و دانش یک رنگ ہیں ❁ حالتِ خواب میں بینا و نابینا میں فرق نہیں

عالمِ خود رفتگی میں جہل و دانش ایک ہیں

نیند کی حالت میں یکساں بینا اور نابینا ہے

دل مصفّا کردہ را از خودنمائی چارہ نیست

بیند اوّل خویش را ، روشنگر اندر آیینہ

دل مصفا کرنے والا خودنمائی سے نہیں بچتا ❁ آئینہ گر آئینے میں پہلے اپنا عکس دیکھتا ہے

دل مصفّا کر کے ، چارہ خودنمائی سے نہیں

دیکھے ہے صیقل گرِ آئینہ پہلے اپنا عکس

❁❁❁

صانع اَز مصنوع اگر جوئی بجز مصنوع نیست

عکس می گردد عِیاں اسکندؔر اندر آیینہ

خالق کو مخلوق سے جدا کرنا مشکل ہے ❁ آئینے کے اندر اسکندؔر ہی کا عکس ہوگا

خالق و مخلوق میں ہے ربطِ باہم اسقدر

عکسِ اسکندؔر لیے ہے آئینہ آغوش میں

❁❁❁

اَز صفائے دِل تو ہم بیدِلؔ سُراغِ راز گیر

حُسنِ معنی دید اِسکندر بچشمِ آیینہ

بیدلؔ تو بھی صفائی قلب سے سُراغِ راز حاصل کر ❁ سکندر نے حُسنِ معنی کا نظارہ چشمِ آئینہ سے کیا تھا

صفائے دِل سے تُو بیدِلؔ سُراغِ راز حاصل کر

سکندر آئینے میں دیکھتا تھا معنیِ روشن

تا شوَد روشن ، سوادِ نُسخۂ حیرانم
صورتِ خُود را ، یکے بنگر بچشمِ آینہ
تُم پر بھی میری حیرت ظاہر ہو سکے اِس لیے ❁ اپنی صورت ایک بار آئینے کی آنکھ سے دیکھو!
ہو سکے تُم پر بھی روشن ،میری حیرانی کا راز
اپنا چہرہ ، اِک نظر دیکھو بچشمِ آئینہ !

❁❁❁

گردِ صحرا ، از رَمِ آہُو سُراغے می دہد
رفتنِ دِل را ، شکستِ رَنگ می باشد گواہ
گردِ صحرا آہو کے گزرنے کا سُراغ دیتی ہے ❁ چہرے کا اُڑا ہوا رنگ دِل کے جانے کی نشانی ہے
رَمِ آہُو کی مِلتی ہے خبر صحرا کے ذرّوں سے
پریدہ رَنگ دیتا ہے گواہی دِل کے جانے

❁❁❁

گر بایں رنگ است ،بیدلؔ رَونقِ بازار ِدہر
تا قِیامت یُوسُفِ ما ، بَرنمی آید زچاہ
بیدلؔ! اگر بازارِ وقت کی رَونق کا یہی رنگ رہا ❁ تو قیامت تک مرا جوہر پوشیدہ ہی رہے گا
ہے اگر یہ رنگ بیدلؔ رَونقِ بازار کا
چاہ سے باہر نہ آئے گا مرا یُوسُف کبھی!

❁ ردیف ''ی'' ❁

بیدلؔ چہ ازل، کو ابد، از وہم بروں آ
در کشورِ تحقیق نہ صبح است نہ شامے

بیدلؔ! ازل کیا، ابد کہاں، وہم سے باہر نکل ❁ کشورِ تحقیق میں نہ صبح ہے نہ شام

بیدلؔ! نکل اِس وہمِ ازل اور ابد سے
تحقیق کی دُنیا میں کہاں شام و سحر ہے

❁❁❁

از ذرّہ تا مہ و مہر، دَر عاجزی مساویست
ایں جا، کسے ندارد بر ہیچ کس فزونی

ذرے، چاند، سورج، بے بسی میں برابر ہیں ❁ اس کائنات میں کوئی کسی سے زیادہ نہیں

ہیں عاجزی میں برابر نجوم و ذرّہ و مہر
یہاں کوئی بھی کسی سے کم و زیادہ نہیں

❁❁❁

بیدلؔ چہ ازل، کو ابد، از وہم بروں آ
در کشورِ تحقیق نہ صبح است نہ شامے

❁

بیدلؔ! نکل اِس وہمِ ازل اور ابد سے
تحقیق کی دُنیا میں کہاں شام و سحر ہے

مُروّت سخت دُور است از مزاجِ بے حسِ ظالم

ز ، زخمِ کس نمی گردد ، دوچارِ نیشتر دردے



مزاجِ بے حسِ ظالم سے کیا رشتہ مُروّت کا

کِسی کے دَرد کو نشتر کہاں محسوس کرتا ہے!



حیف ازآں بے خبرے چند کہ باقدرتِ جاہ

خاک گشتند و نکردند بیاراں مددے

افسوس وہ بے خبر جو اقتدار و جاہ کے باوجود ❁ خاک ہو جاتے ہیں دوستوں کی مدد نہیں کرتے

آہ وُہ لوگ! جو رکھتے ہُوئے صد قدرت و جاہ

ہو گئے خاک مگر یاروں کی امداد نہ کی



ز خیالِ خویش بگذر چہ مجاز وکو حقیقت

چو گذشتے از کدورت ، بصفا رسیدہ باشی

اپنا خیال چھوڑ فکرِ مجاز و حقیقت نہ کر ❁ کدورت سے گزر کے دل مُصفا ہو گا

نہ کر مجاز و حقیقت کی فکر خود سے گزر

مٹے جو دل سے کدورت صفائی حاصل ہو

اے بہارِ نیستی از قدرِ خود غافل مباش
ہر دو عالم خاک شُد تا بست نقشِ آدمی

اے بہارِ عدم! اپنی حیثیت سے غافل نہ ہو ❁ ہر دو عالم خاک ہوئے تب نقشِ آدمی بنا

اپنی ہستی سے نہ غافل ہو، بہارِ نیستی!
خاک دو عالم ہُوئے تب صورتِ آدم بنی



برقِ نمودت، آمد و رفتِ شرار داشت
روشن نشد کہ آمدہ ئی یا گذشتہ ئی

تیری برقِ نمود مثلِ آمد و رفتِ شرار ہے ❁ یہ ظاہر نہ ہو سکا کہ وہ آئی تھی یا گئی

برقِ تجلّی، آمد و رفتِ شرار ہے
روشن نہیں ہُوا ہے کہ آئی ہے یا گئی ہے



مُروّت سخت دُور است از مزاجِ بے حسِ ظالم
ز، زخمِ کس نمی گردد، دو چارِ نیشتر دَردے

ظالم کا مزاج مُروّت سے بہت دُور ہوتا ہے ❁ نشتر کسی کے زخم کی تکلیف محسوس نہیں کرتا

مزاجِ بے حسِ ظالم سے کیا رشتہ مُروّت کا
کِسی کے دَرد کو نشتر کہاں محسوس کرتا ہے!

پئے جُستجوے عنقا، بکجا تواں رساندن
نہ سُراغِ فہم روشن، نہ چراغِ آشنائی!

عنقا کی تلاش میں، اس طرح کہاں پہنچنا چاہتا ہے ❁ کہ نہ تصورِ حصول واضح ہے، نہ مطلوب سے آشنائی

پئے جُستجوے عنقا، کہاں جارہا ہے ناداں
''نہ سُراغِ فہم روشن، نہ چراغِ آشنائی!''



غُنچۂ سَر! گرہِ وہمِ تعلُّق تا چند!
اے نسیمِ دَمِ شمشیرِ شہادت! مدَدے!

غنچۂ سَر میں وہمِ تعلُّق ماسوا کی گرہ، کب تک ❁ اے نسیمِ دَمِ شمشیرِ شہادت، یہ گرہ کھول دے

غُنچۂ سَر! یہ ترا وہمِ تعلُّق کب تک؟
''اے نسیمِ دَمِ شمشیرِ شہادت! مدَدے!''



زَبانِ خار ندانم چہ گُفت دَر گوشش
کہ چشم اَز آبلہ ام، بُردسیلِ خوں باری

جانے زبانِ خار نے، اُس کے کان میں کیا کہا ❁ کہ چشمِ آبلہ سے اِک طوفانِ خون بہہ نکلا

زَبانِ خار نے کیا کہہ دیا ہے کان میں اُس کے
کہ چشمِ آبلہ سے ہوگیا اِک سیلِ خوں جاری!

صُحبتِ بے خِرداں ، آفتِ رُوحانی بُود

آہ اگر نُوحؔ نمی دید ز طوفاں مدَدے!

بے عقلوں کی صحبت ، رُوحانی عذاب ہے ❁ اگر طوفان نُوحؔ کی مدد نہ کرتا تو اُن پر کیا گزرتی

کوئی نادانوں کی صُحبت سے نہیں بڑھ کر عذاب

کیا گزرتی نُوحؔ پر ، کرتا نہ گر طوفاں مدَد



دِلے روشن کُن اَز تشویشِ ایں ظلمت سَرا بگزر

بجُز فکرِ چراغت نیست ، تدبیرے بتاریکی!

دل روشن کر اس ظلمت سَرا کے اضطراب سے نکل ❁ چراغ جلانے کی فکر کر تاریکی اسی طرح دُور ہو گی

چراغِ قلب روشن کر ، نکل تشویشِ ظلمت سے

بجُز فکرِ چراغاں ، کچھ نہیں تدبیرِ تاریکی!



بیدلؔ اَز مِقدارِ ظرفِ خود ، نمی باید گزشت

وعظِ مستاں ، دَر خطِ پیمانہ دارَد مِنبرے

بیدلؔ اپنے ظرف سے زیادہ شراب نہ پی! ❁ خطِ پیمانہ کے منبر سے مستوں کو نصیحت کی جاتی ہے

زیادہ ظرف سے پیتا ہے بیدلؔ باعثِ ذِلّت

خطِ ساغر ، برائے میکشاں ہے مِنبرِ واعظ!

دَر پناہِ مشرَبِ عجز ایمَن اَز آفات شو

خارِ ایں صحرا ، ندارَد شیوۂ دامَن دَری

عجز کی پناہ میں آ کر آفات سے محفوظ ہو جا ❁ صحرائے عاجزی کا، کانٹا دامن سے نہیں اُلجھتا

گوشہ گیرِ عاجزی ، مامون ہے آفات سے

خارِ دَشتِ اِنکساری میں نہیں ہے سَرکشی



نشہ پیمائیِ کیفیتِ تاک آساں نیست

وا شوَد عُقدۂ دِل ، تا بمَےِ ناب رسے!

انگور کی بیل کے نشے کا اندازہ کرنا ممکن نہیں ❁ دل کی گرہ مئے ناب سے مست ہو کر کھلتی ہے

بے پیے مستیِ انگور سمجھنا دُشوار

عُقدۂ دِل نہ کھلے ، بے مدَدِ بادۂ ناب!



نشُد کیفیتِ احوالِ خود ، بَر ہیچ کس روشن

دریں عِبرَت سَرا ، آیینہ نایابست پندارے

اپنے احوال کی کیفیت کسی پر ظاہر نہیں ہو سکی ❁ اس عبرت سرا میں آئینہ بھی خود سے بے خبر ہے

اپنی کیفیت کِسی پر بھی نہ روشن ہو سکی

کہ اِس عِبرَت سرا میں آئینہ بھی خود سے ناواقف



DR.SAY'YID NAEEM HAMID ALI ALHAMID

ڈاکٹر سیّد نعیم حامد علی الحامد

***

تحسینِ سخن شناساں

نعیم صاحب نے لفظی ترجمے کے بجائے مفہوم کی ترجمانی پر نظر رکھی ہے! اس کے لیے اُنھوں نے یہ نہایت مناسب طریقہ کار اختیار کیا ہے کہ پہلے نثر میں شعر کا مفہوم بیان کیا ہے اور پھر اُس مفہوم کو نظم کا جامہ پہنایا ہے۔

اِس میں خوبی یہ ہے کہ مفہوم کی ترجمانی دونوں سطحوں پر اِس طرح ہوگئی ہے کہ اصل خیال اچھی طرح بیان میں آگیا ہے اور بیان کا حُسن بھی برقرار رہا ہے۔ادب کے طالب علموں کے لیے بیدلؔ کے خیالات کو سمجھنا خاصا آسان ہوگیا ہے۔

اگر صرف نثری ترجمہ ہوتا یا محض منظوم ترجمہ ہوتا تو یہ بات پیدا نہ ہو پاتی۔ ''...... مجھے یقین ہے کہ اربابِ نظر کے حلقے میں نعیم صاحب کی اِس کتاب کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا''۔

(بہارِ ایجادیِ بیدلؔ) رشید حسن خاں کے مضمون سے اقتِباس)

''نعیم حامد علی نے بیدلؔ کا مطالعہ اِس محبت اور شدت سے کیا ہے کہ مضامین بیدلؔ نے اُن کے ذریعے اُردو کے قالب میں ڈھلنا پسند کیا ہے۔یہ شعر کا اختیار ہے! ۔میں اپنے اِس نکتے کی مزید وضاحت پسند نہیں کروں گا۔اسے بیدلؔ کی تاریخ گوئی کا چیستان سمجھ لیجیے!۔

نعیم صاحب اعلیٰ درجے کے شاعر نہ ہوتے تو انہیں بیدلؔ کے خیال اور باطن

میں سفر کرنے کی سکت بھی حاصل نہ ہوتی !۔

سید نعیم حامد علی الحامد کا منظوم ترجمۂ اشعارِ بیدلؔ ادبی کارنامہ ہی نہیں بلکہ ''کرشمہ'' ہے جو پڑھنے والے کے دامنِ دل کو ہر قدم کھینچتا ہے !''۔

('بہارِ ایجادیِ بیدلؔ' پر، پروفیسر سیّد محمد ابوالخیر کشفی کے مضمون سے اقتباس)

''نعیم ما شاء اللہ خود بھی ایک نغز گو شاعر ہیں اور شعریت کے جملہ لوازمات کا بھرپور ادراک رکھتے ہیں۔ وہ بیدلؔ کے اشعار کا ایسا منظوم اُردو ترجمہ کرنے میں کامیاب رہے ہیں جسے بغیر کسی جھجک کے معیاری کہا جا سکتا ہے۔

نعیم حامد علی نے بیدلؔ کے کئی شعروں کا ترجمہ اس خوبی سے کیا ہے کہ ترجمے کا گمان تک نہیں ہوتا اور شعر بالکل طبع زاد معلوم ہوتا ہے۔

بیدلؔ مشاہدۂ آفاق سے تعمیرِ سیرت کے لیے پند و نصیحت کے جو تابناک موتی ڈھونڈ کر لایا ہے نعیم حامد علی نے اُن کو اُردوے مبین میں اس طرح ڈھالا ہے کہ اُن کی چمک دمک برقرار رہی ہے''۔

(''بہارِ ایجادیِ بیدلؔ'' پر، پروفیسر انورؔ مسعود کے مضمون سے اقتباس)

سیّد نعیم حامد علی الحامد کی یادگار کتاب ''بہارِ ایجادیِ بیدلؔ'' موصول ہوئی...... پاکستان اور ہندوستان میں کچھ اہلِ علم نے بیدلؔ کے طلسماتی کلام کے کچھ نثری اور منظوم اردو تراجم کیے ہیں۔

سیّد نعیم حامد علی الحامد کا نام شیفتگانِ بیدلؔ کے سلسلۂ شوق میں بہت عمدہ اضافہ

ہے۔انھوں نے منظوم ترجمہ اتنی سہولت اور کامیابی سے کیا ہے کہ بے ساختہ داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ان کے نثری تراجم کا حسن ولطف بھی خاصے کی چیز ہے۔

(سیّد بابر علی کے نام خط سے اقتباس از پروفیسر ڈاکٹر غلام معین الدین نظامی صدر شعبۂ فارسی دانشگاہ پنجاب، لاہور۔)

میں تمام پاکستانی اہلِ قلم کی جانب سے ''بہار ایجادیِ بیدلؔ'' کی اشاعت پر نعیم حامد علی صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ایسے موقع پر تہنیت کے رسمی جملے عام طور پر مبالغے کے صیغوں میں بولے جاتے ہیں مگر سچی بات یہ ہے کہ کہ نعیم حامد علی نے برصغیر کے عظیم المرتبت فارسی شاعر بیدلؔ کے منتخب کلام کا منظوم اردو ترجمہ کر کے ایک بڑا کام کیا ہے۔

......ہمیں فراخ دلی سے اس بڑی علمی خدمت کا اعتراف کرنا چاہیے اور داد دینی چاہیے کہ ادب گریز بلکہ شاعری گریز زمانے بھی کچھ لوگ ہیں جو شعروادب کو اپنی زندگی کی ترجیحِ اول سمجھتے ہیں۔میں اس بڑے کام پر نعیم حامد علی کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

(۱۹راپریل ۲۰۰۹ء مدینہ منورہ میں 'بہار ایجادیِ بیدلؔ' کی تقریبِ رسمِ اجرا میں 'صدر نشین مقتدرہ قومی زبان' جناب افتخار عارفؔ کے خطاب سے اقتباس)

قیم کے اشعار میں اپنے عہد کے علاوہ آنے والے عہد کی چاپ بھی سُنائی دیتی ہے۔اُس کے ہاں ایسے اشعار شاذ و نادر ہی ملتے ہیں جو اُس کے آدرش کی نشاندہی نہ کرتے ہوں اور اُس کا آدرش ہے ایک اُجلی اور آسودہ کائنات!۔

قیم کا اُسلوب اظہار دیوالی کے چراغاں کی طرح دل آویز ہے۔اُس میں تازگی ہے، رعنائی اور غنائیت بھی۔

وہ جدید ہے مگر کھردرا نہیں۔اُس کے ہاں جھٹکا ذہن کو لگتا ہے جسم کو نہیں۔وہ قاری کو چونکاتا ہے اُس پر غراتا نہیں!۔

(''پیکرِ نغمہ'' پر سیّد ضمیر جعفری کے مضمون سے اقتباس)

قیم حامد علی کے کلام میں ایک اُپج ہے، مطالعہ کا اثر ہے، کاوش وجستجو ہے، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اُن کا فن ترقی پذیر ہے، جمود آشنا نہیں ہے، دُوسری طرف مضامین کی آمد، اور تجربات کی چمک بھی ہے۔

کوئی ضروری نہیں کہ ہر شخص ایک ہی زاویے سے محاسنِ فن کو دیکھے، مجھے جو بات پسند آئی وہ یہ کہ شاعر جدت پسند ہے، مگر اُس کی جدت پسندی نے اُس کو بے لگام نہیں کیا۔اخلاق وانسانیت کی اعلیٰ قدروں کا باغی نہیں بنایا، دین واخلاق کی پُل صراط سے وہ کامیاب گزر رہا ہے۔

وہ لوگ جو جدت وجہالت کو لازم وملزوم سمجھتے ہیں، فن وہنر کو کج روی اور خود

فریبی کی بخشش جانتے ہیں، اُن کے جواب میں ہم جو عملی دستاویز پیش کر سکتے ہیں اُس میں ایک حصہ فہیم حامد علی کے کلام کا بھی ہو سکتا ہے۔

(پروفیسر ڈاکٹر مولانا سیّد عبداللہ عبّاس ندوی)

سیّد نعیم حامد علی الحامد کا زندگی نامہ بیک نظر

نام: سیّد نعیم حامد علی الحامد۔ تخلّص: نعیم۔

والد: سیّد حامد علی مرحوم۔ جد: سیّد محمود علی مرحوم۔

تاریخ ومقامِ ولادت: یکم جنوری ۱۹۴۵ء مطابق ۱۷ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ، مراد آباد، محلہ مغلپورہ۔

تعلیم: تا دمِ تحریر حصولِ علم میں منہمک۔

ہجرتِ اوّل: ہندوستان سے پاکستان ۱۹۵۰ء۔

ہجرتِ ثانی: پاکستان سے ارضِ حرمین شریفین، ۲۵ ذوالقعدہ ۱۳۷۳ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۹۵۴ء۔

سفرِ حیات کی منزلیں: مراد آباد، ملتان، کراچی، مکہ مکرمہ، جدہ، تبوک، مدینہ منورہ۔

ابتدائے شعر گوئی: فروری ۱۹۶۱ء۔

پہلا مجموعۂ کلام: ''پیکرِ نغمہ'' ۵ ستمبر ۱۹۸۶ء مطابق یکم محرم الحرام ۱۴۰۷ھ میں جدہ سے شائع ہوا۔

تحقیقی تالیف: ''بہارِ ایجادیِ بیدلؔ'' ابوالمعانی میرزا عبدالقادر بیدلؔ (۱۰۵۴ھ-۱۱۳۳ھ) کے منتخب اشعار کا منثور ومنظوم ترجمہ، سوانح وآثارِ بیدلؔ؛ ان کے اساتذہ ونامور شاگردوں اور بیدلؔ شناسوں کے کارہائے نمایاں کا اجمالی تعارف۔ تاریخ اشاعت: ۲۰۰۸ء۔

ناشرین: بابر علی فاونڈیشن، پیکجز لمیٹڈ، لاہور۔

دُوسرا شعری مجموعہ: ''ٹھکانا غزل'' ۔ یکم جنوری ۲۰۱۲ء کو جدہ سے شائع ہوا۔

ناشر:شرکۃ السراوات، جدہ۔

ضمیر کی عدالت: (تحقیقی وتنقیدی مضامین) زیرِترتیب وکمپوز شدہ۔

''عصمتِ حرف'' (مجموعۂ مضامینِ نعیم)۔مُرتّب وکمپوز شدہ۔

''کلکِ مشکبار'' (مشاہیرِ شعروادب اوراحباب کے نام مکاتیبِ نعیم) مرتّب وکمپوز شدہ۔

''تکریم'' (مشاہیرِ شعروادب اوراحباب کے خطوط بنامِ نعیم) مُرتّب وکمپوز شدہ۔

''نگارخانۂ نعیم'' نعیم کی پچاس سالہ زندگی اورارضِ حرمین شریفین کی ادبی تاریخ کی تصویری جھلکیاں۔

''مشکِ قلم'' (نعیم حامد علی فن وشخصیت) مرتّب: پروفیسر ڈاکٹر سیّد محمد ابوالخیر کشفی۔

موبائل: 00966-507781106

E-MAIL:urdilibraryksa@hotmal.com

